تذکرۂ خانوادۂ قادریہ

ترتیب

مولانا عبدالعلیم قادری مجیدی

سلسلۂ مطبوعات (81)

عنوان کتاب	:	تذکرۂ خانوادۂ قادریہ
ترتیب	:	مولانا عبدالعلیم قادری مجیدی
طبع اول	:	ستمبر۲۰۱۲ء/شوال۱۴۳۳ھ

Publisher
TAJUL FUHOOL ACADEMY
(A Unit of Qadri Majeedi Trust)
Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla, Budaun-243601 (U.P.) India
Mob.: +91-9897503199, +91-9358563720
E-Mail: qadrimajeeditrust@gmail.com, Website: www.qadri.in.com

Distributor
Maktaba Jaam-e-Noor
422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
Phone : 011-23281418

Distributor
New Khwaja Book Depot.
Matia Mahal,
Jama Masjid, Delhi-6
Mob. : 0091-9313086318

انتساب

اکابر خانوادۂ قادریہ کا یہ تذکرہ

خانوادۂ قادریہ عثمانیہ کے اولین تذکرہ نگار

مصنف اکمل التاریخ

مولانا ضیاء القادری مقتدری بدایونی

(ولادت:۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء۔وفات:۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)

کے نام

منسوب کیا جاتا ہے

عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا ایک ذیلی ادارہ ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی اور صاحبزادۂ گرامی مولانا اسیدالحق قادری بدایونی (ولی عہد خانقاہ قادریہ، بدایوں) کی نگرانی اور قیادت میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، ترجمہ اور نشر واشاعت کے میدان میں سرگرم سفر ہے، اکیڈمی کے زیر اہتمام اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں ۷۰ سے زیادہ کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور نشر واشاعت کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے ہر حلقے اور ہر طبقے کی دلچسپی اور ضرورتوں کے پیش نظر اشاعتی خدمات انجام دی ہیں، خالص علمی اور تحقیقی کتب، ادبی اور شعری نگارشات، عام لوگوں کی تربیت واصلاح کے لیے آسان زبان میں رسائل، اکابر بدایوں کی سیرت وسوانح، باطل افکار ونظریات کے رد وابطال اور مسلک حق کے اثبات میں قدیم وجدید رسائل اور غیر مسلم برادران وطن کے لیے اسلام کے تعارف پر مشتمل سلجھا ہوا دعوتی اور تبلیغی لٹریچر غرض کہ اکیڈمی ان تمام میدانوں میں بیک وقت تحقیقی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات انجام دے رہی ہے۔

ابتدا ہی سے تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں یہ بات بھی شامل تھی کہ خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف اور خانوادۂ قادریہ سے وابستہ علما ومشائخ کی عظیم شخصیات، ان کے علوم ومعارف اور ان کی حیات وخدمات سے موجودہ نسل کو روشناس کروایا جائے، بفضلہٖ تعالیٰ اکیڈمی نے اس سمت میں بھی کامیاب کوششیں کی ہیں، زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین

محمد عبدالقیوم قادری
جنرل سیکریٹری تاج الفحول اکیڈمی
خادم خانقاہ قادریہ بدایوں

فہرست مشمولات

قاموس المشاہیر
(49 - 52)

تذکرہ علمائے اہل سنت
(53 - 75)

شعرائے بدایوں دربار رسول میں

(121 - 143)

بدایوں کے مہر و ماہ

(145 - 148)

علماء العرب في شبه القارة الهندية

(149 - 154)

☆☆☆

ابتدائیہ

برصغیر کی اسلامی تاریخ میں جن چند خانوادوں نے اپنی طویل علمی اور دینی جدوجہد کے نتیجے میں اسلامیان ہند پر اپنے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں ان میں بدایوں کے خاندان عثمانی کا بھی شمار ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب بھی برصغیر کی اسلامی اور علمی تاریخ مرتب کی جاتی ہے تو انصاف پسند مؤرخ کے لیے اس خانوادے کی خدمات کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

اس خاندان کے مورث اعلیٰ قاضی دانیال قطری حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد سے تھے، جو ساتویں صدی کے آغاز میں قطب الدین ایبک کے لشکر کے ساتھ بدایوں فروکش ہوئے تھے اور یہیں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ اسی وقت سے اس خاندان کی علمی و دینی خدمات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو بفضلہٖ تعالیٰ آج تک کسی نہ کسی حد تک قائم و جاری ہے، گویا اس خانوادۂ عثمانی قادری کی خدمات کا دائرہ آٹھ صدیوں پر محیط ہے، یہ ایک ایسا شرف و امتیاز ہے جو شاید برصغیر کے بہت کم خانوادوں کو حاصل ہو۔

علامہ فضل حق خیر آبادی کے سلسلے میں ڈاکٹر معین الدین عقیل کا ایک مقالہ نظر سے گزرا تھا جس میں انہوں نے ان تمام اہم مآخذ و مراجع کی نشاندہی کر دی تھی جن میں علامہ کا تذکرہ موجود تھا، اس سے ریسرچ اسکالرز اور اہل قلم کو سہولت ہو گئی کہ وہ علامہ کے سلسلے میں مواد کی تلاش کے لیے سرگرداں نہیں رہیں گے بلکہ سارا مواد ایک نظر میں ان کے پیش نظر ہو گا۔ اسی مقالے کو دیکھ کر خیال آیا کہ اکابر خانوادۂ قادریہ کے سلسلے میں بھی اسی قسم کی ایک کتاب مرتب کروا دی جائے تاکہ ان حضرات کے متعلق اہل تذکرہ و سیر نے جو کچھ تحریر کیا ہے وہ ایک جگہ جمع ہو جائے اور یہ کتاب آگے آنے والوں کے لیے حوالے کا کام کرے۔ اسی خیال کی عملی شکل اس کتاب کی صورت میں

آپ کے پیش نظر ہے۔

زیر نظر کتاب میں خانوادۂ قادریہ کے تمام اہل علم وفضل کے تذکرے کو جمع نہیں کیا گیا ہے بلکہ صرف تیرہویں اور چودہویں صدی کے بعض اکابر کے تذکرے پر اکتفا کیا گیا ہے، جن شخصیات کا انتخاب کیا گیا ہے وہ اپنی علمی، دینی اور روحانی خدمات کے سلسلے میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہیں۔

کتاب کی ترتیب کے لیے انہیں کتبِ تذکرہ کا انتخاب کیا گیا ہے جو معروف ومتداول ہیں اور علمی حلقوں میں بطور حوالہ استعمال ہوتی ہیں، ان کتب تذکرہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) تذکرۂ علمائے ہند

تالیف: مولوی رحمان علی (وفات: ۱۳۲۵ھ-۱۹۰۷ء) اردو ترجمہ، ترتیب وتحشیہ: ڈاکٹر ایوب قادری / سنہ تالیف: ۰۸-۱۳۰۷ھ-۹۱-۱۸۹۰ء / ناشر پاکستان ہسٹوریکل سوسائٹی، کراچی ۱۹۶۱ء

(۲) تذکرۃ الواصلین

تالیف: مولوی محمد رضی الدین صدیقی بدایونی بسمل (وفات: ۱۳۴۳ھ) سنہ تالیف: ۱۷-۱۳۱۶ھ ـ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء / مطبوعہ رائے صاحب گلاب سنگھ اینڈ سنس پریس لکھنؤ ۱۳۱۸ھ-۱۹۰۰ء

(۳) مظہر العلماو تراجم الکملا

مولوی سید محمد حسین سید پوری / آغاز تالیف: ۱۳۱۴ھ-۱۸۹۶ء، تکمیل: ۱۳۱۷ھ-۱۹۰۰ء، نظر ثانی واضافات تا ۱۳۳۵ھ-۱۹۱۷ء / غیر مطبوعہ، نسخہ قلمی مخزونہ کتب خانہ قادریہ بدایوں

(۴) قاموس المشاہیر

تالیف: مولوی نظام الدین حسین نظامی بدایونی (وفات: ۱۹۴۷ء) / طبع اول جلد اول ۱۹۲۴ء، طبع اول جلد دوم ۱۹۲۶ء / طبع جدید جلد اول ودوم خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ ۲۰۰۴ء

(۵) تذکرہ علمائے اہل سنت

تالیف: مولانا محمود احمد رفاقتی / سنہ تکمیل واشاعت اول ۱۳۹۱ھ-۱۹۷۱ء

(۶) تذکرہ اکابر اہل سنت پاکستان

مولانا عبدالحکیم شرف قادری (وفات :۲۰۰۷ء) سنہ تالیف :۱۳۹۳ھ-۱۹۷۳ء/ اشاعت اول پاکستان ۱۳۹۶ھ-۱۹۷۶ء/ فیاض الحسن بک سیلر، کانپور انڈیا سنہ ندارد

(۷) مردان خدا

تالیف: مولوی ضیا علی خاں اشرفی (وفات :۲۰۰۳ء) زمانہ تالیف :۱۳۹۴ھ-۱۹۷۶ء/ طبع چہارم شوقین بک ڈپو بدایوں ۱۹۹۸ء

(۸) تذکرہ شعرائے بدایوں

تالیف : سید شہید حسین شہید بدایونی (وفات : ۱۹۸۸ء) زمانہ تالیف : ۱۴۰۳ھ -۱۹۸۳ء/ اشاعت اول بدایوں اکیڈمی، کراچی ۱۹۸۷ء

(۹) شعرائے بدایوں دربار رسول میں

تالیف: ڈاکٹر شمس بدایونی/ طبع اول بدایوں ۱۹۸۸ء، طبع ثانی کراچی ۱۹۹۷ء

(۱۰) بدایوں کے مہرو ماہ

تالیف: چودھری صغیر حسن صدیقی بدایونی/ طبع اول ۱۹۹۴ء بدایوں

(۱۱) علماء العرب فی شبه القارة الهندية

تالیف: یونس الشیخ ابراہیم السامرائی/ المکتبۃ الوطنیۃ بغداد، عراق ۱۹۸۶ء

کتابوں کی سنین تالیف کے لحاظ سے ان کو مرتب کیا گیا ہے، تذکروں کی ترتیب کے سلسلے میں اکابر کے حفظ مراتب کا لحاظ کیا گیا ہے، اسکالرس کی سہولت کے لیے عبارت میں جس جگہ کتاب کا صفحہ ختم ہو رہا ہے وہاں بریکٹ میں اصل کتاب کا صفحہ نمبر ڈال دیا گیا ہے تاکہ اگر کوئی زیر نظر کتاب کے حوالے سے اصل ماخذ کا حوالہ دینا چاہے تو اس کو آسانی ہو۔

کتاب کی جمع و ترتیب اور تصحیح کا اہم کام عزیز القدر حافظ عبدالعلیم قادری مجیدی (متعلم مدرسہ قادریہ بدایوں) نے انجام دیا ہے، یہ عزیز موصوف کی دوسری کاوش ہے، اس سے پہلے وہ

حضرت مولانا محی الدین قادری بدایونی (ابن سیف اللہ المسلول) کی کتاب ''شمس الایمان'' کی ترتیب وتصحیح کا کام کر چکے ہیں، جس کو چند ماہ پہلے تاج الفحول اکیڈمی نے شایع کرنے کا فخر حاصل کیا ہے۔

یہ بات میری لیے انتہائی مسرت اور اطمنان کا باعث ہے کہ مدرسہ قادریہ کے طلبہ کی موجودہ نسل میں بعض طلبہ خصوصیت کے ساتھ علمی وتحقیقی مزاج، تحریر وتصنیف کا ذوق اور مخلصانہ دینی خدمات کا جذبہ رکھتے ہیں، اس پر اپنے اکابر واسلاف سے گہرا رشتہ عقیدت ومحبت مستزاد، مرتب کتاب عزیزی عبدالعلیم قادری مجیدی کا شمار بھی مدرسہ قادریہ کے ایسے ہی ہونہار اور لائق طلبہ میں ہوتا ہے، مَیں عزیز موصوف کے روشن اور تابناک مستقبل کا متمنی بھی ہوں اور اس کے لیے دعا گو بھی۔ رب قدیر ومقتدر دارین کی برکات عطا فرمائے۔ آمین

اسید الحق قادری
خانقاہ قادریہ بدایوں

۲۳؍رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ
۱۳؍اگست ۲۰۱۲ء

تذکرۂ علمائے ہند

(پاکستان ہسٹوریکل سوسائٹی، کراچی ۱۹۶۱ء)

مولوی رحمان علی

مولوی عبدالمجید بدایونی

مولوی عبدالمجید بدایونی ابن عبدالحمید ابن مولوی محمد سعید بن مولوی محمد شریف بن مولوی محمد شفیع بدایونی ۲۹ر رمضان ۱۱۷۷ھ/۱۷۶۴ء میں پیدا ہوئے۔ ''ظہور اللہ'' ان کا تاریخی نام ہے، ابتدائے عمر سے [ص:۳۲۲] مولوی محمد علی بدایونی کی خدمت میں تربیت حاصل کی، زہد و تقویٰ اور علم دین کی تعلیم میں مشغول رہے۔ اکثر کتب مروجہ ان کی خدمت میں پڑھیں، ان کے انتقال کے بعد بقیہ درسی کتابیں مولوی ذوالفقار علی ساکن قصبہ دیوہ (مضاف لکھنؤ) تلمیذ مولانا نظام الدین ابن ملا قطب الدین سہالوی سے پڑھیں۔ علم سے فروغ حاصل کرنے کے بعد مرشد کامل کا خیال پیدا ہوا اور ہر طرف شیخ کامل کی تلاش شروع کی، چونکہ بہت سے مشائخ وقت (کامل طور سے) شریعت کا اتباع نہیں کرتے تھے اس لیے اس گروہ سے نفرت شروع ہو گئی۔ قسمت یاور تھی، خواب میں دیکھا کہ حضرت ہادی المضلین سید المرسلین ﷺ کی مجلس میں جناب محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی، مخدوم الانام، کان نمک، گنج شکر شیخ فرید الدین نیز دوسرے اولیا موجود ہیں، حضرت رسالت پناہی ﷺ کے اشارے سے جناب غوث الاعظم نے صاحب ترجمہ (مولوی عبدالمجید بدایونی) کا ہاتھ شاہ آل احمد مارہروی کے ہاتھ میں دے دیا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو مارہرہ کا راستہ لیا اور اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ زہد و تقویٰ اور اتباع شریعت کو کامل طور سے پایا، ان کے مرید ہوئے۔ خلافت سے سرفراز ہوئے، اپنے مرشد سے ''عین الحق'' کا لقب پایا۔ اسّی سال کی عمر میں حج و زیارت سے مشرف ہوئے، کتاب مواہب المنان شرح جواہر الرحمان (ملفوظات غوثیہ)، رسالہ ردّ روافض (فارسی)، رسالہ رد وہابیہ (اُردو) اور دوسرے رسالے ان کی تصنیفات سے ہیں۔ ان کے شاگردوں میں شاہ آل رسول مارہروی اور مولوی افتخار الدین ہیں۔ صاحبِ ترجمہ (مولوی عبدالمجید) ۱۷ر محرم الحرام ۱۲۶۳ھ/ ۱۸۴۶ء میں فوت ہوئے۔ علما و شعرا نے ان کے انتقال کی تاریخیں کہی ہیں۔

قطعہ تاریخ انتقال مولوی عبدالمجید بدایونی

از مفتی سعداللہ آشفتہ مرادآبادی

جناب مقدس شہ کاملیں | امام ہدیٰ قدوۂ اہل دیں
بعلم و عمل یادگار سلف | ز فیضش منور دلِ عارفیں
شہ اولیا شاہِ عبدالمجید | خدایش دہد جنت و حورعیں

[ص:۳۲۳]

بماہِ محرم شب ہفت و دہم | بسوئے جناں شد عزیمت گزیں
رقم کرد آشفتہ تاریخ آں | کہ گردیدہ واصل بخلد بریں

[ص:۲۲۴]

☆☆☆

مولوی فضل رسول بدایونی

مولوی فضل رسول بدایونی بن مولوی شاہ عبدالمجید قدس سرہٗ ماہ صفر ۱۲۱۳ھ/ ۹-۱۷۹۸ء میں پیدا ہوئے۔ان کا تاریخی نام ''ظہور محمد'' ہے۔ مروجہ درسی کتابوں کی تحصیل و تکمیل مولوی نورالحق فرنگی محلی خلف مولانا انوارالحق شاگرد ملک العلما بحرالعلوم ملا عبدالعلی سے کی۔ قصبہ ردولی میں مخدوم شاہ عبدالحق قدس سرہٗ کے مزار کے سامنے اکابر علمائے وقت مثلاً مولوی عبدالواسع، مولوی عبدالواجد خیرآبادی، مولوی ظہوراللہ فرنگی محلی وغیرہ نے رسم دستار بندی ادا فرمائی۔علم طب حکیم ببر علی خاں موہانی، علم حدیث و تفسیر شیخ مکہ عبداللہ سراج اور شیخ المدینہ شیخ عابد مدنی اور علم تصوف اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ قادریہ و چشتیہ سلسلے میں بیعت و خلافت اپنے والد ماجد سے پائی۔ چند بار حرمین شریفین گئے اور حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ ایک بار دہلی سے احرام باندھ کر بمبئی تک پیدل گئے، اسی سال کامل جذب و ارادت کے ساتھ بغداد شریف گئے۔ سجادہ نشین درگاہ غوثیہ سید علی نے بھی خاص طور سے خود اجازت مرحمت فرمائی، غرض ہمیشہ مخلوق کی ہدایت و تعلیم اور تدریس میں مشغول رہتے۔ وہابیوں کی بیخ کنی میں بہت کوشش کرتے، بہت سے مشہور علما و فضلا نے ان سے استفادہ کیا۔ ان میں مولوی فیض احمد بدایونی، [ص:۳۸۰] مولوی سخاوت علی جونپوری، مفتی اسداللہ الٰہ آبادی، مولوی شاہ احمد سعید رامپوری اور مولوی عنایت رسول چریاکوٹی ہیں۔ ۳؍ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء میں بروز پنجشنبہ بعد نماز ظہر ۷۸ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ بدایوں میں دفن ہوئے۔ مولوی عبدالسلام (سنبھلی) مرادآبادی نے ان کی تاریخ انتقال فقرہ ''انا فضل الرسول'' سے نکالی ہے۔

تصانیف مشہورہ: بوارق محمدیہ، تصحیح المسائل، معتقد منتقد، سیف الجبار، فوز المومنین، تلخیص الحق، احقاق حق، شرح فصوص الحکم، رسالہ طریقت، حاشیہ میر زاہد، حاشیہ ملا جلال، طب الغریب اور متفرق مسائل میں دیگر رسائل۔ [ص:۳۸۱]

☆☆☆

مولوی فیض احمد بدایونی

مولوی فیض احمد بدایونی بن حافظ غلام احمد بن مولوی شمس الدین بن مولانا محمد علی بدایونی، ان کی پیدائش قریب ۱۲۲۳ھ/ ۱۸۰۸ء میں ہوئی۔ جملہ علوم عقلی ونقلی اپنے ماموں مولوی شاہ فضل رسول سے بہت تحقیق وتدقیق کے ساتھ حاصل کیے، اپنے نانا مولانا شاہ عبدالمجید کے مرید تھے۔ ان کے کمالات علمیہ اور حالات قدسیہ کی اس مختصر میں گنجائش نہیں ہے۔ ان کی تصنیفات سے حاشیہ صدرا، حواشی فصوص فارابی اور تین دیوان عربی، فارسی اور اُردو (مناقب حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ) تھے۔ ان میں اکثر فساد ہند (۱۸۵۷ء) میں تلف ہوگئیں۔ ۱۲۷۴ھ/ ۸-۱۸۵۷ء کے قریب ان کا انتقال ہوا۔ [ص:۳۸۵]

☆☆☆

مولوی محی الدین بدایونی

مولوی شاہ فضل رسول بن مولوی عبدالمجید بدایونی کے بڑے بیٹے تھے۔ ان کی پیدائش ۱۲۴۳ھ/ ۱۸۲۷ء میں ہوئی۔ ''مظہر محمود'' سے ان کی تاریخ ولادت نکلتی ہے۔ معقول ومنقول کی مروجہ کتابیں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پڑھیں، اپنے ہم عصروں میں امتیاز حاصل کیا۔ دادا (مولوی عبدالمجید) سے بیعت ومرید ہوئے۔ تصانیف لطیف کے مالک ہیں۔ ان میں حاشیہ میر زاہد رسالہ، حاشیہ کلیات قانون بوعلی سینا اور رد وہابیہ میں رسالہ شمس الایمان وغیرہ مشہور رسالے ہیں۔ ۶/ ذیقعدہ ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء میں سہارنپور میں انتقال ہوا۔ [ص:۴۸۸]

☆☆☆

مولوی شاہ عبدالقادر بدایونی

مولوی شاہ عبدالقادر بدایونی ابن مولوی معین الحق فضل رسول بدایونی، ان کی پیدائش ۱۷/رجب ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء میں ہوئی۔ تاریخی نام ''مظہر حق'' ہے، اکثر کتب درسیہ مولوی نور احمد بدایونی اور بعض کتب مثلاً شرح العلوم، شرح اشارات اور محاکمات وغیرہ مولانا فضل حق خیرآبادی سے پڑھیں، اپنے ہم عصروں [ص:۳۱۱] میں ممتاز ہوئے، بیعت وخلافت اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ والد ماجد کے ایما سے حرمین شریفین کی زیارت کے موقع پر شیخ الفقہا والمحد ثین مولانا شیخ جمال عمر مکی سے حدیث پڑھی۔ علوم دینی کے افادے اور کتب دینیہ کی تالیف میں مصروف ہیں، رسالہ احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام (عربی) رسالہ سیف الاسلام المسلول علی المناع بعمل المولد والقیام (فارسی) رسالہ حقیقۃ الشفاعۃ علی اہل السنۃ والجماعۃ، شفاء السائل بتحقیق المسائل (یہ کتاب دوسوسوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے جو فقہ وعقائد سے متعلق ہیں) دیوان عربی در نعت شریف نبوی ﷺ جو انہوں نے مدینہ طیبہ کے سفر کے راستے میں لکھی ہیں۔ ان کی تصنیفات میں یہ کتابیں اہل علم میں مقبول ہیں، ان کے علاوہ دوسری کتابیں بھی زیر تالیف ہیں۔ غرض مولانا (عبدالقادر) کی ذات کو مغتنمات سے شمار کرنا چاہیے، خاص طور سے جو امداد اس کتاب کی تالیف میں مجھ ہیچ مداں (مولوی رحمان علی) کو پہنچائی ہے اس کا شکریہ ادا کرنا ناممکن ہے، بقول ؎

اگر ہر موئے تن گردد زبانم ادائے شکر او کے می توانم

[ص:۳۱۳]

☆☆☆

تذکرۃ الواصلین

(رائے صاحب گلاب سنگھ اینڈ سنس پریس لکھنؤ، ۱۳۱۸ھ۔۱۹۰۰ء)

محمد رضی الدین صدیقی بسملؔ

حضرت جناب مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی قدس سرہٗ

آپ کے والد ماجد کا نام مولوی عبدالحمید صاحب عثمانی ہے۔ ۱۱۷۷ھ میں آپ کی ولادت با سعادت واقع ہوئی۔ ''ظہور اللہ'' نام تاریخی ہے۔ تحصیل علوم کی اکثر جناب مولانا محمد علی صاحب عثمانی سے حاصل فرمائی، جو قاضی مبارک گوپاموی اور قاضی مستعد خان دہلوی کے شاگرد تھے، بعد وفات جناب مولانا محمد علی صاحب کے بمقام لکھنؤ تلامذۂ ملک العلما مولانا نظام الدین سہالوی سے تکمیل فرمائی۔ ۱۲۰۵ھ [ص:۲۳۴] میں حضور اقدس سید الواصلین سند العارفین حضرت سید شاہ آل احمد ابوالفضل اچھے میاں صاحب قادری مارہروی کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور شرف اختصاص وخلافت خاص سے ممتاز ہو کر ''شاہ عین الحق'' لقب عطا ہوا۔ تیس سال کامل حضرت مرشد برحق کی خدمت میں کمال ریاضت و مجاہدات میں مشغول رہے۔ بعد وصال مرشد کے وطن میں تشریف لاکر دریائے فیض باطنی وظاہری جاری فرما کر ایک عالم کو سیراب کیا۔ اسّی سال کی عمر میں باوجود شدت ضعف وکثرت امراض، غلبۂ شوق میں عزم سفر حرمین شریفین کا فرمادیا۔ اگر چہ بظاہر یہ سفر اُس وقت اور اُس عمر میں نہایت مشکل تھا مگر بہ تائید ربانی بہ کمال آسانی طے ہوا۔ اس سفر میں آپ کے خلف الصدق وخلیفہ برحق حضرت مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قادری نے سعادت کاملہ خدمت خاص حاصل فرمائی اور دربار مرشد سے ''شاہ معین الحق'' کے لقب سے سرافروزی پائی۔ وطن میں بعد معاودت فرمانے کے بعمر ہشتاد و ہفت سال بماہ محرم ۱۲۶۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کے مزار پاک سے برکات وانوار مثل شمس نصف النہار آشکار ہیں۔ ہر جمعہ کو مزار مقدس پر ایک دو قرآن شریف کا ختم بلا ناغہ ہوتا ہے۔ عرس سالانہ میں دو روز تک بکثرت ختم قرآن شریف کا معمول ہے۔ بالجملہ جب سے آپ کی وفات ہوئی اس وقت تک ہزار ہا ختم قرآن شریف کی آپ کی بارگاہ میں نوبت آئی ہے۔ آپ کے تلامذہ سے جناب مولانا افتخار الدین صاحب، مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی اور مولوی سعد الدین صاحب عثمانی، مولوی عبدالوالی صاحب، حافظ حسن علی صاحب، جناب مولانا سید شاہ آل رسول صاحب مارہروی سجادہ نشین درگاہ مارہرہ شریف وغیرہم ہیں۔ منجملہ آپ کی تصنیفات کے

فتح المنان شرح فارسی [ص:۲۳۵] جواہر الرحمٰن وشرح فارسی کتاب الصلوٰۃ ومحافل الانوار ورسالہ ردّ وہابیہ ورسالہ ردّ روافض و دیگر رسائل تصوف ہیں اور کبھی کبھی آپ شعر بھی تصنیف فرماتے، چنانچہ راقم کو یہ شعر آپ کا یاد ہے، شعر ؎

رفت در بیعانہ اش صبر و دل دونیم قرار ساده لوحی بیں کہ عشقش را خریدارم ہنوز

آپ کے مرید وخلیفہ صدہا آدمی ہوئے۔ میاں عبداللہ شاہ صاحب فاروقی نہایت درجہ عابد و زاہد تھے، جن کے صاحبزادہ مولوی فضل مجید صاحب راقم کے مخلص ہیں و قاضی شمس الاسلام صاحب عباسی خلف قاضی عبدالسلام صاحب مرحوم ومولوی محمد حسین صاحب ولد مولوی اسد اللہ صاحب مرحوم ومولوی علی بخش خان صاحب ومولوی محمد بخش خان صاحب صدر الصدور جن کے صاحبزادہ خان بہادر مولوی حامد بخش ہمارے شفیق ہیں ومنشی عظمت علی صاحب منصف ومولوی حافظ حاجی علی اسد اللہ صاحب مرحوم ومغفور جن کے خلف اکبر قاضی وحافظ وقاری مولوی علی احمد محمود اللہ شاہ وخلف ثانی حافظ عنایت احمد صاحب موجود ہیں۔ آپ کی وفات کی تاریخیں بکثرت اشخاص نے لکھی ہیں۔ ہم اس مقام پر دو تاریخیں تحریر کرتے ہیں:

تاریخ وفات از تصنیف مفتی سعد اللہ صاحب مرحوم مرادآبادی

جنابِ مقدس شۂ کاملیں امامِ ہدیٰ قبلۂ اہلِ دیں
بہ علم و عمل یادگارِ سلف ز فیضش منور دلِ عارفیں
شہہِ اصفیا شاہ عبدالمجید خدائش دہد جنت و حور عیں
بماہِ محرم شب ہفتدہم بسوے جنان شد عزیمت گزیں
[ص:۲۳۶]
رقم کرد آشفتہ تاریخ آں کہ گردید واصل بہ خلدِ بریں
۱۲۶۳ھ

تاریخ وفات من تصنیف قاضی عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کرد رحلت حضرتِ عبدالمجید آنکہ بحرِ علم بود و کوہ حلم
ز انتقالش بے سر و بے پا شدہ شرع وورع وفضل وحلم وعدل وعلم
۱۲۶۳ھ [ص:۲۳۷]

سیف اللہ المسلول حضرت جناب مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قادری بدایونی

آپ کے والد ماجد حضرت جناب مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہ العزیز کے متواتر صاحبزادیاں ہوئیں، لہٰذا آپ کی والدہ ماجدہ بہ کمال اصرار کہا کرتی تھیں کہ ''حضور مرشد برحق جناب شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں فرزند نرینہ کی استدعا کیجیے'' مگر اعلیٰ حضرت بپاس ادب ذکر نہ فرماتے۔ جب حضرت ممدوح کی ولادت باسعادت کا زمانہ آ گیا، حضور جناب اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تولد فرزند کی خود بشارت آپ کے والد ماجد کو دی چنانچہ آپ کی بشارت غیبیہ کے مطابق بماہ صفر المظفر جناب ممدوح پیدا ہوئے اور حسبِ ارشاد حضور جناب اچھے میاں صاحب آپ کا نام فضل رسول رکھا گیا اور ''ظہور محمدی'' نام تاریخی مقرر ہوا اور حضور اقدس جناب اچھے میاں صاحب نے آپ کو اپنی فرزندیٔ معنوی میں لیا جس کا اثر روزِ ولادت سے تا روزِ وفات ہر وقت آشکارا رہا۔ ابتدائی صرف ونحو کی تعلیم آپ نے اپنے جد امجد مولانا عبد الحمید صاحب سے پائی زاں بعد بارہ سال کی عمر میں بہ قصد طالب علمی پیادہ پا لکھنؤ کا قصد فرمایا اور خداوند کریم کی قدرت اُس کے محبوبان بارگاہ کی کرامت سے وہ سفر آسان [ص:۲۳۸] ہو گیا۔

لکھنؤ میں بہ مقام فرنگی محل حضرت جناب مولانا نور الحق صاحب سے تحصیل علوم فرمائی جو اَجلّ تلامذہ حضرت ملک العلما بحر العلوم قدس سرہ العزیز سے تھے۔ حضرت مولانا نے بلحاظ آپ کی عزت خاندانی و بلحاظ آپ کی سنجیدگی طبع و جدت ذہنی کے اپنی اولاد سے زیادہ آپ پر توجہ مبذول رکھی۔ چار برس میں جملہ علوم وفنون ومعقول ومنقول سے فارغ ہو گئے۔ جب ارادہ وطن کا آپ نے کیا حضرت اُستاذ قدس سرہ العزیز نے اجازت نہ دی، یہاں تک کہ اپنے ہمراہ بمقام ردولی شریف ہنگام عرس مبارک حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ روضہ مقدسہ میں بموجودگی مولانا ظہور اللہ صاحب وغیرہ اکابر وقت کے آپ کی دستار بندی فرما کر آپ کو اجازت وطن کی

دی۔ آپ وطن آ کر حاضر مارہرہ شریف ہوئے، حضور اقدس جناب اچھے میاں صاحب آپ کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوئے اور دعائیں دے کر فرمایا ''اب فن طب کی بھی تکمیل کر لینا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کو تمہاری ذات سے ہر طرح کا دینی و دنیاوی فیض کا اجرا منظور ہے''، چنانچہ حسب الحکم آپ نے بمقام دھولپور جناب حکیم سید ببر علی صاحب مرحوم و مغفور سے کہ سادات رضویہ موہان علاقہ لکھنؤ سے تھے، صنعت طب کی تکمیل علماً و عملاً فرمائی۔

ہنوز آپ دھول پر میں تھے کہ سانحہ انتقال حضور اقدس جناب اچھے میاں صاحب درپیش آیا۔ شب انتقال سے تخلیہ میں حضور اقدس نے اعلیٰ حضرت شاہ عین الحق عبد المجید صاحب کو طلب فرما کر جہاں اور طرح طرح کے بشارات و فیوض سے آپ کو مالا مال فرمایا ازاں جملہ حضرت ممدوح کے دست شفا کی بھی مبارک باد دی۔ حضرت کے والد ماجد نے آپ کو دھول پور سے طلب فرمایا تھا۔

آپ نے وطن پہنچ کر مدرسہ قادریہ کی بنیاد ڈالی اور اہل شہر و ساکنان دیگر بلاد نے اُس مدرسے میں تحصیل علوم کی آپ سے فرمائی، بعد چند ماہ بہ خیال صلہ رحم قصد ملازمت مصمم فرمایا اور [ص:۲۳۹] ریاست بنارس وغیرہ میں چندے تعلق دنیاوی قبول کیا اور ہر جگہ سلسلۂ درس و تدریس جاری رہا۔ اس عرصے میں بارہا اپنے والد ماجد سے حصول شرف بیعت کی درخواست فرمائی مگر دوسرے وقت پر محول کیا جاتا تھا۔ بالآخر معلوم ہوا کہ مقصد یہ ہے کہ تاوقتے کہ سلسلۂ ملازمت قطع نہ ہوگا، حصول مقصد میں تعویق ہے، لہٰذا آپ نے علائق دنیویہ کو ترک فرما کر عرض مقصد کیا، اُس وقت آپ نے نہایت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اور کتاب مستطاب فصوص الحکم شریف اور مثنوی حضرت مولانا روم کو بالاستیعاب پڑھایا، بعد چندے آپ پر جذب غالب ہو گیا اکثر اوقات صحرائے ہولناک میں مقیم رہتے اور معاشرت خلق سے توحش تام لاحق حال رہا، کئی سال کے بعد طرف سلوک کے رجوع ہوا، درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ میں معتکف تھے۔ دفعتاً شوق زیارتِ مدینہ طیبہ ایسا غالب ہوا کہ بغیر فکر زادِ راحلہ کے عزم بمبئی کا فرما دیا۔ واقفین پر ظاہر ہے کہ اس وقت میں صعوبت راہ کا کیا حال تھا۔ بدقت تمام یہ سفر دو ماہ کی مدت میں تمام ہوتا تھا، لیکن بتوفیق ایزدی آپ ساتویں دن داخل بمبئی ہو گئے، جس میں تین

روز بسبب زخم خار ہائے بھیل واڑہ کے ایک جنگل میں مقیم رہے۔ بمبئی سے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بغرض حصول اجازت سفر مبارک کے عرضی ارسال کی اور مجبورانہ انتظار جواب میں قیام فرما دیا۔ اعلیٰ حضرت نے نہایت خوشی کے ساتھ اجازت نامہ تحریر فرمایا اور اُس میں اجازت وخلافت امثال خاندان قادریہ و چشتیہ کی بھی تحریر فرمائی۔ آپ داخل حرمین شریفین ہوئے جو کچھ ریاضتیں آپ نے اُن اماکن متبرکہ میں ادا فرمائیں، بجز قدما اولیائے کرام کے دوسرے سے مسموع نہ ہوئیں۔ حرمین شریفین کی راہ میں پیادہ پا سفر فرمایا اور یتیموں مسکینوں کے آرام پہنچانے میں اپنے اوپر ہر قسم کی تکلیف گوارا کی۔ اس سفر مبارک میں حضرت شیخ عابد مدنی اور حضرت شیخ عبداللہ سراج مکی سے تحصیل حدیث کی فرما کر[ص: ۲۴۰] قصد ہندوستان کا فرمایا آپ کے والد ماجد وطن سے بہ قصد زیارت وحج اسّی برس کی عمر میں روانہ ہوکر بمقام بڑودہ پہنچ چکے تھے کہ آپ نے بمبئی سے بڑودہ پہنچ کر شرف قدمبوسی حاصل کیا اور عرض کیا کہ اس عمر اور اس وقت میں آپ نے ایسے سفر مبارک کا ارادہ فرمایا ہے، لہٰذا میں مفارقت گوارا نہیں کرسکتا ہوں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''اب تم کو اپنی والدہ کی اجازت کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں ہے'' چونکہ شدت بارش کی وجہ سے بمقام بڑودہ زیادہ قیام کا ارادہ تھا آپ نے وہیں سے اپنی والدہ ماجدہ کو عریضہ بغرض حصول اجازت ارسال کیا، اُنہوں نے بہ مسرت تمام اجازت لکھی اور لکھا کہ ''ہمارے پاس قصد آنے کا نہ کرو اپنے والد ماجد کے ہمراہ رہ کر شرف خدمت سے بہرہ اندوز ہو''، اِس سفر مبارک میں آپ نے علاوہ دیگر ریاضات کے بجا آوری خدمت اعلیٰ حضرت سے جو کچھ آپ نے شرف حاصل کیا وہ عرب اور عجم میں ضرب المثل ہے۔ اسی طرح چند بار زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔

واقفین حال کا اتفاق ہے کہ حضرت رب العزت نے آپ کو کرامت طے ارض عطا فرمائی۔ جب آپ بغداد شریف میں حاضر حضور پرنور ہوئے مشاہدہ فرمایا کہ مزار مقدس پر حضور دستگیر عالم رونق افروز ہیں۔ اُس دربار مقدس سے جو کچھ شرف اعزاز حاصل ہوا اُس سے تمام اہل بغداد واقف ہیں یہاں تک کہ حضرت بابرکت جناب سید علی صاحب نقیب الاشراف صاحب سجادہ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید سلمان صاحب نے بحکم اپنے والد ماجد کے آپ سے اجازت وتلمذ حاصل فرمایا: **سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العلی العظیم.** بالجملہ آپ کے فیوض

ظاہری و باطنی حرمین شریفین ومصروشام وعراق وغیرہ میں واسطہ بلا واسطہ عام طور پر شائع ہوئے۔
جب عمر مبارک آپ کی ستتر (۷۷) سال کی ہوئی بتاریخ دوم ماہ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ روز پنج شنبہ بعد ظہر رحلت فرمائی اور شب جمعہ کو اپنے والد ماجد کے روضے میں مدفون ہوئے باوجودے کہ وقت رحلت سے [ص:۲۴۱] ترشح قائم تھا تاہم جنازہ مبارک کے ساتھ ہزار ہا بندگان الٰہی کا مجمع تھا، لہٰذا بمقام عیدگاہ شمسی کہ میدان وسیع ہے بعد نماز مغرب نماز جنازہ ادا کی گئی۔م

منجملہ آپ کی تصنیفات کے **المعتقد المنتقد** بزبان عربی علم کلام میں اور کتاب الصلوٰۃ بزبان عربی علم فقہ میں اور ملخص شرح امام نووی بزبان عربی علم حدیث میں اور شرح فصوص الحکم بزبان عربی علم تصوف میں اور حاشیہ میر زاہد رسالہ اور حاشیہ میر زاہد ملا جلال وغیرہ بے نظیر ہیں، بالخصوص رد وہابیہ میں جس قدر بلیغ کوشش بحکم حضرت اولیائے کرام آپ نے فرمائی وہ مخفی نہیں ہے، چنانچہ جب آپ بمقام دہلی روضہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ میں مزار مبارک پر مراقب تھے۔ عین مراقبے میں آپ نے دیکھا کہ حضور جناب خواجہ صاحب رونق افروز ہیں اور دونوں دست مبارک پر اس قدر کتب کا انبار ہے کہ آسمان کی طرف حد نظر تک کتاب پر کتاب نظر آتی ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ اس قدر تکلیف حضور نے کس لیے گوارا فرمائی ہے۔ ارشاد مبارک ہوا کہ تم یہ بار اپنے ذمے لے کر شیاطین وہابیہ کا قلع وقمع کرو، بہ مجرد اس ارشاد کے آپ نے مراقبے سے سر اُٹھایا اور تعمیل ارشاد والا ضروری خیال فرما کر اُسی ہفتے میں کتاب مستطاب ''بوارق محمدیہ'' تالیف فرمائی، اس کے علاوہ کتاب احقاق الحق وابطال الباطل، تصحیح المسائل، تلخیص الحق وغیرہ کتب ورسائل اُردو، فارسی اور عربی میں بکثرت مشہور ومعروف ہیں۔

مریدین آپ کے عرب وعجم میں بکثرت ہوئے، لیکن کبھی قصد فہرست نویسی وغیرہ کا نہیں فرمایا بالخصوص ہنگام اقامت ملک دکن میں وہابیہ وشیعہ بکثرت آپ کے دست مبارک پر تائب ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور نیز جماعت کثیر مشرکین کو آپ کی ہدایت وبرکت سے شرف اسلام حاصل ہوا، تمام مشائخ کرام وعلمائے عظام بلاد اسلام کے آپ کو آپ کے عصر میں شریعت وطریقت کا امام مانتے ہیں منجملہ آپ کے تلامذہ اہل وطن کے [ص:۲۴۲] مولانا فیض

احمد صاحب ومولوی سید ارجمند علی صاحب ومولوی خادم علی صاحب، مولوی غلام حیدر صاحب و مولوی جلال الدین صاحب رئیس سوتھا محلّہ ومولوی فصاحت اللہ صاحب متولی ومولوی امانت حسین صاحب دانشمند، مولوی بہادر شاہ صاحب وغیرہم اور منجملہ تلامذہ دیگر بلاد کے مولوی سخاوت حسین صاحب جونپوری ومولوی کرامت علی صاحب جونپوری ومولوی اشفاق حسین صاحب سہسوانی وحضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب دہلوی، سید بنیاد شاہ صاحب سنبھلی، حکیم محمد ابراہیم صاحب سہارنپوری ومولوی عنایت رسول صاحب چریاکوٹی، مفتی اسد اللہ خان صاحب الہ آبادی قاضی القضاۃ وغیرہ تھے۔

بڑے فرزند آپ کے جناب مولانا محی الدین صاحب ۱۲۴۳ھ میں پیدا ہوئے۔ مظہر محمود نام تاریخی تھا۔ کتب درسیہ عقلیہ ونقلیہ کی اپنے والد ماجد سے تحصیل فرمائی، شرف بیعت اپنے جد امجد سے حاصل کیا تھا اور خلافت اپنے والد ماجد سے حاصل کی تھی۔ آپ کی تصنیفات میں بھی حاشیہ میر زاہد رسالہ اور رسالہ شمس الایمان رد وہابیہ اور حاشیہ کلیات قانون طب وغیرہ یادگار ہیں۔ ۱۲۷۰ھ میں بمقام سہارنپور انتقال فرمایا اور جوار حضرت شاہ نور صاحب قدس سرہ العزیز میں مدفون ہوئے۔ راقم کے والد ماجد مرحوم ومغفور سے از حد درجہ کا ارتباط تھا اور آپ کے صاحبزادے مولوی مرید جیلانی صاحب مرحوم ومغفور ہم عمر اور ہم سبق راقم الحروف کے تھے، اُن کا انتقال عالم شباب میں ہوگیا اُن کے صاحبزادے حکیم عبد القیوم صاحب سلمہ بفضلہ نہایت لائق وعالم وطبیب حاذق ہیں خدا اُن کی عمر میں برکت کرے۔

اور حضرت شاہ معین الحق کے چھوٹے صاحبزادے حضرت جناب مولانا عبد القادر صاحب [ص:۲۴۳] قادری ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ''مظہر حق'' نام تاریخی ہے۔ ابتداءً جناب مولانا نور احمد صاحب مرحوم ومغفور سے تحصیل علم کی فرماکر بعض کتب منقول شروح اشارات وغیرہ حضرت جناب اُستاذ الآفاق مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی سے بہ مقام لکھنؤ والور کے تحصیل و تکمیل فرمائی۔ بیعت وخلافت اپنے والد ماجد جناب سیف اللہ المسلول جناب مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قادری قدس سرہ العزیز سے حاصل کی اور نیز اجازت سند حدیث کی بھی اُن سے آپ کو پہنچی۔ حسب الحکم والد ماجد کے مکہ معظّمہ میں آپ نے حضرت جناب شیخ العلما مولانا شیخ

جمال مکی سے بھی تحصیل واجازت علم حدیث کی فرمائی، اکثر زیارات حضرات اولیائے کرام اجمیر شریف و بغداد شریف و کربلائے معلّٰی و نجف اشرف وغیرہ میں حاضری کا اتفاق ہوا اور کئی مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ شب و روز بہ کمال تشدد رد وہابیہ میں تحریراً وتقریراً مشغول رہتے ہیں۔ اس وقت عمر مبارک ٦۵ سال کی ہے اور آپ کے شاگرد دیار امصار میں اس وقت میں موجود ہیں، راقم الحروف نے بھی بعض اوقات میں جب اُستاذی حضرت مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی وجہ سے درس وتدریس سے معذور ہوتے تھے تو صرف ونحو کے پڑھنے سے افتخار حاصل کیا ہے اور آپ کے خلف اکبر مولانا مطیع الرسول مولوی محمد عبدالمقتدر صاحب دام برکاتہ ١٢٨٣ھ میں پیدا ہوئے۔ ''غلام پیر'' نام تاریخی ہے اور کتب درسیہ کی تحصیل حضرت جناب مولانا نور احمد صاحب قبلہ سے فرمائی اور اُن کی وفات کے بعد بیضاوی شریف و ہدایہ وصحاح ستہ لفظاً بلفظاً و دیگر کتب تفسیر کی تحصیل وتکمیل اپنے والد ماجد جناب مولانا عبدالقادر صاحب سے فرمائی، ١٢٩٨ھ میں بمعیت اپنے والد ماجد کے حج و زیارت سے مشرف ہوئے شرف بیعت و اجازت اپنے والد ماجد سے حاصل [ص:٢٤٤] کی ہے۔ الحمد للہ کہ شب و روز تکمیل تدریس طلبا میں قدم بہ قدم جناب مولانا نور احمد صاحب مرحوم ومغفور کے رہتے ہیں۔ چند سال سے اہل شہر کی درخواست پر بلا خلاف گورنمنٹ نے آپ کو ضلع بدایوں کا قاضی مقرر کر دیا ہے، باصرار خواہش مسلمانانِ شہر بعد نماز جمعہ مسجد شمسی میں ہمیشہ بلا ناغہ قرآن مجید کا باترتیب وعظ فرماتے ہیں۔ رب العزت نے آپ کے پُرفیض بیان میں ایسا زبردست اثر ودیعت رکھا ہے کہ حاضرین شروع سے آخر تک محو ذوق شوق رہتے ہیں۔ [ص:٢٤۵]

☆☆☆

مظہر العلما

(قلمی، مخزونہ کتب خانہ قادریہ بدایوں)

مولانا سید محمد حسین سید پوری

مولوی شاہ عین الحق عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدایونی

ابن مولانا عبدالحمید صاحب بتاریخ ۲۹ رشہر رمضان المبارک ۱۲۷۷ھ کو ولادت باسعادت ہوئی۔ ''ظہور اللہ'' تاریخی نام ہے۔ حضرت بحرالعلوم مولانا محمد علی صاحب قطب زمان کی تعلیم و تربیت میں دس برس تک رہے، گیارھویں سال سے [ص:۱۵۳] ہی حضرت بحرالعلوم صاحب نے نماز تہجد پڑھنے اور شب بیداری کا خوگر کیا، مولانا خطیب محمد عمران آپ کے ماموں اور مفتی عبدالغنی اور مولانا بحرالعلوم پھوپھا ایسے بزرگ خدارسیدہ اشخاص کے ظل عاطفت میں تعلیم و تربیت پائی۔ بعد وصال اُستاذ بزرگ کے لکھنؤ کا عزم کیا، وہاں مولانا ذوالفقار علی صاحب ساکن دیوہ سے (جو حضرت ملک العلما نظام الدین سہالوی کے مایہ ناز تلامذہ سے تھے) تکمیل علوم کی فرمائی۔ حسب بشارت رویا صادقہ مارہرہ جا کر حضرت مولانا شاہ سید آل احمد اچھے میاں صاحب کے مرید ہوئے۔ ۱۲۵۶ھ میں حج بیت اللہ و زیارت مصطفوی سے فیض یاب ہوئے۔ پچاسی سال تین ماہ اٹھارہ یوم کا سن شریف پا کر ۱۷ رمحرم الحرام ۱۲۶۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کے صاحبزادے شاہ معین الحق فضل رسول صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مولانا قاضی معین الدین صاحب کیفیؔ میرٹھی نے جو کتبہ پتھر پر کندہ کر دیا ہے قابل یادگار ہے۔

قطعہ بسال وصال محبوب ذوالجلال: ۱۲۶۳ھ

عین حق عاشق رسول رحیم — شادمان شد بقرب رب مجید

۱۲۶۳ — ۱۲۶۳

کلک کیفیؔ بسال نقلش گفت — زِ دیار فنا بخلد رسید

۱۲۶۳ — ۱۲۶۳

یوں تو اس فاضل اجل عالم بے بدل کے تلامذہ بکثرت ہیں، منجملہ اُن کے چند اسما درج کیے جاتے ہیں۔ حضرت سید شاہ آل رسول صاحب سجادہ نشین مسند مارہرہ برکاتیہ، مولوی افتخار الدین صاحب بدایونی، مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی، مولوی شاہ عبدالوالی صاحب بدایونی، مولانا شاہ فضل رسول صاحب خلف الرشید، مولانا خلیفہ عبدالکریم صاحب لکھنوی، مولوی سید

حضرت شرف الدین رحمہم اللہ تعالیٰ ۔تالیفات وتصنیفات یہ ہے:-
(۱) مواہب المنان شرح فارسی جواہر المنان (۲) محافل الانوار فی حال سید الابرار (اُردو) (۳) ہدایۃ الاسلام ردفرقہ اسماعیلیہ وہابیہ (۴) رد روافض فارسی (۵) ترجمہ فارسی کتاب الصلوٰۃ۔
قطعات سال وصال وفقرات عربی اکثر علما وشعرا نے تحریر فرمائے ہیں ہم یہاں صرف حضرت مولانا شاہ میاں دلدار علی صاحب مذاقؔ بدایونی شاگرد ذوقؔ دہلوی کا ہی قطعہ لکھتے ہیں:

عین دریا کیوں نہ ہوئے چشمۂ چشم مذاقؔ — واصل حق ہو گئے حضرت جناب عین حق
جسم خاکی سے ہوئی جب روحِ پاک اُن کی رواں — ہو گیا فرشی و عرشی کا جگر اس غم سے شق

[ص:۱۵۴]

آ گیا اِس حادثہ سے شش جہت میں زلزلہ — از زمیں تا آسماں ہلنے لگے چودہ طبق
کر چکے وہ مملکت فقر و فنا کا انتظام — باقی ہے ملک بقا کا کرنا اب نظم ونسق
عینِ آل احمد و عین نبی عین علی — عین عبدالقادر و عین حقیقت عین حق
ہیں یہ سب رُتبے حقیقت میں انہیں کے واسطے — حق تو یوں ہے اِن مراتب کے وہی ہیں مستحق
نزع کے دم چہرۂ انور کی جب دیکھی چمک — شرم سے صاف آ گیا خورشید کے منہ پر عرق
اپنا ویرانہ اُنہیں کے دم سے شاد آباد تھا — اب ہوا غم خانۂ دل جیسے صحرا لق و دق
جاں بجق تسلیم سترھویں محرم کو ہی کی — عشق کا شاہ شہید اس کے نباہا کیا ہی حق

پڑھ کے اِس مصرعے کو کھینچی ہاتف غیبی نے آہ
پیر برحق عین حق حق ہو گئے از عین حق

[ص:۱۵۵]

☆☆☆

حضرت مولانا سیف اللہ المسلول شاہ فضل الرسول صاحب معین الحق بدایونی

ابن مولانا عین الحق شاہ عبد المجید صاحب ابن حضرت مولانا شاہ عبد الحمید صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ شہر صفر المظفر ۱۲۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام ''ظہور محمدی'' ہے۔ گیارہ برس کی عمر تک اپنے جدامجد سے ہی تحصیل علوم کی، ازاں بعد لکھنؤ جا کر حضرت سلطان العلما مولانا نورالحق صاحب (المتوفی: ۱۲۳۸ھ) سے تحصیل علوم کی۔ شہر جمادی الاخریٰ ۱۲۲۸ھ حضرت شاہ قطب الآفاق مولانا عبدالحق صاحب کے موقع عرس پر (جو پندرہ سے ۱۷/تاریخ تک ہوتا ہے) ردولی شریف میں مولانا نورالحق صاحب نے اپنے شاگرد رشید کو بغرض امتحان حضرات علمائے کرام و اساتذۂ عظام کی خدمت میں پیش کیا۔ مولانا عبدالواسع صاحب اور مولانا عبدالواحد صاحب اور مولانا ظہور اللہ صاحب و دیگر اساتذۂ عصر نے جملہ علوم میں امتحان لے کر دستار بندی کر کے سند فراغ مرحمت فرمائی۔ وطن کو تشریف لائے من بعد بطلب تحصیل طب حکیم سید امام الاطبا میر ببر علی خان صاحب موہانی کی خدمت میں بمقام دھولپور پہنچے۔ ایک دن سبق پڑھتے وقت تشخیص نبض کی بحث میں حکیم صاحب نے فرمایا کہ ''نباضی کو مقامات ستار سے ضروری آگاہی چاہیے''۔ آپ بعد تحصیل طب موسیقی حاصل کرنے کی غرض سے گوالیار پہنچے اور وہاں اپنی عالمانہ وضع بدل کر علم موسیقی حاصل کیا۔ [ص:۱۸۹]

آپ دن میں پہاڑوں، جنگلوں میں علم نباتات کا سبق پڑھتے اور رات کے وقت موسیقی میں محنت کرتے، غرض علم نباتات اور موسیقی حاصل کر کے دھولپور حکیم صاحب کی خدمت میں مکرر حاضر ہوئے اور از سر نو طب میں کمال کو پہنچے۔ بنارس میں مطب جاری کیا۔ آسان طریقے پر علاج ہوتا۔ دست شفا خداوند کریم نے عطا فرمایا تھا۔ عالم، فاضل، مفسر، محدث، منطقی، حکیم، طبیب، ماہر موسیقی، عالم کلام وفروع واصول، اپنے والد ماجد کے ہی مرید ہوئے۔ ۱۲۵۵ھ میں پیادہ پا حج

حرمین طیبین ادا کیا۔ دہلی شاہ قطب سے ہی احرام باندھا۔ اب تک مدرسہ حضرت بحرالعلوم محمد علی کے نام سے محمدیہ تھا، لیکن آپ نے اپنے مدرسے کا نام ''مدرسہ قادریہ'' رکھا۔ تفسیر وحدیث کی سند مکہ معظّمہ و مدینہ طیبہ میں حضرت عبداللہ سراج مکی اور مولانا شیخ عابد مدنی سے حاصل کی۔ دینی و دنیاوی معاملات میں اعلیٰ درجے کے مشیر و مدبر ہوئے۔ شہر رمضان المبارک میں ہی قرآن مجید حفظ کیا۔ دِن کو یاد کرتے رات کو تراویح میں سنادیتے۔ طی الارض کا مرتبہ حاصل تھا۔

اسمائے تلامذہ (۱) مولوی فیض احمد صاحب آپ کے خواہرزادہ (متوفی ۱۲۷۴ھ) (۲) مولوی محمد محی الدین صاحب مولانا کے خلف الرشید (ولادت ۱۲۲۳ھ-وفات ۱۲۷۳ھ) (۳) مولوی امانت حسین صاحب ابن شاہ محبوب عالم (وفات ۱۲۸۷ھ) (۴) امام فن مناظرہ مولانا اولاد حسن صاحب موہانی (۵) قاضی القضاۃ مفتی اسد اللہ خان صاحب الہ آبادی (۶) مولوی سخاوت علی صاحب جونپوری (۷) مفتی قاضی سید شاہ عبدالفتاح صاحب حسنی الحسینی گلشن آبادی (۸) مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی دہلوی (۹) مفتی محمد امیر شاہ صاحب کشمیری (۱۰) سید بنیاد شاہ صاحب سنبھلی (۱۱) مفتی عنایت رسول صاحب چریاکوٹی (۱۲) مولوی خرم علی صاحب بلہوری غیر مقلد وہابی (۱۳) مولوی سید اشفاق حسین صاحب سہسوانی وغیرہم اکثر غیر مقلد وہابی اور شیعہ بھی شاگرد ہیں۔

اسمائے کتب و رسائل : آپ کی تحریرات کا زیادہ حصہ وہابی، شیعہ و نیچریہ و فلاسفہ کا رد ہے (۱) تثبیت القدمین فی تحقیق رفع الیدین عربی (۲) شرح احادیث ملتقطہ، (۳) شرح عربی کتاب فصوص الحکم (۴) رسالہ در سلوک (۵) رسالہ فی وحدۃ الوجود (۶) شجرۂ طیبہ (۷) حاشیہ میر زاہد (۸) احقاق الحق و ابطال الباطل (۹) رسالہ ندائیہ در جواز یا رسول اللہ (۱۰) البوارق المحمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ (۱۱) فصل الخطاب بین السنی واحزاب عدوالوہاب (۱۲) حرز معظم (۱۳) سیف الجبار (۱۴) مولود شریف منظوم اُردو (۱۵) مناقب (۱۶) نجات المومنین۔

۷۷ر برس کی عمر میں روز پنجشنبہ وقت بعد از ظہر دوسری شہر جمادی الاخریٰ ۱۲۸۹ھ میں وفات پائی۔ [ص: ۱۹۰]

قطعۂ تاریخ وفات

ازمؤرخ لاثانی منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی

فضل رسولِ اکرم مقبول ربِ عزت دریائے علم و تقویٰ سردار دین و ملت
درخلد چون قدم زد آن پیشوائے اُمت برطرز نورقم زد تسلیم سالِ رحلت

شد جاہ از حقیقت ہم حال از طریقت
از فیض شد بلندی ہم وصف از کرامت
۱۲۸۹ھ

ازمولانا شاہ دلدار علی صاحب مذاق بدایونی

اعلم و افضل جنابِ حضرتِ فضل رسول جامع فضل و ہنر صاحبِ فخر جلیل
صورت وسیرت میں وہ بے مثل وبے مثال خَلق میں وہ بے مثل خُلق میں وہ بے مثیل

خلد میں رضوان مذاق دیکھ کے اُن کا جمال
کہتا ہے سالِ وصال فضل رسول جمیل ۱۲۸۹ھ

ازمولوی علی احمد خان صاحب اسیر بدایونی

رباعی درصنعت اظہار المضمر مشتمل برسہ تاریخ کہ ازمصرعہ اول بہ تخرجہ دہ عدد کہ حدِعقول ست نزد حکما تاریخ پیدا است وہم صنعت توشیح ازسرہر چہار مصرع رباعی ہویدا است ونیز ازمصرع چہارم بہ تخرجہ مذکورہ رباعی از لفظ بگذشت رونما است

زحد عقل رنج وغم گذشتہ

غریب دارِ بقا از جہان سر بر گشت ریاضِ داغ و بدل حیف ذرہ ذرہ بدشت
فرا گذشتہ بعقلم خیالِ سال اسیر طبیبِ من بغم جست و گفتہ کہ بگذشت
۱۲۸۹ھ

ازمولوی محبّ احمد عبدالرسول صاحب بدایونی

قبلۂ اہل طریقت کعبہ دنیا و دیں — واقف سرِّ حقیقت بادشاہِ عارفیں
مرشدِ ما قطبِ عالم حضرتِ فضل رسول — کرد رحلت چوں ز دنیا جانبِ خلد بریں
سال وصلش آمدہ صرف از حروف معجمہ — زبدۂ اخیار وقت عمدۂ اہل یقیں

[ص:۱۹۱]

درحروف غیرمنقوطہ فقط اے دل بخواں — اکرمِ احرار و اورع ناصرِ دینِ متین
راز دار سرّ سرمد بحر ہمت اہل فضل — شددوتاریخ ازحروف ہردو قسمش اے ذہیں
اکرم و سردار اہلِ دل امام عصر ہم — سال وصلش در حروفِ غیرمنقوطہ مبیں

ازمولانا شاہ عبدالمقتدر صاحب بدایونی

چوں امامِ اہل دیں با منقبت فضل رسول — با مروّت باکرم با مکرمت فضل رسول
شد ز دنیا گشت تاریخ از حروف معجمہ — زاہد و محواحد با محمدت فضل رسول
وز حروف معجمہ ہم غیر منقوطہ بخواں — برو مجد و رہبر و با مکرمت فضل رسول

عربی، فارسی، اُردو ہرایک زبان میں قطعات وتاریخی مادے علماوشعرانے لکھے ہیں اورصنائع وبدائع میں جودت طبع دکھائی ہے۔[ص:۱۹۲]

☆☆☆

فاضل دہر استاذ العصر علامہ اوحد
مولانا فیض احمد قدس اللہ الصمد

ابن حافظ حکیم غلام احمد صاحب بدایونی ۱۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ابھی صغر سن ہی تھے کہ ۱۲۲۶ھ میں ان کے والد صاحب نے وفات پائی، مولانا فضل رسول صاحب بدایونی کے بھانجے تھے، آپ سے ہی جملہ علوم کی تحصیل و تکمیل کر کے پندرہ برس کی ہی عمر میں درس کی اجازت حاصل ہوگئی۔ آپ کے اوصاف میں حضرت مولانا فضل رسول صاحب نے جو تحریر فرمایا ہے بہتر ہے کہ وہی اس مقام پر مناسب ہو کہ:

> ''بفضلہٖ تعالیٰ فیض احمد مذکور کہ ہمشیرہ زادہ و نور دیدہ ولخت دل و قوتِ بازوئے خاکساراست جامع کمالات انسانی ست در علوم مروجہ بر معاصرین بالا دست وعقیدت ومحبت صحیحہ با محبان ومحبوبان خدا دارد اللّٰھم زد اثر عین الکمالی کہ دارد ہمتے کہ بخدمات جلیلہ حکام دنیا تضیع وقت میکند اللہ تعالیٰ بخیر انجام فرماید چونکہ علاقہ حبل المتین محبت دوستان خدا بدست دارد اُمید ماست فقط''۔[ص:۱۹۲]

عربی، فارسی، اُردو میں آپ کے اشعار ہیں۔ لفٹنٹ گورنر آگرہ واودھ کے سر ولیم میور صاحب کے اُستاد اور سر رشتہ بھی رہے۔ ایک مرتبہ لاٹ صاحب نے ایک قصیدے کی فرمائش کی۔ رات بھر غور وخوض کیا۔ دُرِ مقصود ہاتھ نہ آیا یہاں تک کہ تہجد کا وقت آ گیا۔ خیال گزرا کہ افسوس ایک حاکم دنیوی کے حکم سے اِس قدر وقت عبث صرف ہوا اب سرکار غوثیت کی مدح میں قصیدہ لکھنا اچھا ہے۔ معمولات شبانہ سے فارغ ہو کر ایک ہی جلسے میں ایک سو گیارہ اشعار کا قصیدہ صنائع لفظی ومعنوی میں تحریر فرمایا، یہ قصیدہ ہدیہ قادریہ میں موجود ہے۔ انشائے عربی کے اہل عرب مداح ہیں۔

اسمائے تلامذہ: (۱) حکیم سید اولاد علی اکبر آبادی (۲) قاضی باسط علی اکبر آبادی (۳) مولوی

سید احمد حسن قنوجی (۴) مولوی عبدالصمد لکھنوی (۵) مولوی فضل احمد فرخ آبادی (۶) مولوی سراج احمد (۷) مولوی اولاد احمد سہسوانی وغیرہ۔ بیرون جات کے اور اہل شہر: مولوی صبیح الدین و قاضی شمس الاسلام و سید مولوی دولت علی نقوی و مولوی حکیم غلام صفدر و مولوی محمد اسحٰق صدیقی و مولوی محمد بخش صدر الصدور، مولوی علی بخش خان صدر الصدور و مولوی محمود بخش صدر الصدور، مولوی کرامت اللہ منصف و مولوی محمد حسین و مولوی نجابت اللہ، خلیفہ حضرت غلام حسین صاحبان وغیرہم اور اہل خاندان سے مولوی نذیر احمد و مولوی محمد سعید و مولوی نور احمد صاحبان وغیرہم شعرا میں مولوی افضل الدین قیسؔ و مولوی غلام شاہد فداؔ و مولوی احمد حسین صاحب وحشتؔ و مولوی نیاز احمد نیازؔ و مولوی اشرف علی نفیسؔ وغیرہ مشہور ہیں۔

آپ کی تصنیفات میں سے صرف رسالہ تعلیم الجاہل بجواب تفہیم المسائل اور شرح ہدایۃ الحکمت صدرا شیرازی و نیز تعلیقات علی فصوص الفارابی دستیاب ہوئیں۔ ۱۲۷۳ھ میں وفات پائی۔ [ص:۱۹۴]

☆☆☆

مولوی محی الدین صاحب بدایونی

ابن مولانا شاہ فضل رسول صاحب ابن مولانا شاہ عبدالمجید صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ، بتاریخ ۱۷رشہر صفر المظفر ۱۲۴۳ھ کو پیدا ہوئے۔ تاریخ نام ''مظہر محمود'' ہے۔ جملہ علوم وفنون اپنے والد ماجد سے حاصل کیے، اپنے دادا صاحب کے قادریہ خاندان میں مرید ہوئے۔ سوائے علوم معقول ومنقول کے طبابت میں بھی کمال دستگاہ رکھتے تھے۔ آپ کے نسخے سہل الحصول اور شفا بخش تھے۔ مولوی غلام حیدر صاحب آپ کے ماموں صاحب سہارنپور میں تحصیل دار تھے۔ اُن کے ملنے کو وہاں تشریف لے گئے کہ یکا یک بتاریخ ۶رشہر ذیقعدہ ۱۲۷۰ھ میں وفات پائی۔ حضرت شاہ نور قادری کے روضۂ مبارک میں جانب شمال دفن ہوئے۔ مقبرے کے دروازے پر یہ فقرۂ تاریخی لکھا ہوا ہے:

مدفن المولی الاجل محی الدین الحنفی القادری المجیدی

البدایونی[ص:۲۴۲]اسکنه الله الجنة:۱۲۷۰ھ

آپ کے تلامذہ میں سے قاضی محمد نذر اللہ ولد قاضی محمد مظہر اللہ اور قاضی محمد حسین مرحوم اور قاضی محلّہ میر صفدر علی صاحب ولد میر حیدر علی مرحوم اور قاضی قمر الاسلام ولد قاضی عبدالسلام، مولوی سراج الحق ولد قاضی صفی اللہ وشاہ احسان اللہ عیاں وغیرہم ہیں۔

یہ سبھی حضرات بدایونی ہیں، سوا ان کے مفصلات و بیرون جات کے بھی ہیں، تصنیفات و تحریرات میں سے (۱) حاشیہ قانون بوعلی سینا (۲) حاشیہ میر زاہد (۳) مولوی سراج احمد صاحب سہسوانی وہابی کے رسالے ''سراج الایمان'' کا جواب ''شمس الایمان'' لکھا۔[ص:۲۴۳]

☆☆☆

مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی

ابن حضرت سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول صاحب معین الحق ابن مولانا شاہ عبدالمجید صاحب عین الحق قدس سرہٗ المجید واقعہ ۱۷ ارشہر رجب المرجب ۱۲۵۳ھ میں بمقام بدایوں پیدا ہوئے۔ ''مظہر حق'' تاریخی نام ہے۔ چار برس چار ماہ اور چار دن کی عمر میں آپ کے جدامجد نے تقریب بسم اللہ خوانی کی ادا فرمائی۔ مولانا نور احمد صاحب بدایونی [ص:۱۴۲] نوراللہ مرقدہٗ اور مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی اور حضرت سیف اللہ المسلول اور حضرت مولانا شیخ جمال عمر صاحب حنفی المکی سے علوم منقول ومعقول کی بخوبی تحصیل وتکمیل سے فارغ ہوکر جملہ علوم کی اسناد سے مشرف ہوئے۔ مولانا فضل حق صاحب کے یوں تو صدہا شاگرد ہوئے، مگر اُن میں سے چار بزرگ اربعہ عناصر تصور کیے جاتے ہیں، اول تو مولانا صاحب کے فرزند ارجمند مولوی عبدالحق دوسرے مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری، تیسرے مولوی ہدایت اللہ خاں صاحب رامپوری، چوتھے صاحب ترجمہ ہٰذا۔ لیکن بقول مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی ہر سہ اصحاب کسی خاص فن میں یکتا وعصر وفرید دہر ہیں لیکن تاج الفحول مولانا عبدالقادر صاحب کا تبحر اور جامعیت جملہ علوم و فنون میں ہے۔ آپ کی تصانیف وتحریرات منیف آپ کے کتب خانے میں بکثرت پائی جاتی ہیں، حواشی وموجزات مضامین لاجواب، فتاویٰ بے مثل وانتخاب ردغیر مقلدین ورد روافض ووہابیہ نجدیہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ متعدد بار حج وزیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ دیگر آزمائش متبرکہ وبقعات مقدسہ مثل عراق وشام وبالخصوص نجف اشرف، کربلائے معلّٰی، کاظمین معظمین، بغداد وبیت المقدس وغیرہ کے فیوض وبرکات بھی (حاصل ہوئے)، یہ ذات جامع البرکات منبع الحسنات والفیوضات فی زماننا بڑے پکے مقلد حنفی المذہب، تحریر وتقریر میں نامی گرامی، مناظرہ ومباحثہ میں مشہور نزدیک ودور ہیں۔ مولانا صاحب سنی متعصب ہیں، جیسا کہ حضرت صاحب کی تحریر سے جو عطا فرمائی ہے، صاف ظاہر ہے۔ آپ کی ذہانت اور حافظے کی تعریف خود حضرات اساتذۂ کرام نے کی ہے۔

مولانا صاحب سادات کرام کی بدرجہ غایت تعظیم وتکریم کرتے ہیں اور یہی باعث ہے کہ آپ

کے تلامذہ ومریدین ومعتقدین بھی اِس صفت سے موصوف ہیں۔ حضرت صاحب آئیہ تطہیر کے ذیل میں تمام عالم کے حضرات سادات کو تا قیام قیامت تصور کرتے ہیں۔ عجز وانکسار بڑھا ہوا پایا۔ مجالس عرس و فاتحہ خوانی مثل سویم، دسواں، بیسواں وغیرہ ومیلاد خوانی اور محفل گیارھویں و رجبی بڑے اہتمام سے منعقد ہوتی ہیں۔

بارالٰہا! اِس دودمان شریعت کو بایں فیض رسانی دائم قائم وسلامت رکھ، آمین ثم آمین۔ [ص:۱۴۳]

سوائے کلام مجید کے کتب احادیث وتفاسیر واصول فقہ ومنقول ومعقول حفظ یاد تھیں۔ مولانا کے رنگ میں آپ کے شاگرد خاص حضرت سید شاہ عبدالصمد صاحب سہسوانی کو رنگا ہوا پایا۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں، مولانا شاہ عبدالمقتدر اور مولانا شاہ عبدالقدیر صاحب سلمہم آپ کی تصنیفات سے چند اسما یہ ہیں: (۱) حقیقۃ الشفاعۃ علٰی طریق اہل السنۃ والجماعۃ رد مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی (۲) شفاء السائل فی تحقیق المسائل ۱۰۰ / مسائل فقہ وعقائد (۳) رسالہ سیف الاسلام، تائید الکلام مولوی بشیر الدین قنوجی کا رد (۴) ہدایت الاسلام، رد روافض (۵) سیف الاسلام مولود وقیام میں (۶) احسن الکلام فی عقائد الاسلام عربی (۷) رد تقویۃ الایمان کامل (۸) رسالہ عربی تحقیق مصافحہ (۹) تاریخ بدایوں (ضخیم کتاب ہے، تاریخی نام) (۱۰) چار دیوان ایک عربی، ایک فارسی، دو اُردو مناقب میں۔ شاعری میں فقیر تخلص ہے۔

چند اسمائے تلامذہ یہ ہیں: (حضرات بدایوں) (۱) مولوی محبّ احمد صاحب (۲) مولوی فضل احمد صاحب (۳) مولوی فضل مجید صاحب (۴) مولوی فصیح الدین صاحب (۵) مولوی حافظ اعجاز احمد صاحب (۶) مولوی غلام غوث صاحب (۷) مولوی مطیع احمد صاحب (۸) مولوی ولی احمد صاحب (۹) مولوی ضیاء الحسن صاحب (۱۰) مولوی امتیاز احمد صاحب مفتی (۱۱) مولوی علی احمد خان صاحب اسیؔر (۱۲) مولوی امتیاز الدین صاحب (۱۳) مولوی منصب علی صاحب (۱۴) مولوی رضا احمد صاحب (۱۵) مولوی غفور بخش صاحب (۱۶) قاضی عبدالسلام صاحب (۱۷) قاضی ظہور الاسلام صاحب (۱۸) مولوی سید عرفان علی صاحب (۱۹) مولوی محمد عظیم الدین صاحب (۲۰) مولوی سدید الدین صاحب شائؔق (۲۱) مولوی جمیل الدین (خطیب جامع مسجد) (۲۲) مولوی رضی الدین صاحب وکیل (۲۳) مولوی خورشید حسین (۲۴) حکیم نثار احمد صاحب (۲۵) قاضی شمس الدین صاحب (۲۶) مفتی کرم احمد صاحب (۲۷) مولوی غلام شبر

صاحب (۲۸) مولوی حافظ علی احمد محمود اللہ شاہ مذاقی (۲۹) مولوی ابرار الحق صاحب کیفؔ مرحوم۔
تلامذہ بیرون جات : (۳۰) عبدالرزاق (۳۱) مولانا سید مصطفیٰ صاحب قدس سرہٗ، تاجدار مسند غوثیہ بغداد (۳۲) حضرت سید شاہ ابوالحسین صاحب (۳۳) حضرت حافظ سید شاہ اسمٰعیل حسن صاحب (۳۴) حضرت سید شاہ حسین حیدر صاحب صاحبزادگان مارہرہ (۳۵) مولانا سید حضرت شاہ عبدالصمد صاحب مودودی چشتی سہسوانی (۳۶) مولوی امیر احمد صاحب غیر مقلد سہسوانی (۳۷) مولوی سلطان بخش صاحب (۳۸) مولوی سید پرورش علی صاحب ساکنان سہسوان (۳۹) مولانا محمد حسن صاحب (۴۰) مولوی نجم الدین صاحب (۴۱) مولوی حکیم غلام حسنین صاحب ساکنان سنبھل (۴۲) مولوی حکیم مبارک حسن خاں صاحب اکبر آبادی (۴۳) مولوی قاضی معین الدین صاحب کیفی میرٹھی (۴۴) مولوی عبدالاحد صاحب ساکن الدن ضلع میرٹھ (۴۵) مولوی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی دیوبندی (۴۶) مولوی فضل احمد صاحب جلیسری (۴۷) مولوی راحت حسین صاحب عظیم آبادی (۴۸) مولوی نیاز احمد خان صاحب دہلوی (۴۹) مولوی تفضّل حسین صاحب میدنی پوری (۵۰) مولوی حافظ بخش صاحب ساکن آنولہ، (۵۱) اخوند عبدالرزاق [ص:۱۴۴] صاحب قندھاری (۵۲) مولانا شاہ محمد عمر صاحب حنبلی قادری حیدرآبادی (۵۳) مولوی فقیر اللہ صاحب پنجابی (۵۴) ملا محمد عارف صاحب ولایتی (۵۵) مولوی محمد نعمان صاحب ولایتی (۵۶) مولانا عبدالقیوم صاحب بادشاہ وغیرہم ضلع پشاور۔

منزلِ قرب میں اس درجہ اتصال اور ذوق وصال ہے کہ اس رویت بے حجابی کا تذکرہ حضرت مولانا الحاج احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے قصیدہ موسومہ ''چراغ انس'' (۱۳۱۵ھ) میں اس طرح گوہر فشاں ہیں:

مَیں بھی دیکھوں جو تو نے دیکھا ہے | روز سعی صفا محبّ رسول
صفا مروہ پہ تو نے جو دیکھا | وہ مجھے بھی دکھا محبّ رسول
ہاں یہ سچ ہے کہ یاں وہ آنکھ کہاں | آنکھ پہلے دِلا محبّ رسول

سلمہ ربہ القادر المقتدر القدیر۔ [ص:۱۴۵]

☆☆☆

مولوی حکیم عبدالقیوم صاحب شہید

ابن جناب مولوی غلام جیلانی صاحب ابن جناب مولوی محی الدین صاحب ابن مولانا فضل رسول صاحب بدایونی۔ ولادت باسعادت آپ کی شہر شوال المکرّم ۱۲۸۳ھ میں ہوئی۔ تھوڑی ہی عمر میں بالاستیعاب بکمال تحقیق و تدقیق جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ صرف ونحو و معانی و ادب، فقہ واصول وتفسیر وحدیث وعقائد، کلام، منطق، فلسفہ، ریاضی وغیرہ مولانا تاج الفحول شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی سے حاصل کر لیے۔ بعد کو طب مولوی حکیم سراج الحق صاحب سے پڑھا۔ پھر دہلی جا کر حاذق الملک ابوسعید حکیم عبدالمجید خان صاحب سے علم طب حاصل کر کے سند حاصل کی۔ نسخہ کم قیمت اور سہل الحصول سریع الاثر ہوتا۔ مضمون نویسی میں کمال تھا۔[ص:۱۴۶]علم کلام تو خاندانی وراثت تھی۔ فرقہ وہابیہ کی تردید پر پوری توجہ تھی۔ طریقہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کی اجازت وخلافت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب اور حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد صاحب نوری مارہروی اور حضرت مولانا الحاج شاہ حکیم عبدالعزیز صاحب مکی سے حاصل ہوئی۔ سولہ برس کی عمر میں ہمراہی مولانا تاج الفحول حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ آپ کی تحریر وتقریر پُر اثر ومرغوب خاص وعام تھی۔ جلسۂ ندوۃ العلما کی اصلاح پر کمر بستہ رہے، چنانچہ اسی بنا پر بمقام شہر پٹنہ عظیم آباد جہاں ندوۃ العلما کا بھی جلسہ تھا اصلاح پر بھی جلسہ ہوا۔ اس جلسے کی شرکت میں آپ بسواری ریل جارہے تھے۔ اثنائے راہ میں ایک اسٹیشن پر نماز فجر کے اہتمام کے واسطے بقصد طہارت اُترے۔ جب پھر قصد چڑھنے کا کیا تقدیر ازلی نے اپنی طرف ہاتھ کھینچا، پاؤں پھسلا، ریل چل نکلی، گر کر ریل کے نیچے قریب پہیہ کے پہنچ گئے حتی کہ دامن اُلجھ کر پہیہ کے ساتھ گردش کھانے لگا، جس کے باعث کئی مرتبہ یہ نوبت آئی کہ خود بھی پہیہ کے نیچے آکر دب جائیں اور طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے، لیکن خود فرماتے تھے کہ اِس حالت میں میرے ہوش وحواس بجا تھے اور ذرا بھی ہراس و وسواس پاس نہ تھا۔ غرض حد درجہ کی تکلیف ہوئی، پھر بھی مکان کی واپسی نہ چاہی اور یہی فرماتے کہ ''شرکت جلسہ کی خاطر آیا ہوں'' آپ پٹنہ عظیم آباد پہنچے۔ آٹھ روز تک صاحب فراش رہے پھر عارضۂ

اسہال شروع ہوا، پھراسی حالت میں درد ذات الجنب کی دورے کی شدت ہوئی، لیکن شہید قوم کو ہر وقت اس پر بھی ذکر وفکر ویاد خدا اور رسول کا وظیفہ تھا۔ اِدھر بتاریخ ۱۳؍رجب المرجب ۱۳۱۸ھ کو جلسے کا اختتام ہوا۔علمائے کرام ومشائخ عظام جوق جوق آپ کی عیادت کو آتے اور خبر جلسے کی پہنچاتی اُدھر آپ نے شکر یۂ الٰہی ادا فرمایا اور نہایت مردانہ وار نماز عشا مع وتر ادا فرمائی، اُس کے بعد قریب آدھ گھنٹہ یاد الٰہی میں مصروف ومستغرق رہ کر شب پنجشنبہ میں جس کی صبح کو چودھویں تاریخ ہونے کو تھی نہایت سرور وانبساط کے ساتھ واصل بحضرت ذوالجلال ہو گئے۔

صورت از بےصورتی آمد بروں عاقبت انا الیہ راجعوں

حضرت مولانا حافظ شاہ عبدالصمد صاحب مودودی چشتی سہسوانی نے حسب الارشاد حضرت تاج الفحول غسل میت دیا اور مولانا شاہ امین احمد بہاری سجادہ نشین آستانہ حضرت مخدوم الملک شرف الدین یحیٰی منیری رحمۃ اللہ علیہ نے[ص:۱۴۷] نماز پڑھائی۔ بجز قاضی علی احمد صاحب بدایونی کے (باوجود اطلاع یابی وموجودگی) تمام علما ومشائخ موافق ومخالف نماز جنازہ میں شریک تھے۔ نمازیوں کی شمار کا کوئی اندازہ نہیں، جلسۂ ندوۃ العلما وجلسہ اہل سنت والجماعت تھا، ہزارہا علما و مشائخ خاص وعام اہل اسلام موجود تھے۔

تصنیفات یہ ہیں: (۱) رسالہ بیان شفاعت (۲) رسالہ فضائل الشہور (۳) رسالہ بیان علم عروض (۴) رسالہ بیان غربتِ اسلام (۵) سطوہ فی رد ہفوات ارباب دارالندوہ (۶) رسالہ سماع موتیٰ (۷) رسالہ مبسوط احکام واسرار صلوٰۃ (۸) تدابیر معالجات مرضیٰ (۹) سیر ومغازی بطرز ناول (۱۰) غیر مطبوعہ مضامین وغیرہ۔[ص:۱۴۸]

☆☆☆

مولانا شاہ عبدالمقتدر صاحب بدایونی

ابن مولانا شاہ تاج الفحول حافظ حاجی عبدالقادر صاحب ابن سیف اللہ المسلول حضرت مولانا فضل رسول صاحب ابن مولانا شاہ عبدالمجید صاحب قادری برکاتی حنفی یازدہم شہر جمادی الاخریٰ وقت صبح روز دوشنبہ ۱۲۸۳ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ''غلام پیر'' (۱۲۸۳ھ) تاریخی نام ہے۔ حضرت سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول صاحب جد امجد نے مطیع الرسول عبدالمقتدر نام تجویز کیا۔ مولانا حکیم سراج الحق صاحب نے رسم بسم اللہ کی شادی منائی اور نذرانہ پیش کیا۔ [ص:۱۵۶]

استاذ الاساتذہ مولانا نور احمد صاحب اور تاج الفحول سے جملہ علوم ظاہری اور باطنی کی تکمیل کی۔ حق تو یہ ہے کہ منکسر المزاج ایسا کم دیکھنے میں آیا۔ عالم درویش صفت، ہر دلعزیز، عابد، زاہد، متقی۔ سوا فتاویٰ نویسی کے وہ بھی گاہے بگاہے ضرورتاً کچھ نہ لکھا۔ جب کسی کتاب کے لکھنے کو عرض کیا تو فرمایا ''اب سوا اس کے اور کیا ہے اوروں کو کافر بناؤں اور خود کافر کہلاؤں''۔ چند عرصہ سے تحریر فتاویٰ کا کام بھی چھوڑ دیا۔ درس سے کام ہے، مدرسہ قادریہ و مدرسہ شمس العلوم کے منتظم ہیں۔ ایک رسالہ عقائد میں بزبان عربی اور قرآن شریف کی تفسیر کا ترجمہ کیا۔ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ بایام عرس تاج الفحول کے بموجودگی علمائے کرام ومشائخ عظام رسم سجادہ نشینی کی ادا کی گئی۔ تحریر تاریخ میں راقم کے خاص طور پر معاون رہے۔ اسمائے تلامذہ: (۱) مولوی محمد ابراہیم صاحب بدایونی ابن محبّ احمد صاحب (۲) مولوی سید ارتضا حسین صاحب (۳) مولوی سید محمد عالم صاحب (۴) مولوی حبیب الٰہی صاحب ساکنانِ مارہرہ (۵) مولوی حکیم عبدالشکور صاحب ساکن پٹنہ (۶) مولوی عبدالحمید صاحب انگپور بنگال (۷) مولوی سید رشید احمد صاحب بہاری (۸) مولوی حکیم حافظ عبدالمجید صاحب قادری واعظ ساکن آنولہ (۹) مولوی سید حسین احمد صاحب بے باک شاہجہانپوری (۱۰) مولوی حکیم فضل احمد صاحب گجراتی (۱۱) مولوی بہاء الحق صاحب ہزاری (۱۲) مولوی حافظ محمد موسیٰ صاحب قادری بمبئی (۱۳) مولوی سید محمد عیسیٰ علی صاحب ابن حافظ سید

تجمل حسین صاحب ساکن آنولہ (۱۴) مولوی منیر الدین صاحب حیدرآبادی (۱۵) مولوی سید غلام عباس صاحب کاٹھیاواری (۱۶) مولوی سید عبدالوہاب صاحب حیدرآباددکن (۱۷) مولوی رفاقت اللہ صاحب (۱۸) مولوی قاضی محمد ابراہیم صاحب (۱۹) مولوی حسین احمد صاحب (۲۰) مولوی عبدالحئی صاحب (۲۱) حکیم فضیل احمد (۲۲) حکیم فضل الرحمٰن صاحب (۲۳) مولوی جمیل احمد صاحب سوختہ قادری (۲۴) مولوی حبیب الرحمٰن صاحب قادری (۲۵) مولوی عبدالستار صاحب قادری (۲۶) مولوی روشن علی صاحب (۲۷) مولوی عبدالحمید صاحب بریلوی وغیرہم دو مرتبہ حرمین طیبین اور ایک مرتبہ اماکن مقدسہ بغداد کاظمین ونجف وکربلا واجمیر وغیرہ کی زیارت کی ☆۔[ص:۱۵۷]

☆☆☆

☆ اس ذات ستودہ صفات کی وفات کا ایک عجیب واقعہ ہے، بتاریخ ۲۵رشہر محرالحرام ۱۳۳۴ھ بصحت وثبات عقل وحواس نماز تہجد پڑھ کر وظیفے میں مشغول ہوئے، فجر کی سنت پڑھ کر فرض بھی آپ نے اس دن کی مکان میں ہی پڑھی، دوسرا سجدہ کیا پھر سر نہ اٹھایا ع ''سجدے میں عبدالمقتدر مولیٰ سے اپنے مل گئے'' (حاشیہ از مؤلف مظہر العلما)

مولوی حکیم شاہ عبدالماجد صاحب بدایونی

ابن جناب مولانا حکیم عبدالقیوم صاحب شہید، شعبان ۱۳۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ مدرسۂ قادریہ میں حضرت شہید مرحوم اور مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی اور مولانا محبّ احمد بدایونی سے تحصیل علوم کی اور حکمت وطب کی سند حکیم غلام رضا خان صاحب دہلوی سے حاصل کی۔ آپ کا وعظ پُر اثر تقریر دل پذیر ہوتی ہے، مدرسہ شمس العلوم اور مدرسہ قادریہ کو اعلیٰ پیمانے پر پہنچا دیا۔ مولوی جمیل احمد صاحب قادری اور مولوی عبدالواحد صاحب مولوی فاضل اور مولوی سید محمد عیسیٰ علی ساکن آنولہ اور مولوی حکیم حبیب الرحمٰن صاحب مارہروی یہ ایسے اشخاص آپ کی فیض تعلیم و تربیت سے پیدا ہوئے ہیں جن کی خوش بیانی اور زور دار تقریروں نے عام دلچسپی حاصل کی اور خلاصۃ العقائد اور خلاصۃ المنطق اور خلاصۂ فلسفہ اور دربارہ جواز عرس و فاتحہ وغیرہ اور قول السدید مطبوعہ ہیں۔[ص:۱۵۲]

☆☆☆

مولوی شاہ عبدالقدیر صاحب

ابن مولانا شاہ عبدالقادر صاحب تاج الفحول ابن حضرت مولانا شاہ فضل الرسول صاحب سیف اللہ المسلول ابن مولانا شاہ عبدالمجید صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ولادت آپ کی یوم چہار شنبہ گیارہ شوال ۱۳۱۱ھ کو ہوئی۔ تاریخی نام ''محمد ظہور حق'' اور ''عاشق الرسول محمد عبدالقدیر'' ہوا۔ اپنے پدر عالی قدر اور اخ مکرم مولانا شاہ عبدالمقتدر صاحب سے پڑھا، بعد آٹھ برس کی عمر کے جب والد ماجد کا وصال ہو گیا تو ۱۳۳۱ ہجری تک صرف بھائی صاحب سے تحصیل و تکمیل کی۔ بمقام ٹونک تین ماہ تک کتب معقول و منطق کا جناب مولانا برکات احمد صاحب سے مطالعہ کیا۔ اِس کے بعد بعض کتب معقول مولوی سید عبدالعزیز صاحب سے جو مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی کے یادگار ہیں اخذ فرمائیں۔ سید صاحب نے نہایت فخر و مباہات کے ساتھ آپ کو تعلیم دی اور چند ماہ بعد ہی اجازت درس کی عطا فرمائی۔ آپ سے ایک جماعت پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل کا کورس پڑھتی ہے۔ ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۱ھ بتقریب عرس حضرت تاج الفحول حسب فرمائش جناب مولانا شاہ سید اسمٰعیل حسن صاحب مارہروی مولانا شاہ عبدالمقتدر صاحب نے آپ کو اور مولوی حکیم عبدالماجد صاحب بدایونی کو اجازت و خلافت تحریری و زبانی عطا فرمادی۔ [ص:۱۴۶]

☆☆☆

قاموس المشاہیر

(جلد اول و دوم خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ ۲۰۰۴ء)

نظام الدین حسین نظامی بدایونی

عبدالمجید مولوی شاہ عین الحق

(بدایونی) پیدائش ۲۹ ؍رمضان ۱۱۷۷ھ مطابق ۱۷۶۳ء۔ سید شاہ آل احمد مارہروی کے مرید وخلیفہ، ۸۰؍سال کی عمر میں حج کے لیے سفرحجاز کیا۔ ۱۷؍محرم ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۶ءکوانتقال کیا۔ مواہب المنان شرح جواہرالرحمان، رسالہ ردّ روافض (فارسی) رسالہ ردوہابیہ (اُردو) اورکئی رسالے آپ کی تصنیف سے ہیں۔ [ج۲/ص:۶۹]

☆☆☆

فضل رسول

(مولوی) بدایوں کے رہنے والے، شاہ عبدالمجید صاحب کے بیٹے، عثمانی شیوخ سے تھے۔ عربی کے فاضل، فن طب میں کامل تھے۔ شاعربھی تھے۔ مست تخلص کرتے تھے۔ بماہ صفر ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۷۹۸ء پیدا ہوئے۔ تعلیم سے فارغ ہوکر ملازمت سرکاری میں داخل ہوئے۔ اپنے ضلع میں جب کہ اُس کا صدر مقام سہسوان تھا قبل ۱۸۵۷ء سررشتہ دار کلکٹری رہے۔ وہاں سے قطع تعلق کرنے پر سیاحی میں مصروف ہوئے۔ حیدرآباد وغیرہ کا سفر کیا اور حج بھی کیا۔ رد وہابیہ میں اکثر کتابیں تصنیف کیں۔ بوارق محمدیہ، المعتقد، سیف الجبار وغیرہ مشہور ہیں۔ ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء میں بعمر ستّر سال انتقال کیا۔ آخر عمر میں بینائی جواب دے گئی تھی۔ اپنے والد حضرت شاہ عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ سے خرقۂ خلافت پہنا اور سجادہ نشین ہوئے اور سلسلۂ بیعت جاری کیا۔
[ج۲/ص:۱۱۶]

☆☆☆

فیض احمد رسوا عثمانی

آپ مولانا محمد علی صاحب بدایونی کے پوتے، مولانا حافظ حکیم غلام احمد صاحب کے فرزند تھے۔۱۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے۔

سر ولیم میور صاحب لفٹننٹ گورنر بہادر صوبۂ آگرہ و اودھ کے اُستاذ اور سر شتہ دار تھے۔ غدر ۱۸۵۷ء میں بمقام آگرہ ترک علائق کیا پھر کسی کو یہ پتہ نہ چلا کہ کہاں گئے۔ آپ کی تصانیف زمانۂ غدر میں تلف ہو گئیں۔ صرف علم کلام میں تعلیم الجاہل، شرح صدرا، التعلیقات علیٰ فصوص الفارابی پائی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ ہدیہ قادریہ بھی ان سے یادگار ہے۔[ج ۲/ص:۱۲۰]

☆☆☆

عبد القادر

(مولوی) بدایونی، ابن مولوی فضل رسول عثمانی، پیدائش ۱۷ر رجب ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء وفات ۱۷ر جمادی الاول ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء۔ مشہور عالم اور اچھے واعظ تھے۔ فقیر تخلص، رسالۂ احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام بزبان عربی آپ کی تصنیف سے ہے۔ ۱۸۹۶ء میں جب ندوۃ العلما کی تحریک زور پر تھی آپ نے پوری قوت کے ساتھ اس تحریک کی مخالفت کی، جس کی وجہ سے ہندوستان میں خاص شہرت ہو گئی۔ مولوی عبد المقتدر صاحب ان کے صاحبزادے بھی عالم ہوئے، جن کا ۱۹ر محرم ۱۳۳۴ھ مطابق ۴ر دسمبر ۱۹۱۵ء کو انتقال ہو گیا۔ نہایت نیک نفس تھے۔[ج ۲/ص:۶۲]

☆☆☆

عبدالقدیر قادری

آپ ۱۱رشوال ۱۳۱۱ھ کو پیدا ہوئے اور ۳۱/مارچ ۱۹۶۰ء کو انتقال کیا۔ آپ ۱۵رسال حیدرآباد دکن میں مفتی اعظم کے عہدے پر رہے۔ ۱۹۵۰ء میں بدایوں واپس تشریف لے آئے۔ وفات سے چند سال قبل آپ نے اپنے چھوٹے صاحبزادے مولانا حافظ محمد عبدالحمید سالم میاں قادری کو اپنا جانشین بنایا اور خلافت بھی دے دی۔ آپ درگاہ قادری میں دفن ہوئے۔ [ج۲/ص:۶۲]

☆☆☆

تذکرۂ علمائے اہل سنت

(طبع اول، کانپور، ۱۳۹۱ھ-۱۹۷۱ء)

مولانا محمود احمد قادری

حضرت مولانا شاہ عبدالمجید بدایونی قدس سرہٗ

قدوۃ العلما، زبدۃ العرفا، عروس حجلۂ تقدیس، نوشاہِ خلوتِ توحید، حضرت مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید سرمست بادہ توحید حضرت شاہ عبدالحمید عثمانی المتوفی ۱۲۳۳ھ کے بڑے صاحبزادے [ص ۱۳۵] ۲۹/رمضان المبارک ۱۱۷۷ھ کو پیدا ہوئے۔ ''ظہور اللہ'' تاریخی نام تجویز ہوا، بزرگ خاندان اور والد ماجد کے پھوپھا بحرالعلوم حضرت مولانا شاہ محمد علی عثمانی اور اپنے ماموں حضرت مولانا محمد عمران خطیب اور پھوپھا حضرت مولانا مفتی شاہ عبدالغنی قدست اسرارہم سے پڑھنے کے بعد لکھنؤ میں حضرت مولانا ذوالفقار علی دیوی سے تکمیل علوم کی، بہ اِشارۂ حضور سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ حضرت شاہ اچھے میاں مارہروی کے دست حق پرست پر مرید ہوئے، مرید ہونے کے بعد آپ نے شب و روز شیخ کی خدمت میں حاضری کا التزام کرلیا۔

بدایوں سے طلبی کا جب کوئی خط جاتا اور حضرت اچھے میاں کو خبر ہو جاتی تو حضرت وطن جانے کی تاکید فرماتے، آپ ''اچھا'' کہہ کر تعمیل حکم والا کا قصد فرماتے، لیکن دل جدائی پر راضی نہ ہوتا، اِدھر اُدھر پھر کر حاضرِ دربار ہو جاتے، یہاں تک کہ حضرت اچھے میاں خود ہی سواری کا انتظام فرما کر جانے کا حکم فرماتے، مجبوراً بدایوں جاتے، دو چار دن رہ کر واپس آجاتے۔ ''آثار احمدی'' میں حضرت اچھے میاں نے آپ کے بارے میں نہایت بلند کلمات تحریر فرمائے ہیں۔

حضرت نے تکمیلِ مراتب کے بعد آپ کو خلافت عطا کی اور ''شاہ عین الحق'' کے خطاب سے عزت افزائی فرمائی۔ ۱۲۵۱ھ میں حضرت مخدوم شاہ اچھے میاں نے ملاءِ اعلیٰ کا سفر فرمایا، اس واقعے کے بعد آپ مستقل بدایوں رہنے لگے، ۱۲۵۶ھ میں آپ نے حج و زیارت کا شرف حاصل فرمایا، یوں تو بدایوں کا خاندانِ عثمانی ہمیشہ سے علم و معرفت میں مشہور چلا آتا تھا، مگر آپ کے زمانے میں اُس نے کافی شہرت پائی اور آپ کی ذات بابرکات سے بے شمار خلائق نے راہِ ہدایت پائی۔ سہ شنبہ ۱۷/محرم الحرام ۱۲۶۳ھ میں پچاسی سال تین ماہ اٹھارہ یوم کی عمر میں واصل بحق

ہوئے،حضرت سید شاہ صاحبِ عالم[ص:۱۳٦] قدس سرہ مارہروی نے قطعۂ تاریخ کہا ۔

سفر کرد سوئے مکاناتِ قدس شہِ عینِ حق، اکملِ واصلیں
اگر سالِ نقلش بہ پُرسد کسے بگو ''داد رونق بخلدِ بریں''
۱۲ ھ ٦۳

حضرت شاہ آل رسول مارہروی اور مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی آپ کے نامور شاگرد تھے اور حضرت مولانا فضل رسول بدایونی آپ کے صاحبزادے اور جانشین تھے۔[ص:۱۳۷]

☆☆☆

حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی کے بڑے صاحبزادے، فضل رسول نام، ماہِ صفر ۱۲۱۳ھ میں ولادت ہوئی، دادا بزرگوار حضرت شاہ عبدالحمید بدایونی نے ''ظہور محمدی'' تاریخی نام رکھا۔ صرف ونحو کی کتابیں دادا سے پڑھیں۔ ۱۲۲۵ھ میں بغیر اجازت بہ ارادۂ تعلیم براہ شاہجہانپور چوتھے دن فرنگی محلی لکھنؤ پہنچے۔ مولانا شاہ نورالحق ابن مولانا شاہ انوارالحق فرنگی محل کے درس میں شریک ہوکر کامل تین برس کسب علوم کیا۔ اُستاذ کے حکم کے بموجب حضرت شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق ردولوی کے عرس میں حاضر ہوئے، ۱۷ر جمادی الثانیہ ۱۲۲۸ھ کو صبح کے وقت مواجہہ مزار میں مجلس علما کی موجودگی میں آپ کی دستار بندی ہوئی، واپسی میں مولانا نورالحق نے مولانا کو اپنے والد ماجد مولانا شاہ انوارالحق کی رونمائی کے لیے پیش کیا، اُنہوں نے [ص: ۲۰۸] آپ کو قریب بلا کر خیر و برکت کی دعا دی اور فرمایا ''صاحبزادے! ایک دن وہ آنے والا ہے جب حفاظت دین کا سہرا تمہارے سر سجایا جائے گا، مسندِ فقر وعرفان تمہاری ذات سے فروغ پائے گی، فرزند ارجمند مولانا نورکا نورِ علم تمہارے دم سے فیض بخش عالم ہوگا''۔ والد ماجد کی زبان سے یہ کلماتِ خیر سن کر مولانا نورالحق بہت مسرور ہوئے۔

سیف (اللہ) المسلول تحصیل علم کے بعد مولانا نور صاحب کے حکم سے وطن آئے، دادا بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبدالحمید کی خدمت میں حاضر ہوکر قدم بوس ہوئے، تکمیل علم کی سند اُن کے رُو برو رکھ دی، اُن کے حکم سے اپنے قدیم آبائی ''مدرسہ محمدیہ'' کو ''مدرسہ قادریہ'' کے نام سے منسوب کرکے درس وتدریس میں مشغول ہوگئے، بہت جلد حضرت کے درس کی شہرت دور ونزدیک پہنچ گئی اور آپ طلبہ علوم ظاہری وباطنی کے مرجع قرار پائے، حضرت طلبہ پر نہایت شفیق تھے، اُن کی تھوڑی سی پریشانی سے بے چین ہو جاتے تھے، اسی دوران راجہ بنارس کی لڑکی کے علاج کے لیے تھوڑے دنوں بنارس مقیم رہے، وہاں سے واپسی کے بعد کچھ دنوں مفتی عدالت رہے، ساڑھے تین سال سہسوان مین سررشتہ دار۔ دوبار حج وزیارت سے مشرف ہوئے۔ پہلے حج میں حضرت علامہ محمد عابد سندھی مدنی المتوفی ۱۲۵۷ھ سے سند حدیث حاصل کی۔ حضرت مولانا عبداللہ سراج مکی نے مکہ مکرمہ میں سند خاص عطا فرمائی، یہ سفر دہلی سے پا پیادہ طے ہوا تھا، دوسرا حج والد ماجد کی معیت میں

کیا۔ خدمت وسعادت کے صلے میں ''معین الحق'' کے خطاب سے سرفراز ہوئے، ۱۲۷۸ھ میں سرکار بغداد کا سفر کیا۔ یہ حضرت نقیب الاشراف مولانا سید علی قادری کا زمانہ تھا۔ اُنہوں نے بہت اکرام کیا اور تعظیم دی اور اپنے صاحبزادے مولانا سید سلیمان قادری کو تلمذ واجازت حاصل کرنے کا حکم دیا، بسلسلۂ رشد وہدایت حیدرآباد دکن بھی قیام رہا، نیز بسلسلۂ طبابت بریلی میں بھی مقیم رہے۔

حضرت نے وہابیت کے انسداد کے لیے بڑی کوشش فرمائی، مولوی رضی الدین بسمل بدایونی نے ''تذکرۃ الواصلین'' میں لکھا ہے کہ

> آپ حضرت قطب صاحب کے مزار شریف پر معتکف تھے، عین مراقبے میں دیکھا کہ حضور جناب خواجہ صاحب رونق افروز ہیں اور دونوں دست اقدس پر اس قدر کتب کا انبار ہے کہ آسمان کی طرف حد نظر تک کتاب پر کتاب نظر آتی ہے، آپ نے عرض کیا ''اس قدر تکلیف حضور نے کس لیے گوارا فرمائی؟''، ارشاد مبارک ہوا کہ ''تم یہ بار اپنے ذمے لے کر شیاطین وہابیہ کا قلع قمع کرو'' ۔[ص:۲۰۹] بمجرد اس ارشاد کے آپ نے مراقبے سے سر اٹھایا اور تعمیل ارشاد والا ضروری خیال فرما کر اُسی ہفتے کتاب مستطاب ''بوارق محمدیہ'' تالیف فرمائی۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت سیف اللہ المسلول صف اول کے اُن ممتاز علما ومشائخ میں تھے جنہوں نے فتنۂ وہابیت کے سد باب کے لیے کوشش بلیغ فرمائی۔ آپ کی اور علامہ فضل حق خیرآبادی کی ذات قدسی صفات کی وجہ سے اہل باطل کے مقابلے میں اہل حق دورِ اول میں ''بدایونی اور خیرآبادی'' کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ مولانا مفتی اسد اللہ الٰہ آبادی المتوفی ۱۳۰۰ھ مولانا مفتی عنایت رسول چریا کوٹی، مولوی خرم علی وہابی، مولانا شاہ احمد سعید مجددی، مولوی کرامت علی جونپوری المتوفی ۱۲۵۰ھ وغیرہ مشہور تلامذہ ہیں۔

بروز پنجشنبہ ۲ر جمادی الاولیٰ ۱۲۸۹ھ کو وصال ہوا، درگاہ قادری میں مرقد ہے۔ آپ کے پوتے حضرت مولانا مرید جیلانی خلف مولانا محی الدین قادری نے یہ قطعۂ تاریخ وفات کہا ہے ؎

امام جہاں شاہ فضلِ رسول — بخلدِ بریں نزدِ خلاق رفت
چو خواہی سنِ رحلتِ پاکِ او — بگو ''رونقِ دیں ز آفاق رفت''

۱۲۸۹ھ [ص:۲۱۰]

حضرت مولانا فیض احمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا فیض احمد عثمانی، حضرت مولانا حکیم غلام احمد عثمانی کے بڑے صاحبزادے ۱۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنے ماموں حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی سے علوم وفنون کی تکمیل کی۔ اپنے نانا حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہ سے مرید ہوئے۔ مولانا فیض احمد نہایت [ص:۲۱۱] ذہین وذکی تھے۔ مولانا شاہ فضل رسول صاحب فرماتے تھے کہ ''فیض احمد ہمشیرہ زادہ کمالات انسانی کے جامع اور علوم مروجہ میں اپنے معاصرین پر فائق تھے''، مولانا آگرہ میں سرشتہ دار تھے، سلسلۂ ملازمت کے ساتھ درس وتدریس کا مشغلہ بھی تھا۔ اکمل التاریخ میں مذکور ہے:

> اہل حاجت کی دستگیری کے لیے وطن کے اہل غرض مطلب برآری کے لیے روزانہ حاضر خدمت ہوتے، ہر وقت مطبخ گرم رہتا، فقرا ومساکین ہمیشہ دامن دولت سے وابستہ رہتے، باوجود ثروت و وقار کے دل فقیرانہ، مزاج شاہانہ تھا، فقرا سے محبت، غربا سے الفت، طلبہ کے شیدائی، شائقین علم کے فدائی تھے، شاگردوں کی تمام ضروریات کے خود متکفل ہوتے تھے۔ شاعری کا مذاقِ سلیم تھا۔ کلام میں حسن فصاحت اور رنگِ بلاغت دونوں موجود ہیں، آپ کا کلام اُردو، فارسی، عربی تینوں زبان میں ہے۔

آپ جنگ آزادی کے عظیم ترین مجاہدین میں تھے۔ آپ کے ڈاکٹر وزیر خاں اکبرآبادی اور حضرت مولانا سید احمد اللہ شاہ مدراسی سے خصوصی روابط تھے، بہادر شاہ ظفر کی خودمختاری کے اعلان کے لیے مولانا دہلی گئے۔ بہادر شاہ کی مدد کے لیے جنرل بخت خاں کی سرکردگی میں روہیلوں کی حمایت بھی دہلی پہنچ گئی تھی اور جذبۂ وفاداری سے سرشار ہوکر مردانہ وار دادِ شجاعت دے رہی تھی، جنرل بخت خاں کے مشورے سے علامہ فضل حق نے بعد نماز جمعہ جامع مسجد دہلی

میں جہاد کی اہمیت پر آتش بار تقریر کی اور اس کے لیے فتویٰ جہاد مرتب کیا، مفتی صدر الدین خاں، ڈاکٹر وزیر خاں، سید مبارک شاہ رامپوری اور صاحبِ ترجمہ نے اس پر اپنے دستخط کیے، اس کے علاوہ مختلف مقامات پر لڑائی میں شرکت کی۔ مولانا فیض احمد کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نیپال چلے گئے۔ بعض کی روایت ہے کہ آپ نے ڈاکٹر وزیر خاں کے ساتھ حجاز مقدس کا سفر کیا، لیکن یہ غلط معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ آپ کے ماموں حضرت سیف اللہ المسلول قدس سرہٗ نے آپ کی تلاش میں ممالک عربیہ کا سفر کیا اور قسطنطنیہ تک تشریف لے گئے، مگر آپ کا سراغ نہ ملا۔

آپ کا نکاح حضرت سیف اللہ المسلول کی صاحبزادی سے ہوا تھا جن سے حضرت مولانا حکیم سراج الحق پیدا ہوئے ☆۔ مولانا فیض احمد کے تلامذہ میں حضرت مولانا شاہ نور احمد استاذ العلما کے منصب پر فائز تھے۔ [ص:۲۱۲]

☆☆☆

☆ مولانا فیض احمد بدایونی کا نکاح حضرت سیف اللہ المسلول کے چچا مولانا محمد شفیع عثمانی کی صاحبزادی سے ہوا تھا، ان سے مولانا حکیم سراج الحق عثمانی تولد ہوئے، پھر مولانا سراج الحق عثمانی کا عقد حضرت سیف اللہ المسلول کی صاحبزادی سے ہوا۔ لہٰذا یہ درست نہیں ہے کہ مولانا فیض احمد بدایونی کا عقد حضرت سیف اللہ المسلول کی صاحبزادی سے ہوا۔ دیکھیے: مولانا فیض احمد بدایونی: پروفیسر ایوب قادری، مقدمہ از مولانا اسید الحق قادری، ص ۲۶، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں ۲۰۰۷ء۔ (عبدالعلیم)

حضرت مولانا محمد محی الدین بدایونی قدس سرہ

مظہر محمود محمد محی الدین نام، حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے سترھویں صفر ۱۲۴۳ھ سال پیدائش، ''مظہر محمود'' تاریخی نام۔ بچپن ہی سے آثارِ بزرگی بشرے سے ظاہر تھے، والد ماجد سے علوم وفنون کا تکملہ کیا۔ آپ احیائے سنت میں مستعد اور وہابیوں کے حق میں برقِ خاطف تھے، اعلیٰ درجے کے طبیب تھے، مریض ہر وقت [ص:۲۲۱] گھیرے رکھتے۔ درس و تدریس اور تصنیف کا خاص ذوق رکھتے تھے، مولوی سراج سہسوانی مدرسہ عالیہ قادریہ کے تعلیم یافتہ، مگر شامتِ اعمال سے ترک تقلید کے قائل، سودائے نجدیت سے سرشار تھے، نجدی عقائد میں اُن کی تالیف ''سراج الایمان'' چھپ کر شائع ہوئی تو اس محی السنۃ نے حمایت حق میں ''شمس الایمان'' لکھ کر چراغ بے دینیت کو گل کر دیا۔ میر زاہد کا حاشیہ آپ کے تبحر علمی اور علم معقولات پر روشن دلیل ہے۔ دادا بزرگوار حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہ کے مرید تھے۔ بڑے ماموں مولوی غلام حیدر سہارنپور میں تحصیل دار تھے، اُن کی ملاقات کو گئے۔ قضاءً ایسے سخت بیمار ہوئے کہ ۶/ذی قعدہ ۱۲۷۰ھ میں راہیٔ خلد بریں ہوئے۔ حضرت نور قادری (از اولا د امجاد غوث اعظم رضی اللہ عنہ جو عالمگیری عہد کے بزرگ تھے) کے آستانے میں جانب شمال دفن کیے گئے۔ [ص:۲۲۲]

☆☆☆

تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی قدس سرہٗ

حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ کے فرزند اصغر، اعلیٰ حضرت تاج الفحول محبّ رسول مولانا شاہ عبدالقادر قادری ۱۷؍رجب ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے، بالہام باطن ''شیخ الاسلام فی الہند'' تاریخی لقب رکھا گیا، جد امجد حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید قدس سرہٗ نے تاریخی نام ''مظہر حق'' تجویز فرمایا، باشارہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ ''عبدالقادر'' کے نام سے عقیقہ ہوا، والد ماجد نے ''محبّ رسول'' جزوِ نام قرار دیا۔

''تقریب بسم اللہ'' دادا بزرگوار نے ادا کرائی، اس کے بعد حضرت استاذ العلما مولانا شاہ نور احمد عثمانی بدایونی سے تحصیل علم شروع کی، اَلور اور دہلی☆ میں رہ کر حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی سے [ص:۱۲۵] علوم عقلیہ کی بکمال وتمام تحصیل کی، حضرت علامہ خیرآبادی آپ کے بڑے مداح تھے، آپ پر ناز فرماتے تھے، علامہ خیرآبادی اکثر فرماتے کہ ''صاحب قوتِ قدسیہ ہر زمانے میں ظاہر نہیں ہوتے، وقتاً بعد وقتٍ اور عصراً بعد عصرٍ پیدا ہوتے ہیں، اگر اس زمانے میں کسی کا وجود مانا جائے تو (آپ کی طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ) یہ ہیں''، علامہ یہ بھی فرماتے کہ ''ان کے ذہن کی جودت وسلامت ابوالفضل وفیضی کے اذہانِ ثاقبہ کی جودت کو مات کرتی ہے''۔

آپ کے والد ماجد حضرت سیف اللہ المسلول فرماتے کہ ''مجھ سے مولانا فیض احمد کی ذہانت زیادہ ہے مگر برخوردار عبدالقادر کی ذہانت و ذکاوت ہم دونوں سے زیادہ ہے''، علامہ خیرآبادی کے شاگردوں میں حضرت اُستاذ العلما ہدایت اللہ خاں رامپوری، مولانا فیض الحسن سہارنپوری اور شمس العلما علامہ عبدالحق خیرآبادی فرزند وجانشین اور اعلیٰ حضرت تاج الفحول عناصر اربعہ سمجھے جاتے تھے۔

☆ حضرت تاج الفحول نے علامہ فضل حق خیرآبادی سے پہلے لکھنؤ پھر الور میں تحصیل علم کی تھی، دہلی میں تحصیل علم کی بات درست نہیں ہے۔ دیکھیے: خیرآبادیات: مولانا اسید الحق قادری، ص ۶۹/۷۰، تاج الفحول اکیڈمی ۲۰۱۱ء (عبدالعلیم)

علامہ عبدالحق خیرآبادی آپ کے بارے میں فرماتے تھے کہ ''ہر سہ تلامذہ کسی خاص فن میں یکتائے عصر اور وحید روزگار ہیں مگر مولانا عبدالقادر بدایونی کا تبحر اور جامعیت تمام علوم وفنون میں ہے''۔ آپ نے تکمیل علوم کے بعد والد ماجد سے سندِ حدیث حاصل کی اور اُنہیں کے دست شریف پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ۱۲۷۹ھ میں پہلی بار حج و زیارت کی حاضری کے وقت خلافت واجازت سے سرفراز کیے گئے، مکہ مکرمہ میں حضرت شیخ جمال عمر مکی سے سندِ حدیث حاصل کی۔ ۱۲۹۰ھ میں بغداد مقدس کا سفر کیا، دربار غوث اعظم سے سرفراز وشاد کام ہوئے۔ حضرت نقیب الاشراف شیخ سلیمان ابن علی نے بڑی پذیرائی کی۔ متعدد بار حاضر حرمین شریفین ہوئے۔ ۹۹ بار بے پردہ آپ کو تجلیات باری کا دیدار ہوا، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے قصیدہ ''چراغِ انس'' میں اس واقعے کو بیان کیا ہے:

میں بھی دیکھوں جو تو نے دیکھا ہے — روزِ سعی صفا محبّ رسول
صفا مروہ پہ تو نے جو دیکھا — وہ مجھے بھی دکھا محبّ رسول
ہاں یہ سچ ہے کہ یاں وہ آنکھ کہاں — آنکھ پہلے دلا محبّ رسول

شروع میں آپ کو درس وتدریس سے خصوصی شغف تھا، کامل توجہ وانہماک [ص:۱۲۶] کے ساتھ تعلیم دیتے تھے۔ آخر عمر میں تدریس کا مشغلہ ترک ہوگیا تھا۔ ۱۳۱۱ھ میں مجلس ندوۃ العلما کانپور میں قائم کی گئی اور بانیوں نے اہل سنت کے ساتھ شیعوں اور غیر مقلد مولویوں کو شامل کیا تو آپ نے سخت اختلاف فرمایا، فاضل بریلوی نے آپ کی ذات سے محبت کو علامت اسلام قرار دیا ہے ؎

سنیت سے پھرا ہُدیٰ سے پھرا — اب جو تجھ سے پھرا محبّ رسول
آج قائم ہے دم قدم سے ترے — دین حق کی بنا محبّ رسول

حضرت مولانا محبّ احمد بدایونی، حضرت مولانا فضل احمد بدایونی، حضرت مولانا فضل مجید بدایونی، حضرت مولانا مفتی حافظ بخش بدایونی، حضرت مولانا شاہ سید عبدالصمد صاحب مودودی چشتی، مولانا محمد حسن سنبھلی جیداور نامور شاگرد تھے۔ مولوی عزیز الرحمٰن مفتیٔ دیوبند نے بھی آپ سے کسب علوم کیا تھا، اسی طرح مولوی امیر احمد سہسوانی غیر مقلد آپ کے شاگرد تھے، بعد میں دونوں نے اُستاذ کے عقیدے سے بغاوت کی۔

۱۷رجمادی الاخریٰ کو اتوار کا دن گزار کر شب دوشنبہ ۱۳۱۹ھ میں بعد ادائے نماز مغرب ایک ہفتے کی علالت کے بعد واصل بحق ہوئے۔ والد ماجد کے پہلو میں مدفون ہیں۔ آپ کی وفات پر امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ نے عربی، فارسی اور اُردو میں اوصاف و کمالات پر مشتمل جو قطعات تاریخ تحریر فرمائے تھے وہ باوجود کوشش حاصل نہ ہو سکے۔

آپ کی تصانیف بکثرت ہیں ''حقیقة الشفاعة علی طریق اهل السنة'' (مولوی نذیر حسین دہلوی کے رد میں) ''شفاء السائل بتحقیق المسائل'' (ایک سو مسائل فقہیہ واعتقادیہ کی تحقیق و تصریح)، ''سیف الاسلام'' مولوی بشیر قنوجی نے حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی کے رسالۂ میلادیہ ''اشباع الکلام'' کے رد میں'' تائید الکلام'' لکھا☆۔ ''سیف الاسلام'' اسی کا رد ہے۔ ہدایت الاسلام (رد روافض) عقائد الاسلام (بزبان عربی، عقائد کے بیان میں) تاریخ بدایوں (مشاہیر علما و مشائخ، ادبا و شعرا کا تذکرہ)۔ اس کے علاوہ چار دیوان ایک عربی، ایک فارسی اور دو اُردو کے غیر مطبوعہ ہیں☆☆۔ [ص:۱۲۷]

☆☆☆

☆ مولوی بشیر الدین قنوجی کے رسالے کا نام'' تائید الکلام'' نہیں بلکہ'' غایۃ الکلام'' ہے۔ دیکھیے تذکرہ فضل رسول (طوالع الانوار) مولانا انوار الحق عثمانی، ص۸۴، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں ۲۰۰۸ء (عبد العلیم)

☆☆ تاج الفحول اکیڈمی نے ۱۹۹۸ء میں'' دیوان تاج الفحول'' کے نام سے ۴ر دیوان شائع کیے ہیں، تفصیل درج ذیل ہے: (۱) دیوان منقبت غوث اعظم اردو ردیف محبوب سبحانی (۲) دیوان منقبت غوث اعظم اردو ردیف یا غوث (۳) دیوان منقبت فارسی (۴) مجموعہ نعت و مناقب۔ دیوان عربی ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ (عبد العلیم)

حضرت مولانا شاہ عبدالقیوم شہید قدس سرہٗ

شوال المکرّم ۱۲۸۲ھ سال ولادت، ’’ذاکر رسول اللہ‘‘ تاریخی نام، پردادا مولانا شاہ فضلِ رسول بدایونی نے ’’محمد عبدالقیوم‘‘ نام رکھا۔ دادا کے حقیقی، چھوٹے بھائی حضرت تاج الفحول نے تعلیم دی۔ ۱۲۹۸ھ میں حضرت تاج الفحول کے ہمراہ حج وزیارت سے مشرف ہوئے، تکمیل علوم کے بعد طب کی تحصیل مولانا حکیم سراج الحق سے کی، پھر دہلی جا کر حکیم عبدالمجید خاں سے استفادہ کیا، حکیم محمود خاں دہلوی نے بہت مسرت کے ساتھ سند طب پر دستخط ثبت کیے، طب میں خصوصی کمال حاصل کیا، علاج نہایت ارزاں اور تیر بہدف کرتے، نامی طبیب آپ کی حذاقت کے قائل ومعترف تھے، حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ حضرت تاج الفحول اور مولانا عبدالعزیز مکی سے اجازت وخلافت تھی۔

علم کلام سے شغف ورثے میں ملا تھا، خصوصاً وہابیوں کے ردّ کی طرف پوری توجہ صرف کرتے۔ آپ کی ذات سے بدایوں میں اصلاح معاشرہ کے بڑے بڑے کام انجام پائے، بدایوں میں شیعوں سے قرابت نے سنیوں کے دلوں میں مداہنت کا رنگ جمایا، سنیوں کی مجالس محرم میں شیعہ سوزخوانی پڑھتے تھے۔ مولانا حکیم عبدالقیوم نے از خود سنی محفلوں میں شرکت کر کے محافل پڑھیں، جس وقت ذکر شہادت وفضائلِ اہلِ بیت بیان فرماتے مجلس عرصۂ کربلا بن جاتی، خود بے اختیار روتے اور دوسروں کو رُلاتے۔ [ص:۱۳۱] جب ۱۳۱۱ھ میں مجلس ندوۃ العلما قائم ہوئی اور اس کے بانیوں نے دین ومذہب کے قیود ودائرہ سے تجاوز کر کے وہابیوں، غیر مقلدوں اور شیعوں سے وِداد والفت کی ٹھانی تو دیگر علمائے اہل سنت کی طرح مولانا حکیم عبدالقیوم شہید نے اُن کی اصلاح کی کوشش فرمائی اور بعد میں اُس کے بالمقابل مجلس علمائے اہل سنت کی بنیاد ڈالی، قاضی عبدالوحید صاحب رئیس اعظم عظیم آباد سے تحریک کر کے ’’تحفہ حنفیہ‘‘ جاری کرایا اور اس کے ذریعے مفاسدِ ندوہ کا رد بلیغ فرمایا۔

اجلاس پٹنہ سے ایک سال پہلے ۱۱رصفر ۱۳۱۷ھ میں جامع مسجد شمسی میں جامعہ شمسیہ کی بنیاد ڈالی اور ایک عظیم الشان افتتاحی جلسہ منعقد کیا، جس میں مولانا شاہ احمد رضا بریلوی، مولانا سید شاہ

عبدالصمد سہسوانی، مولانا وصی احمد محدث سورتی نے شرکت کی، مولانا شاہ محبّ احمد بدایونی صدر مدرس مقرر کیے گئے۔

مولانا حکیم عبدالقیوم قدس سرہ کی رحلت وموت ایک خاص انداز سے ہوئی، حضرت سیف اللہ المسلول کے عرس میں ۶ / جمادی الثانیہ کو معمولاً فضائل اہل بیت و ذکر شہادت بیان کیا جاتا تھا۔ ۱۳۱۸ھ کو مواجہہ میں بیٹھ کر خاص شان سے ذکر شہادت ومصائب اہل بیت بیان کیا، علما و مشائخ کا مجمع تھا، سب اشکبار تھے، اختتام پر دفعتہً دعا کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں سراپا عجز و نیاز ہو کر یہ دعا مانگی کہ الٰہی! بابرکت شہادت اہل بیت رسالت وعزت خاندان نبوت اس گنہگار بندہ کو بھی خمخانۂ شہادت سے ایک جام عطا ہو، دعا قبول ہوئی اور آپ نے چالیس دن کے اندر درجہ شہادت حاصل کیا۔

ندوۃ العلما کا جلسہ پٹنہ میں ہو رہا تھا، اسی کے مفاسد کے انسداد واستیصال کے لیے مولانا قاضی عبدالوحید صاحب نے مدرسہ حنفیہ کا جلسہ طلب کیا، مولانا عبدالقیوم صاحب نے جلسہ کی کامیابی کے لیے مشاہیر علما ومشائخ کو آمادہ کرنے کے لیے ملک گیر دورہ کیا اور وقت مقررہ پر حضرت تاج الفحول کی ہمرکابی میں کثیر تعداد میں علما کو لے کر جلسہ کی شرکت کے لیے روانہ ہوئے، دارانگر میں گاڑی رُکی، نماز فجر کا وقت تھا، اسٹیشن پر اُترے، حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر وضو کیا، ریل نے سیٹی دے دی، لپک کر چڑھنا چاہا، ریل تیز ہو چکی تھی پاؤں پھسل گیا، نیچے جا گرے، مسافروں میں کہرام مچ گیا، مولانا شاہ محمد فاخر الہ آبادی جو ہمراہ تھے سب سے پہلے گاڑی سے کود پڑے، گاڑی روک دی گئی، بار بار پہیے سے ٹکرانے کی وجہ سے آپ کا جسم زخموں سے چوُر تھا، ہمت وتوانائی کا یہ عالم کہ گاڑی رُکتے ہی دامن قبا جھاڑتے ہوئے نکل آئے، مولانا شاہ محمد فاخر نے بڑھ کر ہاتھوں کو بوسہ دیا، قوت باطنی اور ہمت وتوانائی پر سب کو حیرت تھی، صحیح سلامت نکل آنے پر حاضرین نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے، مگر حضرت تاج الفحول کی حق بیں نگاہیں پرنم تھیں، اس حادثۂ فاجعہ کی خبر بجلی کی طرح پھیل گئی، مکان واپسی کے لیے لوگوں نے عرض کیا تو فرمایا جس نیت سے گھر چھوڑا ہے وہ امر دینی ہے اور اس کی شرکت جان سے زیادہ عزیز اور مقدم ہے، پٹنہ اسٹیشن پر ہزارہا افراد موجود تھے، فرودگاہ پر پہنچ کر حضرت سید العرفا مولانا سید شاہ امین احمد منیری

رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علما و مشائخ کے اصرار سے ڈاکٹری علاج شروع کرایا گیا۔

حضرت تاج الفحول کے حکم کے مطابق مولانا سید شاہ عبدالصمد سہسوانی، مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی، مولانا شاہ فضل مجید بدایونی تیمار داری کے لیے مقرر تھے۔ طبیعت بظاہر روبصحت ہو رہی تھی کہ یکا یک دل و جگر کے ٹکڑے خون بن کے خارج ہونے لگے۔ سترھویں رجب کو جلسۂ اہل سنت ختم ہوا، کامیابیِ جلسہ کے شکر میں شکر الٰہی ادا کر کے نماز عشا مع وتر ادا کی۔ اس کے بعد آدھا گھنٹہ تک یادِ الٰہی میں مصروف رہنے کے بعد جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حضرت تاج الفحول نے حضرت مولانا سید شاہ عبدالصمد صاحب سے فرمایا ''سید صاحب! آپ شہید مرحوم کے بہت زیادہ ناز بردار اور خیال رکھنے والے تھے، آج آپ ہی اُن کو غسل بھی دیجیے''۔ مولانا شاہ عبدالصمد نے مولانا شاہ عبدالمقتدر، مولانا فضل مجید، مولانا عبدالواحد خاں رامپوری کی مدد سے غسل دیا اور قطب بہار حضرت شاہ امین احمد ثبات منیری المتوفی ....۱۳ھ☆ قدس سرہ نے نماز جنازہ پڑھائی، جنازہ بذریعے ریل بدایوں لے جایا گیا۔ ۱۴؍رجب کو خانقاہ قادری میں حضرت سیف اللہ المسلول کے قرب میں دفن کیے گئے☆☆، مولانا حسن رضا خاں حسؔن بریلوی نے قطعۂ تاریخ کہا:

عالم کامل، طبیبِ نامدار	عبدِ قیوم آں وحیدِ روزگار
از شہادت، منصب اعلیٰ گرفت	روح پاکش رفت در دارالقرار [ص:۱۳۳]
ماتمی از فوتِ او اہل جہاں	نوحہ خواں اندر فراقش روزگار
تابکہ ایں گریہ نالہ تا بکہ	تا بکہ باشی حسؔن تو اشک بار
صبر کن، تاریخِ رحلت خوش نویس	شد بجنّت عالم عالی وقار
	۱۳ ھ ۱۸

آپ کی تصانیف میں رسالہ شفاعت، فضائل الشہور، بیان علم عروض، تدبیر معالجات مرضیٰ عربی، فارسی، اردو قصائد و غزلیات کا مجموعہ ہیں آپ کا تخلص جوشؔ تھا۔ [ص:۱۳۴]

☆☆☆

☆ کتاب میں یہاں پر بیاض ہے، حضرت کا وصال ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں ہوا۔ (عبدالعلیم)

☆☆ حکیم شہید کا مزار درگاہ قادری بدایوں میں حضرت سیف اللہ المسلول کے بائیں جنوبی دالان میں واقع ہے (عبدالعلیم)

حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی قدس سرہٗ

حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی قدس سرہ کے بڑے لڑکے، گیارہ جمادی الاولیٰ دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت ۱۲۸۳ھ میں ولادت باسعادت ہوئی، تاریخی نام ''غلام پیر'' رکھا گیا، حضرت سیف اللہ المسلول نے ''مطیع الرسول محمد عبدالمقتدر'' نام تجویز فرمایا۔ مولانا حکیم سراج الحق ابن مولانا فیض احمد بدایونی نے رسم تسمیہ ادا کرائی، حضرت تاج الفحول نے حکیم صاحب کو بسلسلۂ تعلیم اکیاون روپیہ نذر کیا، تکمیل علوم حضرت مولانا شاہ نور احمد اور والد ماجد سے کی، درس پوری قوت سے دیتے تھے۔ والد ماجد کی حیات میں درس کی طرف کامل انہماک تھا۔ والد صاحب [ص:۱۳۰] کی وفات کے بعد تمام علائق سے بے تعلق ہوکر یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ بیعت و اجازت والد ماجد سے تھی، آپ کے سب سے پہلے مرید مولانا شاہ عبدالماجد بدایونی تھے، دوبار حرمین معظمین اور ایک بار عتبات عالیہ بغداد مقدس، کاظمین و نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ کی زیارت سے آنکھوں اور دل کو روشن فرمایا۔ ۱۳۱۹ھ میں حضرت تاج الفحول کے وصال کے بعد سجادۂ مجیدی پر رونق افروز ہوئے۔ حضرت مولانا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ سجادہ نشین خانقاہ پیر برکات مارہرہ شریف نے خرقہ پہنایا اور پہلی نذر پیش کی، آپ کی موت ہر مومن کے لیے قابل رشک موت ہے۔ شنبہ کے دن ۲۷ رمحرم ۱۳۳۴ھ میں نماز فجر میں بحالت سجدہ محبوب حقیقی کا قرب خاص حاصل کیا۔ الٰہی راقم السطور کو بھی ایسی ہی موت عطا فرما۔ حضرت مولانا سید شاہ محمد محدث کچھوچھوی نے بھی آپ سے خصوصی درس لیا۔ [ص:۱۳۱]

☆☆☆

حضرت مولانا حکیم عبدالماجد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہ عبدالماجد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی کیف باراور ولولہ انگیز خوش خطابت سے معمور تقریر وموعظہ کی یاد دلوں میں اب بھی باقی ہے۔آپ بدایوں کے مشہور عثمانی خاندان کے گوہر شب چراغ تھے۔۴ر شعبان المکرّم ۱۳۰۴ھ میں ولادت ہوئی۔تاج الفحول مولانا شاہ محبّ رسول عبدالقادر بدایونی قدس سرہٗ کے زیر سایہ تربیت اور پرورش پائی۔حضرت مولانا الحاج شاہ عبدالمجید قادری مقتدری اور مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی سے ابتدائی درسیات پڑھیں اور شاہ محبّ احمد بدایونی قدس سرہ سے درس نظامی پڑھ کر ۱۳۲۰ھ میں سندِ فراغ حاصل کی۔ ۲۱-۱۳۲۲ھ میں دہلی میں قیام کر کے حکیم غلام رضا خاں اور حکیم عبدالرشید سے تحصیل طب کیا۔ ۱۳۲۲ھ میں حکیم غلام رضا خاں نے سندِ طب دی۔حکیم اجمل خاں دہلوی نے دستخط کر کے مہر لگائی، دہلی کی اقامت کے دوران زینت محل وغیرہ میں آپ کی تقریریں ہوئی، یہاں عیسائیوں، آریوں، غیر مقلدوں اور قادیانیوں سے آپ کے مناظرے ہوئے۔دہلی سے واپس آکر والد بزرگوار کے قائم کردہ جامعہ شمسیہ کی ترقی کی اسکیم بنائی، چندے کی فراہمی کے لیے اسفار کیے، نواب سر مزمل اللہ خاں رئیس بھیکم پور علی گڑھ، نواب سر حافظ احمد سعید خاں، نواب چھتاری نے چندے میں کافی رقم دی، اہالیانِ بمبئی وحیدرآباد نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، مسٹر نگرام کلکٹر بدایوں اور مسٹر لارڈ مسٹن گورنر صوبہ یوپی نے وسط شہر میں خوش نما قطعہ آراضی مع عمارت دوامی پٹہ پر مدرسہ کے لیے دینا منظور کیا، مولوی[ص:۱۴۶]ظہور حسن صاحب (ٹونک والا) نے علوہمتی سے شمس العلوم کا سر بفلک مینارہ اور دروازہ تعمیر کرایا، کتب خانے کی خوش نما عمارت تیار ہوئی، دارالحدیث عثمانیہ کا نقشہ وتخمینہ تیار کر کے شاہ دکن کی خدمت میں پیش کر دیا گیا، افسوس ہے کہ اسی زمانے میں مسجد مچھلی بازار کانپور کا حادثہ اور خلافت کا مسئلہ درپیش آگیا اور مولانا عبدالماجد کی توجہ مدرسے کی تعمیر وترقی کی طرف سے ہٹ کر ملکی معاملات کی طرف مبذول ہوگئی ورنہ یہ مدرسہ باعتبار وسعت وعمدگی تعلیم ہندوپاک میں معیاری اور سب سے بڑا جامعہ ہوتا۔مدرسے کو ریاست

رامپور سے مستقل ماہانہ امداد ملتی تھی۔

مولانا کی ملکی وقومی خدمات تا دیر دلوں کو رُلائے گی، مولانا شاہ محمد عبدالباری فرنگی محلی نے حفاظت کعبہ کے لیے جب ''خدام کعبہ'' کے نام سے مجلس قائم کی تو سب سے پہلے بدایوں حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر کی خدمت میں پہنچے اور تعاون و ہمدردی کی درخواست کی، مولانا عبدالماجد بحکم پیر و مرشد خدام کعبہ کی خدمت پر مامور ہوئے۔ ۱۹-۱۹۲۲ء میں لالہ لاجپت رائے اور شردھانند کی کوششوں سے ملکانوں میں ارتداد کی مہم شروع ہوئی تو دیگر علمائے اہل سنت کے ساتھ آپ نے بھی رمضان المبارک میں جب کہ گرمی شباب پر ہوتی ملکانوں کو ارتداد سے بچانے کے لیے پیدل سفر کیے، عمر کا بیشتر حصہ سفر میں گذرا۔

پیر مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی قدس سرہ کی معیت و ہمرکابی میں بغداد مقدس کا سفر کیا۔ وفد خلافت کے ساتھ حجاز مقدس حاضر ہوئے، خلافت و کانگریس کے وفد میں موتی لعل نہرو، حکیم اجمل خاں، مولانا محمد علی جوہر اور مسٹر گاندھی کے ساتھ پورے ہندوستان کا دورہ کیا۔ آپ کے وعظ کا عجب حال تھا، نہایت ہی کیف بار اور وجد آگیں تقریر کرتے تھے۔ جوش تقریر میں عمامہ سر سے اُتر جاتا تھا۔ کانپور کے پریڈ میدان کے رجبی شریف کے جلسے کا آپ ہی کے ہاتھوں قیام ہوا، جہاں بھی ہوتے اس جلسے میں ضرور تشریف لاتے، مولانا کے مواعظ کا ابتدائی دور تھا کہ مرادآباد میں حضرت صدرالافاضل مولانا حکیم محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ کی کوشش اور مساعی سے حفظ الایمان کی ایمان سوز عبارت پر فاضل بریلوی اور مولانا تھانوی کے درمیان مباحثہ تصفیے کے لیے طے پایا☆، فاضل بریلوی نے حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے شوکت مذہب اہل سنت کے لیے شرکت کی درخواست کی۔ حضرت نے آپ کو اور حضرت مولانا شاہ محبّ احمد قدس سرہٗ کو شرکت کے لیے بھیجا۔ وہاں بڑے بڑے علمائے اہل سنت تشریف فرما تھے۔ دس بجے دن میں مولانا سید محمد فاخر کی تقریر [ص:۱۴۷] کے بعد مولانا عبدالماجد صاحب کا وعظ شروع ہوا۔ پہلے دیر تک منبر پر دوزانو بیٹھ کر دعا مانگی، پھر

☆ یہ جلسہ صفر ۱۳۲۹ھ/ مارچ ۱۹۲۱ کو شاہ بلاقی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر مرادآباد میں منعقد ہوا تھا۔

کھڑے ہوکر آہستہ آہستہ خطبہ شروع کیا، مجمع سے آواز بلند کرنے کی درخواست ہوئی، ابھی دوچار ہی جملے کہے تھے کہ بحرِ فصاحت موج آفریں ہوا، طبیعت روانی پر مائل ہوئی، جوش خطابت میں عبا کے دامن لہرانے لگے، تھوڑی دیر میں عمامہ کے بل کھل گئے، اتنا مؤثر اور دل نشیں وعظ تھا کہ ہر طرف سے مرحبا، صل علیٰ، جزاک اللہ کی صدا آرہی تھی، کوئی بےخودی میں اشک بار تھا، کسی طرف سے آہ وبکا کا شور تھا، مسئلہ علم غیب پر کلام الٰہی اور حدیث رسالت پناہی سے دلائل کے انبار پیش کرتے جا رہے تھے، مجمع بےخود وساکت تھا کہ مولانا نے ایک بجے دھوپ کی تمازت اور پسینے سے شرابور ہونے کی وجہ سے دعا پر تقریر ختم کی۔ مجمع کے اصرار پر ظہر بعد پھر چار گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ ۱۹۳۱ء بمقام لکھنو مسلم کانفرنس کا جلسہ تھا، اس میں شرکت کے لیے لکھنو گئے، راجہ صاحب سلیم پور کے مہمان ہوئے، نو بجے شب میں رخصت ہوتے ہوئے مولانا حسرت موہانی مرحوم سے فرمایا ''خدا حافظ''۔ پھر اپنے ایک مرید مولوی محمد نذیر صاحب کے یہاں جو صدر میں رہتے تھے اُن کے یہاں گئے، گیارہ بجے نماز عشا پڑھی اور دیر تک تلاوت قرآن پاک کی، اور اوراد و وظائف سے فارغ ہوکر فرزند ارجمند حضرت مولانا عبدالواحد صاحب سے فرمایا تم تنہا ہو گھبرانا نہیں، یہ کہہ کر سینے سے لگایا اور فرمایا آج روح بےچین ہے، دست و قے باربار ہو رہا ہے، تازہ وضو کرا دو، نقاہت و ناتوانی بےحد افزوں تھی، مولانا عبدالواحد صاحب کے کاندھے پر سر رکھ دیا اور یاغفور یارحمان کہتے ہوئے دوشنبہ کی رات میں ۳ بجے ۳ر شعبان المعظم ۱۳۵۰ھ موافق ۱۴ر دسمبر ۱۹۳۱ء کو واصل بحق ہوئے اور اس طرح عمر بھر کی بےقراری کو قرار آ گیا، نو بجے دن میں نعش بذریعے موٹر روانہ ہوکر ۵ بجے شام بدایوں پہنچی۔ ۹ر بجے شب میں اسی جگہ پر غسل دیا گیا جہاں آپ کے مرشدان عظام کا غسل میت ہوتا تھا، ایک بجے شب میں مولانا قطب الدین عبدالوالی فرنگی محلی کے اصرار پر آخری زیارت کرائی گئی۔ صبح کے وقت جنازہ زنان خانہ میں پہنچایا گیا تو چند قطرے خون کے ناک سے جاری ہوئے، درگاہ قادری کی حاضری کے وقت تک بوقت رونمائی ناک سے تازہ خون اُبھن اُبھن کر بہہ رہا تھا، یہ مولانا کی اس دعا کا اثر تھا جو آپ اپنے والد ماجد کی طرح شہادت کی محافل میں شہید ہونے کے

لیے مانگا کرتے تھے۔

دس بجے دن میں عیدگاہ شمسی میں حضرت شیخ الاسلام مولانا شاہ عبدالقدیر بدایونی کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا ہوئی، درگاہ قادری میں اپنے مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر[ص:۱۴۸] قدس سرہ کے پائیں دفن کیے گئے۔ شکیلؔ بدایونی مرحوم کے والد ماجد مولانا جمیل احمد سوختہؔ مرحوم نے یہ قطعۂ تاریخ وفات کہا۔

شیخ کل حضرت عبدالماجد — مقتدر عالم دیں، نیک مزاج
یک بیک ہو گئے واصل بخدا — ہو گئی علم کی دنیا تاراج
رہبرِ دین شہ دیں تھے حضور — آپ تھے ملت حق کے سرتاج
کہیے یہ آپ کی تاریخ جمیلؔ — ''گل ہوا ہائے چراغِ دیں'' آج

[ص:۱۴۹]

☆☆☆

حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت تاج الفحول مولانا شاہ محبّ رسول عبدالقادر بدایونی کے چھوٹے صاحبزادے، آپ کا نام عاشق رسول محمد عبدالقدیر تھا۔ ۱۱رشوال المکرّم ۱۳۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔''محمد ظہورحق'' تاریخی نام، بڑے بھائی مولانا شاہ مطیع الرسول عبدالمقتدر قدس سرہٗ کی آغوش میں پرورش پائی، ابتدائی تعلیم حافظ غوثی شاہ، مولوی سید الطاف علی، مولوی سید عبدالحیٔ سے پائی، درسِ نظامی کی کتب متداولہ مولانا فضل احمد قادری، مولانا محبّ احمد قادری، مولانا حافظ بخش قادری اور برادر بزرگ سے پڑھیں، مولانا حبیب الرحمٰن قادری بدایونی سے بھی کسب علم کیا۔ ۱۳۳۱ھ میں فراغت کے بعد متواتر کابوس کا دورہ پڑا۔ علاج کے لیے حضرت علامہ حکیم سید برکات ٹونکی کے پاس گئے، تین ماہ تک اُن کی خدمت میں رہ کر علوم عقلیہ کی کتابوں کا درس لیا اور رامپور میں مولانا سید عبدالعزیز تلمیذ مولانا عبدالحق خیرآبادی سے قدما کی کتابیں پڑھیں، درس وتدریس کی لیاقت ورثے میں پائی تھی، مدتوں مدرسہ عالیہ قادریہ میں طلبہ کو پورے انہاک کے ساتھ تعلیم دی۔

برادرِ بزرگ کے مرید تھے۔ ۱۳۳۱ھ ماہ جمادی الاخریٰ کو اجازت وخلافت ملی۔ ۱۳۳۴ھ میں پیرومرشد کے انتقال کے بعد سجادۂ قادریہ کو رونق دی۔

انگریزوں کے خلاف لڑائی میں کافی حصہ لیا، مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا سید فضل الحسن حسرتؔ موہانی، مولانا سید مصباح الحسن قدست اسرارہم آپ کے رفقائے خصوصی تھے۔ کاکوری شریف کے مشہور کیس کی آپ نے پوری رہنمائی کی، مولانا قطب الدین عبدالوالی کے ساتھ صوبۂ سرحد کا دورہ کیا، انگریزی حکومت کی دست درازی سے دیسی ریاستوں کو بچانے اور محفوظ رکھنے کے لیے لاہور میں کل ہند کانفرنس بلائی اور خطبہ صدارت پڑھا۔

مسجد شہید گنج کی واپسی کے لیے حضرت مولانا پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے جدوجہد کی تو آپ نے اُن کی پوری مدد کی۔ انگریزوں نے عرب اکثریت کا توازن برباد کرنے

کے لیے ارض مقدس میں باہر سے یہودیوں کو لا کر آباد کرنا شروع کیا اور عربوں نے اُن کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تو حالات کا مشاہدہ کرنے کے لیے آپ نے ہندوستان کے نمائندے کی حیثیت سے فلسطین کا سفر کیا، مفتیٔ اعظم فلسطین سید امین الحسینی نے عربی یونیورسٹی کے لیے ہندوستان کا دورہ کیا تو اُس کے ترجمان اور سکریٹری کا کام کیا[ص:۱۵۰]۔ سیاسی حالات کی ابتری کا مشاہدہ کر کے ایک عمر صرف کرنے کے بعد کنارہ کش ہو گئے۔ اسی زمانے میں میر عثمان علی آصف جاہ سادس والیٔ سلطنت آصفیہ نے محکمہ امور مذہبی کے صدر الصدور کے لیے آپ کا انتخاب کیا، مگر سابقہ انگریز دشمن سیاسی زندگی کی بنا پر انگریزی حکومت نے اس عہدے پر آپ کا تقرر مناسب نہ سمجھا اور عدالت عالیہ کا مفتیٔ اعظم مقرر کیا۔ پولیس ایکشن تک اس منصب پر فائز رہے۔

دو بار حج و زیارت سے مشرف ہوئے۔ اندرون خانۂ کعبہ کے غسل میں شرکت کی، حرم نبوی اور روضۂ مطہرہ کی خلوت خاص میں باریاب ہوئے۔ دربارِ غوثِ اعظم کی حاضری معمولات سے تھی، آپ سب سے پہلے عالم و بزرگ تھے جن کو دربار شریف میں امامت و خطابت کا اعزاز ملا۔ اسی طرح مفتیٔ اعظم فلسطین امین الحسینی کے بے حد اصرار پر آپ نے مسجد اقصیٰ میں جمعہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ دیا۔ بغداد میں ہی ایک خوابی معاملے کی وجہ سے متاثر ہو کر جنرل فوزی الزعیم آپ سے سلسلۂ عالیہ میں داخل ہوئے۔ آپ کی قوت حافظہ بہت قوی تھی، اقوال فقہا و محدثین و صوفیا از بر تھے۔ ہزارہا اشعار یاد تھے خود بھی شعر موزوں فرماتے تھے۔ کاش صاحبزادگان آپ کے فتاویٰ شائع کرا دیتے تو ایک عظیم سرمایہ امت تک پہنچ جاتا۔ ۳؍شوال المکرّم ۱۳۷۹ھ بروز پنج شنبہ چار بجے دن میں وصال ہوا۔ دوسرے دن ۵ بجے شام درگاہ قادری میں سپرد خاک کیے گئے۔ پروفیسر مولانا ضیا احمد بدایونی صدر شعبہ فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے یہ قطعہ تاریخ وفات کہا ؂

عالم دیں، حضرت عبدالقدیر — ذی فضائل، ذی کرم، ذی مرتبت
آہ رخصت ہو گئے، شوال میں — اس جہاں سے سوئے دارِ آخرت

جب چھپے ایسا مہِ اوجِ کمال — کیوں نہ ہوتاریک بزمِ شش جہت
قادری مسند کو سونا دیکھ کر — مضطرب ہیں اہل علم و معرفت
گر رہی کچھ دن حیاتِ مستعار — یاد آئے گا وہ لطف و مرحمت
ہے دعا یارب! ہواُن کے زیبِ سر — تاج گلہائے ریاضِ مغفرت
کر رقم تاریخ اس غم کی ضیاؔ — انتقالِ عالمِ نیکو صفت
۱۳۷۹ھ

۱۳۷۸ھ میں ۱۷ر جمادی الاخریٰ کو مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور کے فارغ التحصیل طلبہ کی جلسہ دستار بندی کے موقع پر جو کچھوچھہ میں حضرت مولانا سید شاہ عبدالصمد قدس سرہ کے (عرس کے) موقع پر منعقد ہوا تھا تو کاتبِ سطور کی [ص:۱۵۲] بھی دستار بندیٔ حفظ قرآن پاک ہوئی تھی، اسی موقع پر احقر آپ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ [ص:۱۵۳]

☆☆☆

حضرت مولانا شاہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا حکیم شاہ عبدالقیوم شہید کے چھوٹے صاحبزادے ۱۳۱۸ھ میں دہلی میں اپنی نانہال میں پیدا ہوئے ''۔محمد ذوالفقارحق'' تاریخی نام، والدہ ماجدہ کا سلسلۂ نسب حضرت غوث اعظم سے ہے۔حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر بدایونی اور اساتذہ مدرسہ خانقاہ قادریہ سے تعلیم پائی۔وعظ وتقریر کا خصوصی ملکہ تھا۔کبھی نامور بزرگ بھائی کے ساتھ اور کبھی تنہا ہندوستان کے بلاد وامصار میں مجالس میلاد، سیاسی کانفرنسوں میں شریک ہوتے، انتظامی صلاحیتوں سے آراستہ تھے، برادر بزرگ کی زندگی میں جامعہ شمس العلوم کے نائب مہتمم اور اُن کے معاون وسکریٹری رہے، بعد میں جامعہ شمس العلوم کے مہتمم ہوگئے۔تحریک مسلم لیگ اور پاکستان کے قیام کے مطالبے میں آپ کا ممتاز کردار رہا۔تقسیم کے بعد کراچی تشریف لے گئے، کراچی میں مقیم تھے، ایک عرصے تک ریڈیو پاکستان سے تفسیر قرآن بیان کرتے رہے، جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر کی حیثیت سے ملکی، ملی، مذہبی خدمات انجام دیں۔حکومت نے بھی آپ کی قدر اور عزت افزائی کی۔حامد میاں ایک متحرک و فعال شخصیت تھے۔پاکستان میں دستور اسلامی کے نفاذ کے لیے آپ نے بڑی کوشش کی، مختلف مکتبۂ فکر کے علما کو شریک کر کے حکومت سے دستور اسلامی کا مطالبہ کیا جس کو ابو الاعلیٰ مودودی نے ناکام بنادیا۔آپ کو سیاحت کا بھی شوق تھا۔پاکستان سے باہر ملکوں کا دورہ کیا، دل کے مرض سے ۲۱؍جولائی ۱۹۷۰ء بروز جمعہ کراچی میں آپ کا وصال ہوا۔[ص:۱۵۹]

☆☆☆

تذکرہ اکابر اہل سنت (پاکستان)

(فیاض الحسن بک سیلر، کانپور، انڈیا)

مولانا عبدالحکیم شرف قادری

مجاہدِ ملت مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی قدس سرہٗ

تحریکِ پاکستان کے ممتاز راہنما حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی ابن مولانا حکیم عبدالقیوم شہید (م: ماہِ رجب ۱۳۱۸ھ) ابن مولانا حافظ مرید جیلانی ابن مولانا محی الدین ابن مولانا سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی قدست اسرارہم (۱)، ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں دہلی میں اپنے ننھیال کے ہاں پیدا ہوئے۔ ''محمد ذوالفقار حق'' (۱۳۱۸ھ) تاریخی نام تجویز ہوا (۲)۔ ابھی آپ کی عمر بیس دن ہی کی تھی کہ والدِ ماجد کا انتقال ہو گیا۔ ان کے وصال کا واقعہ بڑا روح پرور ہے۔ پٹنہ بہار میں ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہو رہا تھا جس میں شرکت کے لیے آپ تین سو علما کے ہمراہ تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں ایک اسٹیشن پر عصر کی نماز ادا کی، اتنے میں گاڑی چل دی، آپ سوار ہوتے ہوئے پہیوں میں پھنس گئے۔ زخم اس قدر تھے کہ ستّر ٹانکے لگائے گئے، اسی حالت میں اجلاس میں شریک ہوئے، تمام تقریریں سنیں، اختتام پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے لیے اٹھ کر کھڑے ہو گئے، رقّت کے عالم میں ٹانکے ٹوٹ گئے اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے مالکِ حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے (۳)۔

آپ کا خاندان شریعت وطریقت کے اعتبار سے نہ صرف بدایوں بلکہ پورے ہندوستان میں مرکزی حیثیت رکھتا تھا، مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کی ترویج واشاعت اور فرقِ باطلہ کی تردید میں اس خاندان کی مساعئ جمیلہ ناقابلِ فراموش ہیں۔

مولانا عبدالحامد بدایونی اور ان کے بڑے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونی کی تعلیم وتربیت کا تمام تر انتظام ان کی والدہ ماجدہ (سید بہاء الدین دہلوی کی ہمشیرہ) نے کیا۔ ابتداءً اپنے آبائی [ص:۲۰۲] مدرسہ، مدرسہ قادریہ میں تعلیم حاصل کی۔ آخری دو سال الٰہیات کی تکمیل اور فنِ قرأت کی تحصیل کے لیے مدرسۂ الٰہیہ کانپور میں رہے۔ آپ کے اساتذہ میں آپ کے مرشدِ برحق

۱۔ پروفیسر محمد ایوب قادری، مدرسہ شمس العلوم، بدایوں، مجلّہ علم وآگہی، کراچی خصوصی شمارہ ۷۴-۱۹۷۵ء، ص:۹۴

۲۔ مولانا محمود احمد قادری، تذکرہ علمائے اہلِ سنت، ص:۱۵۹

۳۔ سید محمد فاروق احمد، گلدستۂ عقیدت (مرتبہ محمد عابد القادری، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۱ء) ص:۴۱-۴۰

حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی قدس سرہ کے علاوہ حضرت مولانا محبّ احمد قادری، مولانا حافظ بخش بدایونی، مولانا قدیر بخش بدایونی، مولانا مفتی محمد ابراہیم، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا واحد حسین اور مولانا عبدالسلام فلسفی کے نام ملتے ہیں۔

تکمیل کے بعد مدرسہ شمس العلوم بدایوں کے نائب مہتمم مقرر ہوئے اور تین سال تک مدرسے کے انتظام وانصرام اور ترقی میں کوشاں رہے۔اسی زمانے میں تحریکِ خلافت شروع ہوئی تو مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے لکھنؤ سے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کو حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی کی خدمت میں بدایوں بھیجا۔انہوں نے مہمانوں کی خوب خاطر مدارات کی اور اپنے خاندان کے تمام افراد کو عموماً اور مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا عبدالماجد بدایونی کو حکم دیا کہ انگریزی استعمار کے خاتمے کے لیے علی برادران اور ان کے رفقا کا ساتھ دیں، پیرو مرشد کے حکم کے مطابق مولانا عبدالماجد بدایونی اور مولانا عبدالحامد بدایونی نے ہندستان کے گوشے گوشے میں جا کر تحریک خلافت کا پیغام پہنچایا، مولانا عبدالحامد بدایونی ڈسٹرکٹ خلافت کمیٹی، بدایوں کے جنرل سیکریٹری رہے۔خلافت پراونشل کمیٹی اور سنٹرل خلافت کمیٹی، بمبئی کی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔

گاندھی نے تحریکِ خلافت میں شریک ہوکر قائدانہ پوزیشن حاصل کر لی تھی۔مسلمان اپنی سادہ لوحی کی بنا پر ہندوؤں کو اپنا ہمدرد تصور کر بیٹھے تھے، لیکن شدھی تحریک شروع ہونے پر منکشف ہوا کہ ہندو کے عیار ذہن میں مسلمانوں کے خلاف کیا کیا منصوبے پرورش پا رہے ہیں۔مولانا عبدالحامد بدایونی شدھی تحریک کے شروع ہوتے ہی کانگریس سے الگ ہو گئے اور مرکزی تبلیغ الاسلام، انبالہ اور آگرہ میں شریک ہوکر ہر اس جگہ میں پہنچے جہاں شدھی تحریک کام کر رہی تھی (۱)۔[ص:۲۰۳]

ہندوؤں کی تنگ نظری اور اسلام دشمنی کے پیشِ نظر ضرورت محسوس کی گئی کہ مسلمانوں کی الگ جماعت قائم ہونی چاہیے چنانچہ جب مسلم کانفرنس قائم کی گئی تو مولانا عبدالحامد بدایونی اور تحریکِ خلافت کے اکثر مسلم رہنما کانفرنس میں شریک ہو گئے۔لندن کانفرنس کے بعد دہلی میں

۱۔ سید محمد فاروق احمد، گلدستۂ عقیدت ص:۴۲-۴۱

مولانا شوکت علی کی قیام گاہ پر مسلم زعما کا اجلاس ہوا تو مولانا عبدالحامد بدایونی نے بھی اس میں شرکت کی، اس اجلاس میں طے ہوا کہ آئندہ انتخابات میں صرف مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندگی کرے گی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے یوپی، سی پی، بہار، اڑیسہ، بنگال، آسام، بمبئی، کراچی، سندھ، بلوچستان اور پنجاب کے دورافتادہ علاقوں میں جا کر عامۃ المسلمین کو مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دینے پر تیار کیا۔ پیر صاحب مانکی شریف کے ایما پر قائدِ اعظم نے انہیں صوبہ سرحد میں بھیجا، جہاں آپ نے خان برادران کے اثرات کو زائل کر کے مسلم لیگ کی مقبولیت کو چار چاند لگا دیے۔ انہی خدمات کی بنا پر آپ کو ''فاتحِ سرحد'' کا لقب دیا گیا تھا۔ سلہٹ اور بنگال میں مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا بڑا اثر ورسوخ سمجھا جاتا تھا۔ مولانا بدایونی کی ولولہ انگیز تقریروں نے کانگریسی طلسم کو توڑ کر مسلم لیگ کے نمائندے کو کامیاب کرایا(۱)۔

حافظ بشیر احمد غازی آبادی لکھتے ہیں:

> ''آج کے بہت سے (کانگریسی) علما جو پاکستان میں نظریۂ پاکستان کی حفاظت کر رہے ہیں اور مختلف سیاسی پلیٹ فارموں سے اپنی حب الوطنی کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں، آل انڈیا نیشنل کانگریس کے ہمنوا تھے اور آل انڈیا مسلم لیگ اور قائدِ اعظم محمد علی جناح کے مقابلے میں حریفانہ سیاسی چالیں چل رہے تھے، خدا مولانا عبدالحامد بدایونی کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، انہوں نے اس محاذ پر نیشنلسٹ علما کا مقابلہ کیا اور مسلم لیگ میں اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کیں''(۲)۔[ص:۲۰۴]

۲۳؍مارچ ۱۹۴۰ء کو منٹو پارک لاہور کے تاریخی اجلاس میں قراردادِ پاکستان پیش کی گئی تو مولانا عبدالحامد بدایونی مسلم لیگ کے ان زعما میں شامل تھے جنہوں نے قرارداد کی تائید میں تقریر کی۔ ۳۰؍اگست ۱۹۴۱ء کو لدھیانہ میں آپ کی صدارت میں پاکستان کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں آپ نے پاکستان کے حق میں بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جو بعد میں نظامی پریس بدایوں

۱۔ سید محمد فاروق احمد، گلدستۂ عقیدت ص:۴۳

۲۔ حافظ بشیر احمد غازی آبادی، گلدستۂ عقیدت، ص:۳۲

سے چھپ کر ملک بھر میں تقسیم ہوا۔ ۱۹۴۵ء میں قائدِ اعظم اور میر عثمان علی خاں فرمار وائے دکن کے باہمی اختلافات نازک صورت اختیار کر گئے تو قائدِ ملت خان لیاقت علی خان نے مولانا عبدالحامد بدایونی کو منتخب کیا تا کہ اختلافات ختم کرانے کے لیے دونوں راہنماؤں کی ملاقات کا راستہ ہموار کریں۔ والیٔ دکن، مولانا بدایونی کی بڑی قدر ومنزلت کرتے تھے اور انہیں دینی جلسوں میں تقاریر کے لیے مدعو کیا کرتے تھے۔ مولانا نے فرمانروائے دکن سے ملاقات کی اور طویل گفتگو کے بعد انہیں قائدِ اعظم سے ملاقات کرنے پر آمادہ کیا(۱)۔

۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس میں نہ صرف شریک ہوئے بلکہ اسے کامیاب بنانے میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۶ء میں علما کا ایک وفد حجازِ مقدس گیا جس کے قائد مبلغِ اسلام مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور جنرل سیکریٹری مولانا بدایونی تھے، اس وفد نے نہ صرف حجاج پر عائد کردہ ٹیکس ختم کرنے کے سلسلے میں حکومتِ سعودیہ سے مذاکرات کیے بلکہ عالمِ اسلام کے دینی اور سیاسی راہنماؤں کے سامنے نظریۂ پاکستان کو مؤثر طور پر پیش کر کے پاکستان کی حمایت پر آمادہ کیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد آپ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لیے کراچی تشریف لائے تو زعمائے پاکستان کے اصرار پر مستقل طور پر یہیں قیام پذیر ہو گئے(۲)۔ جب آپ نے دیکھا کہ ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمان کس مپرسی میں مبتلا ہیں تو آپ نے ایک اجلاس میں ہندوستان کے تمام صوبوں اور مقامی نمائندوں پر مشتمل ''مرکزی مہاجرین [ص:۲۰۵] کمیٹی'' کی بنیاد ڈالی جو عوامی اور سرکاری سطح پر مہاجرین کی آبادکاری اور ان کی ضروریات کی فراہمی کے لیے مسلسل کوشش کرتی رہی۔

۱۹۴۷ء میں آپ کی تحریک پر ویدرٹا ور کراچی سے میلادالنبی ﷺ کا عظیم الشان جلوس نکلا جس میں اس وقت کے وزیرِ اعلیٰ سندھ محمد ایوب کھوڑو بھی پا پیادہ شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ خلفائے راشدین اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایام شان وشوکت سے منانے کا اہتمام

۱۔ امام سید امیر علی: مولانا عبدالحامد بدایونی پر ایک نظر (مطبوعہ مضمون)

۲۔ ایضاً

بھی آپ ہی نے شروع کیا، ان اجتماعات میں پاکستان کے گورنر جنرل اور وزیرِ اعظم نے بھی شرکت کی۔

۱۹۴۸ء میں مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی کی قیادت میں سندھ کے علما و مشائخ کے ایک وفد نے قائدِ اعظم سے ملاقات کی جس میں مولانا بدایونی بھی شریک تھے اور تفصیلی یادداشت پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا:

''ملکِ پاکستان کا دستور کتاب وسنت کی روشنی میں تیار کیا جائے اور دیگر اسلامی ممالک کی طرح پاکستان میں بھی وزارتِ امورِ مذہبیہ قائم کی جائے''(۱)۔

جمعیۃ العلما پاکستان کے قیام اور استحکام کے لیے ابتدا ہی سے آپ نے اپنی کوششیں وقف کر رکھی تھیں، حضرت علامہ ابوالحسنات قادری کے وصال کے بعد جمعیۃ کے مرکزی صدر بنے اور اپنی شبانہ روز محنت سے جمعیۃ کو چار چاند لگا دیے۔ مولانا ان علما میں شامل تھے جنہوں نے ۲۲ نکات پر مشتمل دستوری خاکہ مرتب کیا تھا، ۱۹۵۳ء میں جب تحریکِ ختم نبوت شروع ہوئی تو اس میں آپ نے کھل کر حصہ لیا اور انتہائی علالت کے باوجود فروری ۱۹۵۳ء سے جنوری ۱۹۵۴ء تک کراچی اور سکھر کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔

۱۹۶۲ء میں اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن نامزد ہوئے، اس ضمن میں انہوں نے [ص:۲۰۶] کونسل کو اہم سفارشات پیش کیں۔ ۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جنگ چھڑی تو آپ نے علمائے اہلِ سنت کی ایک جماعت کے ساتھ ملک بھر کا دورہ کیا اور تین لاکھ روپے کے کپڑے اور دیگر ضروری ساز وسامان مہاجرین کشمیر میں تقسیم کیا۔

مولانا عبدالحامد بدایونی نے قدیم اور جدید علوم کے ساتھ ساتھ دنیا کی اہم زبانوں کی تعلیم کے لیے کئی لاکھ روپے صرف کر کے منگھو پیر روڈ کراچی میں ''جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ'' کے نام سے عظیم درسگاہ قائم کی۔ آپ کی اپیل پر صدرِ مملکت اور اسلامی ممالک کے سربراہوں نے دل کھول کر امداد کی، یہ ادارہ آج بھی علومِ دینیہ کی خدمت میں مصروف ہے۔

۱۔ امام سید امیر علی: مولانا عبدالحامد بدایونی پر ایک نظر

۲۔ ایضاً

آپ چین، روس، مصر، ترکی، تیونس، نائجیریا، کویت، عراق، ایران اور حجازِ مقدس گئے (۲) اور مسئلہ کشمیر کی اہمیت کو واضح کیا۔ آپ نے بائیس مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت حاصل کی (۱)۔ آپ کے شاہ فیصل، صدر ناصر، ڈاکٹر محمد حمتی، عبدالسلام عارف (عراق)، مفتیٔ اعظم فلسطین سید امین الحسینی اور مسلمانانِ روس کے مفتیٔ اعظم سے ذاتی مراسم تھے اور ان حضرات نے آپ کی وفات پر تعزیتی پیغامات میں آپ کے دینی اور علمی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا (۲)۔

آپ نے بے اندازہ ملکی وملی مشاغل کے باوجود قابلِ قدر تصانیف کا ذخیرہ یادگار چھوڑا، چند تصانیف کے نام یہ ہیں:

۱۔ فلسفۂ عباداتِ اسلامی
۲۔ تصحیح العقائد
۳۔ نظامِ عمل
۴۔ کتاب وسنت غیروں کی نظر میں
۵۔ اسلام کا زراعتی نظام
۶۔ اسلام کا معاشی نظام
۷۔ مرقعِ کانگریس (مطبوعہ ۱۹۳۸ء)
۸۔ مشرقی کا ماضی وحال [ص:۲۰۷]
۹۔ انتخابات کے ضروری پہلو
۱۰۔ الجواب المشکور (عربی)
۱۱۔ اسلامک پریئرز (انگریزی)
۱۲۔ حرمتِ سود
۱۳۔ تاثراتِ دورۂ روس
۱۴۔ تاثراتِ دورۂ چین
۱۵۔ مشیر الحجاج (۳)

بحمدہٖ تعالیٰ کراچی میں مولانا بدایونی اکیڈمی قائم ہوچکی ہے، امید ہے کہ آپ کی تصانیف کو ازسرِ نو شائع کرنے کو اولیت دی جائے گی۔

۱۵؍جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ/ ۲۰؍جولائی ۱۹۷۰ء کو تحریکِ پاکستان کے صفِ اول کے مجاہد، عالم باعمل مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی قادری قدس سرہ کا جناح ہسپتال، کراچی میں وصال ہوا۔

۱۔ بشیر احمد غازی آبادی، گلدستۂ عقیدت، ص:۳۵
۲۔ امام سید امیر علی: مولانا عبدالحامد بدایونی پر ایک نظر
۳۔ امام سید امیر علی: مولانا عبدالحامد بدایونی پر ایک نظر

آپ کی آخری آرام گاہ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ، منگھو پیر روڈ، کراچی کے احاطے میں بنی۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ، دو صاحبزادے جناب محمد عابد القادری (جنہوں نے مولانا کے بارے میں معلومات فراہم کرنے میں بڑا کرم فرمایا، راقم ان کا شکر گزار ہے) اور جناب محمد زاہد القادری اور ایک صاحبزادی یادگار ہیں (۱)۔

حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کے وصال پر سفیرِ عراق نے یہ پیغامِ تعزیت بھیجا:

''مولانا بدایونی کے اچانک انتقال کی خبر مجھے ابھی ابھی معلوم ہوئی ہے، مولانا بدایونی علیہ الرحمہ جید عالم و فاضل تھے اور مسلمان قوم میں ان کا بہت بڑا مقام تھا، خدا تعالیٰ مولانا کی روحِ پرفتوح پر اپنے فضل و کرم کی بارش کرے''۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی ابن حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین دامت برکاتہم العالیہ نے برقی پیغام بھیجا:

''افسوس کہ پاکستان اور پاکستانی قوم ایک مقتدر مذہبی پیشوا اور جید عالم اور فاضل سے محروم ہوگئی، باری تعالیٰ مولانا علیہ الرحمہ کے خاندان کو اس غیر معمولی صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمت دے اور مرحوم پر اپنے فضل و کرم کی بارش فرمائے، آمین''۔

مولانا جمال میاں فرنگی محلی ابن حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی (قدس سرہ) نے ان الفاظ میں تعزیت کا پیغام بھیجا:

''علامہ مولانا عبدالحامد القادری البدایونی کے انتقال کی خبر سے غیر معمولی طور پر قلبی صدمہ محسوس کرتا ہوں، یہ حادثہ نہ صرف میرے لیے بلکہ پوری ملتِ پاکستان کے لیے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے''۔(۲)

جناب سید سیفی ندوی نے قطعۂ تاریخ کہا

عبدِ حامد سراپائے جہد و یقیں   عالمِ دین و سرمایۂ اہل دیں

۱۔ امام سید امیر علی: مولانا عبدالحامد بدایونی پر ایک نظر
۲۔ گلدستۂ عقیدت، ص:۱۱-۱۲

سرفرازے کہ ملت از و سر بلند — داشت بر آستانِ محمد جبیں
خوش برفت از جہاں سوئے دارالبقا — شد جہاں از جدائی ذاتش غمیں
ہاتفم گفت سیفیؔ ز سالِ وصال
''منبرِ عبدِ حامد بہشتِ بریں''(۱)
۱۳ ھ ۹۰

جناب صابر براری قادری نے عیسوی سن قلم بند کیا؎
سالِ رحلت کو ہے صابؔر سبز گنبد کی صدا
''عالمِ مشہور، حامد، عازمِ باغِ جناں''(۲)
۱۹ ء ۷۰

[ص:۲۰۹]

☆☆☆

۱۔ گلدستۂ عقیدت، ص:۳۳

۲۔ گلدستۂ عقیدت، ص:۲

فاضلِ جلیل حضرت مولانا عبدالواحد عثمانی بدایونی قدس سرہٗ

مولانا عبدالواحد عثمانی ابن مولانا حکیم ابوالمنظور عبدالماجد بدایونی (برادر اکبر مولانا عبدالحامد بدایونی) رحمہم اللہ تعالیٰ بدایوں میں پیدا ہوئے۔علمی ماحول اور ناز ونعم میں پرورش پائی۔ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی، مدرسہ قادریہ، بدایوں اور مدرسہ شمس العلوم، بدایوں میں اجلہ اساتذہ حضرت مولانا مفتی حافظ بخش بدایونی اور مولانا حبیب الرحمٰن قادری سے استفادہ کیا، پھر مولانا مفتی قدیر بخش بدایونی کے پاس مدرسہ تعلیم الاسلام جے پور میں حاضر ہوکر دو تین سال میں تکمیل کی۔مولانا مفتی قدیر بخش نے ان کے لیے بڑا آرام دہ انتظام کیا تھا۔مولانا عبدالواحد بدایونی اپنے استاذِ مکرم کا ذکر بڑی عقیدت سے کیا کرتے تھے۔مولانا عبدالماجد بدایونی انہیں جامعہ ازہر، مصر بھیجنا چاہتے تھے لیکن ان کی وفات سے یہ منصوبہ پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکا، البتہ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان دیا اور کامیاب ہوئے۔سلسلۂ عالیہ قادریہ میں عاشقِ رسول حضرت مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی ابن تاج الفحول حضرت مولانا شاہ محبّ رسول عبدالقادر بدایونی (قدس سرہما) سے بیعت تھے اور مرشدِ گرامی سے والہانہ محبت و عقیدت رکھتے تھے۔

مولانا عبدالواحد عثمانی بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کچھ دنوں ماہنامہ ''المنظور'' بدایوں سنبھالا پھر مولانا مظہر الدین شیرکوٹی (م ۱۹۳۹ء) مالک و مدیر سہ روزہ ''الامان'' دہلی نے انہیں اپنے پاس بلا لیا اور ''الامان'' کی ادارت ان کے سپرد کردی، ان دنوں تحریکِ پاکستان بڑے زور شور سے جاری تھی، مولانا عبدالواحد نے ''الامان'' اور دیگر جرائد واخبارات میں مضامین لکھے اور شدومد سے نظریۂ پاکستان کی حمایت کی۔قیامِ پاکستان تک دہلی میں رہے، پھر وہاں سے بدایوں اور پھر کراچی آ گئے۔ لالوکھیت میں خاموشی اور گمنامی سے وقت بسر کیا۔کچھ دنوں محکمہ آبادکاری میں ملازم رہے، کئی اسکولوں اور مدرسوں سے متعلق رہے، پنجاب یونیورسٹی کے السنۂ شرقیہ کے ممتحن بھی رہے۔

حضرت مولانا عبدالواحد بدایونی ادبِ عربی کے زبردست فاضل اور میدانِ خطابت کے شعلہ بیان مقرر تھے۔موزوں طبیعت کے مالک تھے، کبھی کبھی نعت اور سلام لکھا کرتے تھے،

الامان دہلی [ص: ۲۷۷] کی ادارت کے زمانے میں ایک کتاب ''اسلامی مساوات''، لکھی تھی جو بہت مقبول ہوئی۔ کراچی میں آپ کے والدِ ماجد کے مریدین اور معتقدین کی خاصی تعداد تھی لیکن آپ نے کبھی ان سے رابطہ نہیں بڑھایا۔ قدرت نے ان کے مزاج میں کمال استغنا ودیعت فرمایا تھا۔

۵ر ذیقعدہ ۱۳۹۵ھ/ ۹ر نومبر ۱۹۷۵ء کو کراچی میں مولانا عبدالواحد عثمانی بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا (۱)۔

پروفیسر محمد ایوب قادری، مکرمی حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''۹ر نومبر ۱۹۷۵ء کو مولانا عبدالواحد عثمانی بدایونی کا انتقال ہو گیا۔ یہ مولانا عبدالماجد بدایونی کے فرزند تھے............ بڑے باپ کے بڑے بیٹے تھے۔ لالوکھیت کوارٹر میں رہے، خاندان، سجادگی اور علم و فضل کو حصولِ تعارف اور اعزاز کا ذریعہ نہیں بنایا، گمنامی میں زندگی گزار دی۔ تقسیم سے پہلے ''الامان'' و'' وحدت'' کے ادارے سے وابستہ تھے، بڑی خوبیوں کے بزرگ اور اپنے اسلاف کے صحیح جانشین تھے۔ مولانا فضل رسول بدایونی کے خاندان میں اب کوئی شخص عربی جاننے والا نہیں رہا۔ یہ آخری رکن تھے۔ دوسو سال سے جس خاندان میں قال اللہ، قال الرسول کا چرچا تھا اب بالکل معدوم ہو گیا (۲)

بدایوں میں اِس وقت حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر بدایونی قدس سرہ کے دو صاحبزادے مولانا عبدالہادی (بڑے صاحبزادے) اور مولانا سالم میاں سجادہ نشین تشریف فرما ہیں جو حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ کے علمی اور روحانی جانشین ہیں۔ [ص: ۲۷۸]

☆☆☆

۱۔ مکتوب پروفیسر محمد ایوب قادری بنام راقم الحروف، محررہ ۱۷ر فروری ۱۹۷۶ء

۲۔ مکتوب پروفیسر محمد ایوب قادری بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری، محررہ ۱۳ر نومبر ۱۹۷۵ء

مردانِ خدا

(طبع چہارم، شوقین بک ڈپو بدایوں، ۱۹۹۸ء)

مولانا ضیا علی خاں اشرفی

حضرت مولانا شاہ عبدالمجید قادری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہ عبدالمجید قدوۂ اہلِ دیں اور شیخ کاملین تھے۔ عبدالمجید نام اور ’’شاہ عین الحق‘‘ خطاب پیرومرشد کا عطا کیا ہوا تھا۔ خاتم الاولیا کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ والد ماجد کا اسمِ گرامی مولوی عبدالحمید تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں تھے۔ مورثِ اعلیٰ کا نام قاضی دانیال قطری تھا۔ ۲۹؍رمضان ۱۱۷۷ھ کو بدایوں مولوی محلّہ میں ولادت ہوئی۔ تاریخی نام ’’ظہوراللہ‘‘ رکھا گیا۔ بحرالعلوم مولانا محمد علی عثمانی سے علوم معقول ومنقول کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا ذوالفقار علی ساکن دیوہ شریف سے بھی اکتساب فیض کیا تھا۔ حضرت خواجہ ابوالفضل شمس الدین سید شاہ آلِ احمد مارہروی عرف اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوکر خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اپنے زمانے کے عالم، فاضل، عارف کامل، متقی و ابرار، شب بیدار، ذاکر و شاغل، صاحبِ تصرف، حاجی حرمین شریفین، فدائے غوث الثقلین بزرگ تھے۔ پیرومرشد اپنے سرناموں میں آپ کو ’’افضل العبید مولوی عبدالمجید‘‘ لکھا کرتے تھے اور فرماتے ’’مولوی عبدالمجید کی ظاہری حالت [ص:۳۰۴] مثل ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہے اور باطن ان کا مثل منصور کے ہے‘‘۔ تصنیف وتالیف کا بھی شوق تھا۔ کئی کتابیں لکھیں۔ مارہرہ شریف زیادہ رہتے تھے۔ پیرو مرشد نے آستانہ برکاتیہ کے مدرسہ کی نظامت آپ کے سپرد کردی تھی۔ منتہی طلبا کو درس بھی دیتے تھے۔ پیرومرشد کے وصال کے بعد بدایوں چلے آئے تھے۔ عمر کے آخری حصے میں مسجد خرما کے شمالی حجرے میں گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ آپ کی ذاتِ بابرکات سے بے شمار خلائق نے راہِ ہدایت پائی۔ ایک مرتبہ مخصوص احباب کے ساتھ پیرومرشد کے عرس میں شرکت کی غرض سے مارہرہ شریف جارہے تھے۔ اس زمانے میں ریل گاڑی یا موٹر بسیں نہ تھیں۔ پیدل یا بیل گاڑی وغیرہ سے راہِ سفر طے کی جاتی تھی۔ چنانچہ جب آپ کی بہلی قصبہ قادر گنج پہنچی تو کسی نے کہا یہاں حضرت اچھے میاں کے خلیفہ حضرت شہاب الدین مست عرف ریتا شاہ مجذوب گنگا کے کنارے

مڈھی میں رہتے ہیں۔آپ نے فرمایا'' سنا ہے خلافِ شرع امور کا ارتکاب کرتے ہیں''۔ساتھیوں میں سے کوئی بولا وہاں تو ہر وقت بھنگڑی، فقرا کا میلہ لگا رہتا ہے، چرس اور سلفے کے دم لگتے ہیں، بھنگ اور شراب خوب پی جاتی ہے۔آپ نے فرمایا'' چلو آج ہم بھی ان کا تماشا دیکھیں گے''۔ جب مڈھی پر پہنچے تو دیکھا بادہ کش فقرا کے حلقے میں میاں ریتا شاہ ساقی بنے بیٹھے ہیں اور تاڑی کا دور چل رہا ہے۔آپ کو دیکھتے ہی میاں ریتا شاہ سٹ پٹا گئے اور سر جھکا کر بیٹھ گئے۔آپ نے ان کا سر اپنے دستِ مبارک سے اوپر اٹھایا اور چلا کر کہا'' ریتا شاہ کیا کر رہے؟'' ریتا شاہ بولے '' دودھوا پلا رہا تھا مولوی''۔آپ نے فرمایا'' دودھوا نہیں ہے تاڑی ہے''۔میاں ریتا شاہ چونکہ صاحب تصرف تھے، اس لیے آپ کو دکھانے کی غرض سے فوراً ہی گھڑے[ص:۳۰۵] میں کی رفیق شئے آبخورے میں لوٹنے لگے مگر ماہیت قلب نہ ہوئی، تاڑی ہی نکلی۔تب انھوں نے سرنگوں ہو کر کہا'' مولوی تھا تو دودھ مگر تم نے تاڑی کر دی''۔آپ نے فرمایا'' تم فقیر ہو کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہو، یہ اچھی بات نہیں ہے، آئندہ احتیاط رکھنا''۔آپ کے پیٹھ پھیرتے ہی میاں ریتا شاہ نے شراب اور تاڑی کے تمام گھڑے مٹکے زمین پر دے مارے تھے اور ایک کوری ٹھلیا میں گنگا کا پانی بھر کر تھوڑا ریتا گھول کر مڈھی پر لے آئے تھے۔حاضرین کو مخاطب کر کے کہا تھا آج سے ہم تم لوگوں کو شربت پلایا کریں گے۔چنانچہ اس دن کے بعد تادم واپسی انہوں نے لوگوں کو شربت ہی پلایا۔مولانا شاہ عبدالمجید قادری کے ارشد تلامذہ میں حضرت سیدنا شاہ آل رسول مارہروی اور حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کشفیؔ کانپوری ہیں۔آپ کے خلفائے گرامی میں مولانا محمد مکی، میاں مستان شاہ کمبل پوش اجمیری، مولانا شیخ مصلح الدین فتح پوری اور مولانا شاہ فضل رسول بدایونی خاص طور پر قابل تذکرہ ہیں۔۱۷ محرم ۱۲۶۳ھ شب سہ شنبہ کو وصال ہوا۔نمازِ جنازہ مولانا شاہ فضل رسول صاحب نے پڑھائی تھی۔

قطعہ تاریخ وصال از مفتی سعداللہ آشفتہؔ مرادآبادی

جناب مقدس شہ کاملیں — امام ہدیٰ قدوۂ اہل دیں
بعلم و عمل یادگار سلف — ز فیضش منور دلِ عارفیں

شہ اولیا شاہِ عبدالمجید	خدایش دہد جنت و حور عیں
بماہِ محرم شب ہفت و دہم	بسوئے جناں شدعزیمت گزیں
رقم کرد آشفتہ تاریخ آں	کہ گردیدہ واصل بخلد بریں

[ص:۳۰۶]

مزارشریف بیرون شہر جانب غرب ایک عالیشان درگاہ کے اندر پتھر کا بنا ہے۔سنگ مزار پر درودشریف اور''مدفن خاتم اولیا'' کندہ ہے۔شرقی پہلو میں آپ کی اہلیہ مدفون ہیں۔گوشہ شمال مشرق میں میاں حبیب اللہ شاہ قادری کا مزار ہے۔ان کے شرقی پہلو میں حاجی عبدالرحیم قادری مدفون ہیں۔[ص:۳۰۷]

☆☆☆

حضرت مولانا شاہ فضل رسول رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہ فضل رسول مقتدائے اہلِ معرفت اور پیشوائے اہل تمکین تھے۔ حضرت اچھے میاں صاحب نے آپ کا نام ''فضل رسول'' رکھا تھا۔ علما [ص:۳۱۷] میں مولانا سیف اللہ المسلول اور عرفا میں شاہ معین الحق مشہور تھے۔ شہر کے لوگ ''بڑے مولوی صاحب'' کے نام سے یاد کرتے تھے۔ ماہ صفر ۱۲۱۳ھ میں بمقام بدایوں محلّہ مولوی ٹولہ پیدا ہوئے۔ تاریخی نام ''ظہور محمدی'' رکھا گیا تھا۔ والد ماجد کا اسمِ گرامی مولانا شاہ عبدالمجید قادری تھا۔ ابتدائی تعلیم صرف ونحو کی اپنے جدامجد حضرت مولانا عبدالحمید سے حاصل کی۔ بارہ سال کی عمر میں لکھنؤ پہنچ کر حضرت مولانا نورالحق فرنگی محلی کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا تھا۔ مدینہ منورہ جا کر حضرت مولانا محمد عابد مدنی سے تفسیر کی اور مکہ معظّمہ جا کر حضرت مولانا عبداللہ سراج مکی سے حدیث کی اسناد حاصل کی تھیں۔ تصوف کی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھی تھیں۔ دھول پور جا کر حکیم سید ببر علی رضوی موہانی سے طب کی تکمیل کی تھی۔ مرید وخلیفہ اپنے پدر عالی قدر کے تھے۔ ان کے وصال کے بعد صاحب سجادہ ہوئے۔ حضرت سلطان العارفین صاحب☆ کے آستانے پر چلہ کشی کر کے فیضِ روحانی حاصل کیا تھا۔ عالم رویا میں ان کے دیدار سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں بھی چلہ کشی کی تھی۔ اس آستانے سے بھی آپ کو حصولِ فیوض و برکات ہوا تھا۔ عالم وفاضل، عابد وزاہد، عالی حوصلہ، بلند خیال، ولی روزگار تھے۔ کچھ دنوں ظاہری طور پر خدمت خلق میں مصروف رہ کر کلکٹری بدایوں میں سرشتہ داری کے فرائض انجام دیے۔ بعد ازاں علائق دنیوی ترک کر کے سلسلہ رشد وہدایت جاری کر دیا تھا۔ طے الارض کے عامل تھے۔ متعدد حج کیے تھے۔ کئی بار اسلامی ممالک کی سیاحت کی تھی۔ بے شمار اشخاص کو دولتِ اسلام سے مالا مال کیا۔ بکثرت اشخاص عرب وعجم میں آپ کے مرید تھے۔ بلاد اسلامیہ کے تمام مشائخ کرام اور علمائے عظام نے [ص:۳۱۸] آپ کو شریعت وطریقت میں اپنے وقت کا امام تسلیم کر لیا تھا۔

☆ حضرت سلطان العارفین کا نام حسن تھا، شیخ شاہی، روشن ضمیر القابات ہیں، عرف عام میں بڑے سرکار کے لقب سے مشہور ہیں، ۶۳۲ھ/ ۱۲۳۵ء کو وصال فرمایا، مزار مبارک بدایوں میں سوت ندی کے پاس واقع ہے اور مرجع خلائق ہے۔ (عبدالعلیم)

حنفی مسلک کے جید عالم تھے۔ وہابیوں کے سخت مخالف تھے۔ متعدد کتابیں ان کے خلاف تصنیف کی تھیں۔ پیغمبر خدا ﷺ کی زیارت سے کئی بار مشرف ہوئے تھے۔ ایک بار قیام بغداد کے دوران عالمِ واقعہ میں حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیدار سے بھی مشرف ہوئے تھے اور معانقہ سے سرفراز کیے گئے تھے۔ حیدرآباد کے دورانِ قیام رجال الغیب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ ۱۲۷۸ھ میں بغداد شریف کے صاحبِ سجادہ نقیب الاشراف مولانا سید علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا تبحر علمی دیکھ کر اپنے فرزند حضرت پیر سید سلیمان بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو بغرض تعلیم آپ کے سپرد کیا تھا۔ صاحبِ کرامت وخوارق عادات تھے۔ ۲؍جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ کو وصال ہوا۔ مزار شریف درگاہ مجیدیہ کی جدید عمارت میں سنگ مرمر کا بنا ہے۔ غربی پہلو میں آپ کے چھوٹے فرزند حضرت مولانا شاہ عبدالقادر کا مزار ہے۔ ان کے غربی پہلو میں حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر کا مزار ہے۔ ان کے غربی پہلو میں حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر کا مزار ہے۔ آپ مولانا شاہ فضلِ رسول کے مزار سے جانب شرق میاں عبداللہ شاہ مدفون ہیں۔ ان کے شرقی پہلو میں مولانا نور احمد عثمانی آرام فرما ہیں۔ شعر وسخن سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ مستؔ تخلص فرماتے تھے۔ آپ کے وصال کی تاریخ چودھری سعید الدین سعیدؔ رئیس کھیڑہ بزرگ نے صنعت رعنا میں لکھی تھی جس کے الفاظ منقوط اور غیر منقوط کے اعداد سے علیحدہ علیحدہ ۱۲۸۹ھ نکلتی ہے، ملاحظہ ہو: [ص:۳۱۹]

صنعتِ رعنا میں لکھ ہجری کی تاریخیں سعیدؔ   صدرا کرم بدر عز فضل رسول مست دل

ایک مرتبہ بہادر شاہ ظفر ایسے علیل ہوئے کہ زندگی کی توقع نہ رہی۔ جب شاہی اطبا علاج سے قاصر ہو گئے، آپ کو بلایا گیا۔ آپ نے بادشاہ کا علاج کیا تھا اور خداوند تعالیٰ کے حکم سے وہ صحت یاب ہو گئے تھے۔ اس کے صلے میں بادشاہ نے آپ کو موئے مبارک رسول مقبول ﷺ دیا تھا جو ایک ہاتھی پر دہلی سے بدایوں لایا گیا تھا۔ راستے میں ٹول کا فرش بچھایا گیا تھا۔ وہ موئے مبارک اب تک قادری درگاہ کے تبرکات میں ہے اور حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر زائرین کو اس کی اس کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ [ص:۳۲۰]

☆☆☆

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہ عبدالقادر کا نام ہندوستان کے اُن جلیل القدر علما میں سرِ ورق لکھا جاتا ہے جنھوں نے ردِّ وہابیت میں سرگرم کوشش کی ہے۔ تصنیف وتالیف کا بھی شوق تھا۔ متعدد کتابیں ردِّ وہابیت میں لکھی تھیں۔ اپنے وقت کے امام تھے۔ گروہِ علما میں امام اہل سنت، محبِّ رسول اوراعلیٰ حضرت تاج الفحول مشہور تھے۔ شہر کے لوگ تعظیماً ''بڑے مولوی صاحب'' کے نام سے یاد کرتے تھے۔ والد ماجد کا اسمِ گرامی سیف اللہ المسلول شاہ معین الحق حضرت مولانا فضل رسول تھا۔ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں تھے۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ قاضی دانیال قطری سلطان محمد غوری کی سپاہ میں قاضی عسکری رہے تھے۔ قطب الدین ایبک کے ہمراہ بدایوں تشریف لائے تھے۔ آپ کا خاندان بدایوں کے ذی علم، عالی نسب، حامیٔ دین اور باوقار خاندانوں میں ہے۔ سلسلۂ نسب درج ذیل ہے۔

مولانا شاہ عبدالقادر بن مولانا شاہ فضلِ رسول بن مولانا شاہ عبدالمجید قادری بن مولانا عبدالحمید بن مولوی محمد سعید بن مولوی محمد شریف بن مولانا محمد شفیع بن شیخ مصطفیٰ بن مولانا عبدالغفور بن شیخ عزیز اللہ بن شیخ کریم الدین بن شیخ محمد بن شیخ معروف بن شیخ مودود بن شیخ عبدالشکور بن شیخ راجی دیوبندی بن شیخ سعید الدین بن قاضی رکن الدین المخاطب بہ قاضی شمس الدین عثمانی بن قاضی دانیال قطری بن شیخ حاجی شہید بن شیخ ابراہیم بن شیخ اسحٰق بن شیخ عبدالکریم ثانی بن محمد شریف بن شیخ نور اللہ بن شیخ عبدالحق بن شیخ محمد فردوس بن شیخ انیس محمد بن شیخ محمد رافع بن شیخ عبدالکریم [ص: ۳۴۰] بن شیخ عبدالرحیم بن شیخ عبدالرحمٰن بن شیخ آبان مدنی بن امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا ومولانا حضرت عثمان بن عفان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

۱۷/ رجب المرجب ۱۲۵۳ھ کو بدایوں مولوی محلّہ میں ولادت ہوئی۔ تاریخی نام ''مظہر حق'' رکھا گیا تھا۔ بدایوں میں رہ کر مولانا نور احمد عثمانی سے تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مولانا فضل حق خیرآبادی کی خدمت میں پہنچ کر زانوئے تلمذ تہ کیا۔ مکہ شریف جا کر امام المحدثین حضرت مولانا

جمال عمر مکی سے حدیث کی سند دینے کی اجازت حاصل کی تھی۔ خانوادۂ قادریہ میں اپنے پدر عالی قدر کے مرید وخلیفہ تھے۔ ان کے وصال کے بعد صاحب سجادہ ہوئے۔ اعلیٰ حضرت، مجدد ملت، امام اہل سنت، مفتی اعظم، مولانا مولوی احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے خصوصی تعلقات رہے تھے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اکثر آپ سے ملنے بدایوں تشریف لاتے تھے۔ آپ ہی نے ان کو مارہرہ شریف لے جا کر حضرت شاہ سید آلِ رسول رحمۃ اللہ علیہ کا مرید کرایا تھا۔ عالم باعمل، حامل زہد وتقویٰ، صاحب کرامت بزرگ تھے۔ حج کے سفر کے دوران بخاری شریف کا اس قدر ورد کیا تھا کہ قریب قریب حفظ ہوگئی تھی۔ حافظِ قرآن بھی تھے۔ ہنگامِ طفولیت کبھی سیر وتماشا خلافِ شرع کی طرف رغبت نہ فرمائی، نہ کبھی تعزیے دیکھنے گئے، بے شمار اشخاص آپ کے مرید تھے۔ دربار غوثیت میں حضوری کا شرف حاصل تھا۔ [ص:۳۴۱] مکہ معظّمہ میں آپ کو تجلیات باری کا دیدار ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ مدحیہ آپ کی شان میں لکھا ہے، جس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

زبدۃ الاتقیا محبّ رسول — عمدۃ الازکیا محبّ رسول
آج قائم ہے دم قدم سے ترے — دین حق کی بنا محبّ رسول
مصطفیٰ کا ہوا خدا کا ہوا — اب جو تیرا ہوا محبّ رسول
بزم احزاب ندوہ کا سہرا — تیرے ماتھے رہا محبّ رسول
رفض وتفضیل و ندویت کا گلا — تیرے ہاتھوں کٹا محبّ رسول
مورث فضل و مجد آبا ہو — وارث الانبیا محبّ رسول
تجھ پہ فضل رسول کا سایہ — مجھ پہ سایہ ترا محبّ رسول
اور تو اور شیخ تجھ سے ملا — اس سے بڑھ کر ہے کیا محبّ رسول
اس کے در تک رسائی تجھ سے ملی — تو ہوا رہنما محبّ رسول
مجھ پہ لازم ہے تیرا شکر نعم — مجھ پہ لازم دعا محبّ رسول
مَیں بھی دیکھوں جو تو نے دیکھا ہے — روز سعی صفا محبّ رسول

صفا مروہ پہ تو نے جو دیکھا　　　　وہ مجھے بھی دکھا محبّ رسول

۱۷؍جمادی الاول ۱۳۱۹ھ تاریخ وصال ہے۔ ۱۸؍جمادی الاول کو دفن کیے گئے تھے۔
حضرت جلیل مانک پوری نے قطعۂ تاریخ وصال لکھا تھا ؎

عبد قادر فدائے غوث وریٰ
وا دریغا ز خلق رخصت شد
پئے سال وفات گفت جلیلؔ
کامل عصر قطب جنت شد
۱۳۱۹ھ

مزاراقدس قادری درگاہ شریف میں ہے۔[ص:۳۴۲]

☆☆☆

حضرت مولانا عبدالقیوم رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبدالقیوم شہید بن حافظ مولوی محمد مرید جیلانی بن مولانا محی الدین بن مولانا شاہ فضلِ رسول رحمۃ اللہ علیہ بدایوں کے جلیل القدر علما میں تھے۔ ماہ شوال ۱۲۸۳ھ میں بدایوں محلّہ مولوی ٹولہ میں آپ کی ولادت ہوئی تھی۔ یہیں نشو ونما پائی اور مولانا شاہ عبدالقادر محبّ رسول سے علومِ دین کی تعلیم حاصل کی۔ طب کی تعلیم حکیم سراج الحق بدایونی سے اور حکیم عبدالحمید خاں دہلوی ☆ سے حاصل کی تھی۔ حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ علاوہ ازیں تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر محبّ رسول رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اجازت حاصل کی تھی۔ حج بیت اللہ سے مشرف ہونے کے بعد ۱۱رصفر ۱۳۱۷ھ کو مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا افتتاح کیا۔ عالم و فاضل، عابد و [ص: ۳۳۸] زاہد، امور شرع سے دلچسپی رکھنے والے زبردست نقار تھے۔ گروہ غیر مقلدین کے سخت خلاف رہے۔ مجلس علمائے اہل سنت کے سرگرم کارکن اور روح رواں تھے۔ ردِّ وہابیت میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ ذکر شہادت اور فضائل اہلِ بیت بیان کرنے میں خاص ملکہ تھا۔ بعض اوقات مجلسِ عزا عرصۂ کربلا بن جاتی تھی۔ خود بھی روتے تھے اور دوسروں کو بے اختیار رُلاتے تھے۔ مدرسہ حنفیہ پٹنہ کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے جا رہے تھے۔ دارا نگر اسٹیشن پر ریل گاڑی کے حادثے میں زخمی ہوئے اور ۱۴ررجب شب پنجشنبہ ۱۳۱۸ھ کو بمقام پٹنہ جامِ شہادت نوش فرمایا۔ وہیں غسل دے کر قطب بہار سید العرفا حضرت مولانا سید شاہ امین احمد منیری نے نمازِ جنازہ پڑھائی تھی۔ ۱۷ررجب کو اسپیشل ٹرین کے ذریعے لاش بدایوں لائی گئی۔ مزار شریف درگاہ قادری میں پختہ واقع ہے۔ مولانا حسن رضا خاں بریلوی نے قطعۂ تاریخ وفات لکھا تھا ؎

عالمِ کامل، طبیبِ نامدار　　　عبد قیوم آں وحید روزگار
از شہادت مرتبہ اعلیٰ گرفت　　　روح پاکش رفت در دارالقرار

☆ حکیم شہید نے طب کی تحصیل حاذق الملک حکیم ابوسعید عبدالمجید خاں دہلوی سے کی تھی۔ (عبدالعلیم)

ماتمی از فوتِ او اہلِ جہاں　　　نوحہ خواں اندر فراقش روزگار
تابکہ ایں گریہ نالہ تا بکہ　　　تابکہ باشی حسؔن تو اشک بار
صبر کن تاریخ رحلت خوش نویس
شد بجنت عالمِ عالی وقار
۱۳　ھ　۱۸

[ص:۳۳۹]

☆☆☆

حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے جد امجد حضرت سیف اللہ المسلول نے آپ کا نام محمد عبدالمقتدر رکھا تھا۔ عرف عام میں ''مطیع الرسول'' اور گروہ علما میں '' سرکار صاحب الاقتدار'' کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ عوام میں '' بڑے مولانا صاحب'' مشہور تھے۔ والد ماجد کا اسمِ گرامی تاج الفحول حضرت مولانا شاہ عبدالقادر تھا۔ ۱۱ر جمادی الآخر ۱۲۸۳ھ کو بدایوں مولوی محلّہ میں آپ کی ولادت ہوئی تھی۔ تاریخی نام ''غلام پیر'' رکھا گیا تھا۔ چھ سال کی عمر تک اپنے دادا کی آغوشِ تربیت میں نشو و نما پائی۔ اس کے بعد استاذ العلما مولانا نور احمد عثانی سے نیز اپنے والد بزرگوار سے علومِ دینی اور دنیوی کی تعلیم حاصل کی۔ مرید و خلیفہ اور صاحب سجادہ اپنے والد محترم کے تھے۔ شجرۂ طریقت درج ذیل ہے۔ مولانا شاہ عبدالمقتدر مرید و خلیفہ مولانا شاہ عبدالقادر مرید و خلیفہ مولانا شاہ فضل رسول مرید و خلیفہ مولانا شاہ عبدالمجید قادری مرید و خلیفہ خواجہ شمس الدین ابوالفضل حضرت مولانا سید شاہ آلِ احمد مارہروی عرف اچھے میاں مرید و خلیفہ مولانا سید شاہ حمزہ مرید و خلیفہ شاہ آل محمد مرید و خلیفہ سید شاہ برکت اللہ مرید و خلیفہ سید شاہ فضل اللہ مرید و خلیفہ شاہ سید احمد مرید و خلیفہ شاہ سید محمد مرید و خلیفہ شیخ جمال الاولیا مرید و خلیفہ قاضی ضیاء الدین شیخ جیا مرید و خلیفہ شیخ محمد بھکاری مرید و خلیفہ سید ابراہیم ایرجی مرید و خلیفہ سید بہاؤ الدین مرید و خلیفہ سید احمد جیلانی مرید و خلیفہ مولانا سید حسن مرید و خلیفہ مولانا سید موسیٰ مرید و خلیفہ مولانا سید علی مرید و خلیفہ مولانا سید محی الدین مرید و خلیفہ مولانا سید ابی صالح مرید و[ص: ۳۵۰] خلیفہ مولانا سید عبدالرزاق مرید و خلیفہ غوث الاعظم حضرت عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی مرید و خلیفہ شیخ ابی سعد مبارک المخزومی مرید و خلیفہ شیخ ابوالحسن ہنکاری مرید و خلیفہ شیخ ابوالفرح طرطوسی مرید و خلیفہ شیخ عبدالواحد تمیمی مرید و خلیفہ شیخ ابوبکر شبلی مرید و خلیفہ شیخ جنید بغدادی مرید و خلیفہ شیخ سری سقطی مرید و خلیفہ شیخ معروف کرخی مرید و خلیفہ امام علی رضا مرید و خلیفہ امام موسیٰ کاظم مرید و خلیفہ امام جعفر صادق مرید و خلیفہ امام محمد باقر مرید و خلیفہ امام زین العابدین مرید و خلیفہ سید الشہدا امام حسین علیہ السلام مرید و خلیفہ

امیر المومنین امام المتقین خلیفۃ المسلمین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ مرید و خلیفہ خاتم النبین سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ۔

آپ کے فضائل و خصائص احاطہ تحریر میں لانا محال ہیں۔ بچپن ہی سے طبیعت زہد و اتقا کی طرف مائل تھی۔ عبادت و ریاضت میں زیادہ وقت صرف کرتے تھے۔ مرد بزرگ اور درویش کامل تھے۔ روحانی قوت بہت تھی، پوشاک بہت معمولی پہنتے تھے اور غذا نہایت سادہ استعمال کرتے تھے۔ اپنے بزرگوار کا بے حد ادب کرتے تھے۔ کبھی نظر ملا کر گفتگو نہ کی۔ وعظ بہت فرماتے تھے، اوائل عمری میں آپ کے مواعظ حسنہ رنگینی الفاظ اور فراوانی جذبات سے مملو ہوتے تھے۔ بعد میں سلاست اور سادگی اختیار کر لی تھی۔ بزرگانِ طریقت کے نقشِ قدم پر چلتے تھے۔ دو مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے۔ ایک بار اماکن متبرکہ کی زیارت کے سلسلے میں بغداد شریف نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ تشریف لے گئے تھے۔ نہایت نیک طینت، خدا ترس بزرگ تھے۔ بے شمار اشخاص آپ کے مرید ہوئے۔ بیسوں کو دولتِ فقر [ص:۳۵۱] سے نوازا۔ حضرت مولانا عبدالماجد بدایونی اور حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر آپ کے خلفائے گرامی تھے۔ متعدد اشخاص کو درس دے کر سند الفراغ عطا کی۔ حضرت مولانا شاہ سید محمد کچھوچھوی محدث اعظم نے بھی آپ کے روبرو حدیث شریف کا دور کر کے سند حاصل کی تھی۔ ۲۵؍محرم ۱۳۳۴ھ کو وقت فجر بحالت نماز عین سجدے میں جاں بحق تسلیم ہوئے۔ مزار اقدس درگاہ شریف میں ہے۔ [ص:۳۵۲]

☆☆☆

حضرت مولانا عبدالماجد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبدالقیوم کے خلف اکبر اور مولانا عبدالحامد بدایونی (۱) مہاجر پاکستان کے بڑے بھائی، مولانا عبدالماجد بدایوں کے مشہور ومعروف عثمانی خاندان کے ممتاز فرد تھے۔ ۴؍شعبان ۱۳۰۴ھ کو بدایوں مولوی محلّہ میں ولادت ہوئی تھی۔ ''منظورِ حق'' تاریخی نام رکھا گیا تھا، چودہ سال کی عمر میں سایۂ پدری سر سے اُٹھ گیا تھا۔ تاج الفحول حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محبّ رسول کے تربیت [ص: ۳۵۷] یافتہ تھے۔ بدایوں مدرسہ قادریہ میں مولوی عبدالمجید آنولوی (۲)، حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر قادری، مولانا محبّ احمد قادری اور مولوی محمد ابراہیم بدایونی سے علوم رسمی وحقیقی کی تعلیم حاصل کی تھی۔ ۱۳۲۰ھ میں دستار بندی کی فضیلت سے سرفراز ہوئے تھے۔ بعد ازاں دہلی جا کر حکیم غلام رضا خاں اور حکیم عبدالرشید سے طب کی تعلیم حاصل کی تھی۔ سرکار صاحب الاقتدار حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر قادری مطیع الرسول کے مرید ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ ملی اور ملکی تحریکات کے سرگرم کارکن رہے۔ بدایوں کی مایۂ ناز ہستیوں میں آپ کا شمار تھا۔ عراق اور حجاز میں سیاحی کی تھی، بغداد شریف اور مدینہ طیبہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے۔ پنڈت موتی لال نہرو، مسیح الملک حکیم اجمل خاں، مولانا محمد علی جوہر اور مہاتما گاندھی سے خصوصی تعلقات تھے۔ ان کے ساتھ تمام ہندوستان کا دورہ کیا۔ خلافت کمیٹی اور آل انڈیا نیشنل کانگریس کے ممتاز رکن رہے۔ عالم وفاضل، صاحبِ وجد وحال، اہل ذوق وشوق، متوکل، فدائے ملت، حاملِ شریعت اور منجملہ اربابِ طریقت تھے۔ شعر وسخن سے بھی رغبت تھی۔ منظورؔ تخلص تھا، نثر ونظم دونوں شعبوں میں طبع آزمائی فرماتے تھے۔ تقریر بے نظیر کرتے تھے، دورانِ

۱۔ مولانا عبدالحامد بدایونی ۱۳۱۸ھ میں بمقام دہلی پیدا ہوئے تھے۔ مولانا عبدالقدیر صاحب ودیگر علمائے عصر سے تعلیم حاصل کی تھی۔ ہندوستان کے جلیل القدر علما میں تھے۔ تحریکِ خلافت اور آل انڈیا مسلم لیگ کے ممتاز رکن رہے۔ آزادی کے بعد ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے تھے۔ کراچی میں بود وباش تھی۔ پاکستان کے ذی اقتدار لوگوں میں تھے۔ ۲۱؍جولائی ۱۹۷۰ء کو وصال ہوا۔ قطب المشائخ حضرت مولانا سید محمد مختار اشرف کچھوچھوی نے نمازِ جنازہ پڑھائی تھی۔

۲۔ مولوی عبدالمجید آنولوی کا وصال ۱۳۶۱ھ میں ہوا تھا۔ حضرت شاہ ابوالعلا صاحب کی درگاہ واقع آگرہ میں دفن ہیں۔

تقریر عمامے کے بل کھل جاتے تھے اور عبا کے دامن ہوا میں لہرانے لگتے۔ سامعین پر عجیب وغریب کیفیات طاری ہوجاتی تھیں۔ جلسہ کشت زعفران بن جاتا اور کبھی مجلسِ عزا، کبھی قہقہے بلند ہوتے اور کبھی آہ و بکا کا شور اُٹھتا تھا[ص:۳۵۸]۔ ۱۳۵۰ھ میں آل انڈیا مسلم کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لکھنؤ تشریف لے گئے تھے۔ راجا صاحب سلیم پور کے مہمان تھے۔ وہیں اچانک طبیعت علیل ہوگئی۔ دست و قے کے سبب ضعف ونقاہت ایک دم بڑھ گئی اور ۳؍شعبان ۱۳۵۰ھ کو مطابق ۱۴؍دسمبر ۱۹۳۱ء واصل بحق ہوئے۔

آپ کے فرزندار جمند مولانا عبدالواحد عثمانی آپ کے ساتھ تھے۔ موٹر کے ذریعے نعش بدایوں لائی گئی تھی۔ تقریر کے اختتام پر شہادت کی دعا مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی۔ نہلا کفنا کر جنازہ جب تیار ہوا تو چند قطرے لہو کے ناک سے جاری ہوئے اور پھر جنازہ قبر میں اُتارتے وقت تک تازہ خون اُبھن اُبھن کر نتھنوں سے بہتا رہا تھا۔ عیدگاہ شمسی میں حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی تھی۔ درگاہ قادری کے جنوبی دالان میں پیرومرشد کے پائیں آرام فرما رہے ہیں۔ اسی دالان کے اندر جانب شرق آپ کے والد آسودہ ہیں۔[ص:۳۵۹]

☆☆☆

مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر رحمۃ اللہ علیہ

مولانا شاہ عبدالقدیر کے والد کا اسمِ گرامی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر محبّ رسول تھا اور دادا کا نامِ نامی سیف اللہ المسلول حضرت مولانا شاہ فضلِ رسول تھا۔ ۱۲۸۳ھ میں سرکار صاحب الاقتدار کی ولادت کے وقت حضرت سیف اللہ المسلول نے حضرت تاج الفحول کو ایک اور فرزند کی بشارت دی تھی اور یہ بھی فرمایا تھا ان صاحبزادے کا نام ''محمد عبدالقدیر'' رکھنا۔ چنانچہ ۱۱؍شوال ۱۳۱۱ھ کو آپ کی ولادت پر تاریخی نام ''عاشق الرسول محمد عبدالقدیر'' رکھا گیا تھا۔ امام العلما اور شیخ المشائخ کے القاب سے یاد کیے جاتے تھے۔ طفولیت ہی میں سایۂ پدری سر سے اُٹھ گیا تھا۔ شفیق بھائی کے سایۂ عاطفت میں تعلیم و تربیت پائی۔ مولانا محبّ احمد قادری بدایونی کے روبرو زانوئے تلمذ تہ کیا تھا۔ اس کے بعد ریاست ٹونک جا کر مولانا برکات احمد (ا) سے تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں رام پور جا کر مولانا سید عبدالعزیز سے تکملہ علوم کیا اور سند الفراغ حاصل کی۔ اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر سرکار صاحب الاقتدار کے مرید ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ کئی بار بصرہ، بغداد شریف، کربلائے معلیٰ، کوفہ، نجف اشرف، توریج، موصل، کرکوک، حما شریف، زبیریہ، اعظمیہ اور مسیّب جا کر اماکن متبرکہ کی زیارت کی تھی۔ دو مرتبہ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ نبوی سے مشرف ہوئے تھے۔ ۱۳۴۳ھ میں خانہ کعبہ کے اندر غسل میں شرکت کی تھی۔ حرم نبوی اور روضۂ مطہر کی خلوت خاص میں باریاب ہوئے تھے۔ دو مرتبہ فلسطین کا دورہ کیا تھا۔ پہلی مرتبہ مفتی اعظم فلسطین کے بے حد اصرار پر آپ نے مسجد اقصیٰ میں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔ جس زمانے میں فرنگیوں کی شہ پر اہلِ نجد نے حجاز پر حملہ کیا تھا، آپ وہیں موجود تھے، شریف حسین والی مکہ کا دورِ حکومت آپ کی موجودگی میں ختم ہوا تھا۔ برطانوی افواج کے ہاتھوں حجاز کے مقدس مقامات کی بے حرمتی دیکھ کر آپ فرنگیوں سے بدظن ہو گئے تھے۔ وطن واپس آ کر تحریکِ خلافت میں شریک ہو گئے تھے اور کھدر پوشی اختیار کر لی تھی۔

ا۔ مولانا سید برکات احمد ٹونکی کا وصال یکم ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کو ہوا تھا۔

انگریزوں کی دست درازیاں دیکھ کر لاہور میں کل ہند کانفرنس بلائی تھی اور خطبہ صدارت پڑھا تھا۔ مسجد شہید گنج کی واپسی کے لیے حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے دوش بدوش رہے۔ ۱۳۴۸ھ میں شہر یار دکن نواب میر عثمان علی خاں نے آپ کو ریاست کے مفتی اعظم کا عہدہ تفویض کیا تھا۔ جب انگریزوں نے عرب اکثریت کا فلسطین میں توازن برباد کرنے کی غرض سے ارض مقدس میں باہر سے لاکر یہودیوں کو آباد کرنا شروع کیا تو آپ نے دوبارہ شام و فلسطین کا دورہ کیا۔ یہ دورہ آپ کا فلسطینی حکومت کے قیام سے قبل ہوا تھا۔ دوسری بار جب آپ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے تو سلطان [ص:۳٦۵] ابن سعود نے آپ کو اپنے دربار میں بہر ملاقات بلایا تھا۔ دوران گفتگو بات حکومت کے نظم و نسق تک پہنچ گئی تھی۔ ابن سعود نے سوال کیا تھا ''سعودی آئین اور سعودی حکومت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟''، آپ نے نہایت بے باکی سے جواب دیا تھا ''سعودی حکومت اور سعودی آئین کسی طرح بھی حجاج بن یوسف کی حکومت اور اس کے آئین سے کم نہیں''۔ یہ سنتے ہی سلطان کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا مگر کچھ سوچ کر یہی کہتے بنی تھی کہ ''مجھے آپ کی جسارت پر حیرت بھی ہے اور خوشی بھی، آپ کی صاف گوئی کی قدر کرتا ہوں''، چلتے وقت خلعت اور تحائف پیش کیے تھے مگر آپ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور یہ کہتے ہوئے چلے آئے تھے ''میں شاہِ دکن کے دربار کا مفتی اعظم ہوں، آپ کی خلعت پہن کر ان کے دربار میں جانا نہ صرف میرے لیے باعثِ شرم ہوگا بلکہ اعلیٰ حضرت نظام دکن کی بھی توہین ہوگی''۔ سلطان کو یہ بات سخت ناگوار ہوئی تھی مگر زبان سے کچھ نہ کہا تھا، خفت مٹانے کی غرض سے بضد ہو کر ایک خوبصورت گھڑی بطور یادگار آپ کو دے دی تھی، لیکن ساتھ ہی ساتھ ایک گشتی حکم بھی اس امر کا نافذ کر دیا تھا کہ آج کی تاریخ سے مولانا عبدالقدیر کا داخلہ سعودی عرب میں ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس تاریخ کے بعد آپ حج بیت اللہ نہ جا سکے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاص عقیدت رکھتے تھے۔ ان کے نام کے ہی شیدائی نہ تھے بلکہ ہر سال بغداد شریف جا کر مزار اقدس کی زیارت بھی کرتے تھے۔ ۴۵ر بار بغداد شریف گئے تھے۔ وہاں سے فیض عظیم پایا تھا۔ رسمِ غلاف پوشی اپنے دست مبارک سے ادا کرتے تھے۔ ایک بار حضور غوث پاک کے دیدار مبارک سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ نہایت عابد و زاہد، شب بیدار، حاجی حرمین شریفین، بے باک نڈر، عالم و فاضل، عشق و محبت میں [ص:۳٦٦]

سرشار، واقف رموز پروردگار تھے۔ ہمہ اوقات ذکر وشغل میں مصروف رہتے۔ اپنی ظاہری حالت میں باطن کو چھپائے رہتے، قطب المشائخ تھے۔ کسی شخص کو اپنی زبان سے برا نہیں کہا۔ دینی امور کے ساتھ ساتھ دنیوی امور کی انجام دہی بھی کرتے تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ قادریہ کے منتہی طلبا کو درس دیتے تھے اور وعظ بھی فرماتے تھے۔ وعظ میں استدلال کا رنگ ہوتا تھا۔ کسی طالب علم کو کتاب ہاتھ میں لے کر درس نہیں دیا۔ جو عبارت اس نے پڑھی اس کا مطلب فوراً اس طرح بیان کیا گویا یہ مفہوم آپ کے ذہن میں پیشتر سے تھا۔ شیخ کے وصال کے بعد مسند سجادگی کو رونق بخشی۔ حلقہ مریدین بہت وسیع تھا۔ سترہ سال حیدرآباد میں مفتیٔ اعظم رہے۔ دولت آصفیہ سے مبلغ ایک ہزار پانچ سو روپیہ ماہانہ تنخواہ ملتی تھی۔ پولیس ایکشن کے بعد جب ریاست بھارت سرکار میں ضم ہوگئی تو آپ کو مبلغ دو سو پچاس روپئے ماہانہ پینشن مقرر کر دی گئی تھی جو بحساب سکہ کلدار مبلغ دو سو روپئے دو آنے ہوتے تھے۔ یہ رقم آپ تاحیات صدر خزانہ بدایوں سے وصول کرتے رہے۔ ۶۸؍سال کی عمر میں ۳؍شوال ۱۳۷۹ھ کو وصال ہوا۔ کئی ہزار اشخاص جنازے کے ساتھ تھے۔ کوئی اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکا کتنے افراد تھے؟ ان میں حکام ضلع، عمائدین شہر، علما، مشائخ، صوفیا، فقرا، سالکین، مساکین اور مجاذیب بھی تھے۔ عورتیں اور بچے چھتوں پر میت کے دیدار کی خاطر جمع تھے۔ مفتیٔ اعظم حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی اور حضرت جیلانی میاں صاحب بھی سوم کی فاتحہ میں شریک ہوئے تھے۔ مزار شریف درگاہ قادریہ میں اپنے شیخ کے غربی پہلو میں پختہ واقع ہے۔ عرس مبارک ۸؍شوال لغایہ ۱۲؍شوال ہر سال نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہوتا ہے۔ مشائخ کرام اور علمائے عظام کثیر تعداد میں شرکت فرماتے ہیں، ان کے [ص:۳۶۷] مواعظہ حسنہ دلوں کو سرور وانبساط بخشتے ہیں۔ آپ کے وصال کے بعد جب آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ عبد الحمید سالم میاں صاحب حضور غوث پاک کے عرس میں شرکت کے لیے گئے تو نقیب الاشراف پیرزادہ سید محمد ابراہیم صاحب نے حضور غوث پاک کے مزار کا غلاف یہ کہہ کر دیا تھا کہ ''حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں بشارت دی ہے کہ مولانا عبد القدیر ہر سال ہماری قبر پر غلاف چڑھاتے تھے اب ان کی قبر پر ہمارا غلاف چڑھایا جائے''۔ [ص:۳۶۸]

☆☆☆

تذکرۂ شعرائے بدایوں

(اول ودوم، مطبوعہ بدایوں اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۷ء)

سید شہید حسین شہیدؔ بدایونی

مست

مولانا شاہ فضل رسول قادری، تاریخی نام ''ظہور محمدی'' تھا۔ والد ماجد کا اسم گرامی شاہ عبد المجید قادری تھا۔ ماہ صفر ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۷۹۸ء میں محلّہ مولوی ٹولہ [ج ۲/ص:۲۲۷] بدایوں میں پیدا ہوئے۔ علما میں آپ مولانا سیف اللہ المسلول اور شاہ معین الحق کے نام سے یاد کیے جاتے تھے۔

ابتدائی تعلیم صرف ونحو کی حضرت مولانا عبد الحمید صاحب سے حاصل کی۔ بارہ سال کی عمر میں لکھنؤ پہنچ کر حضرت مولانا نور الحق صاحب فرنگی محلی کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ مدینہ منورہ جا کر حضرت مولانا محمد عابد مدنی سے تفسیر اور مکہ معظّمہ جا کر حضرت مولانا عبد اللہ سراج مکی سے حدیث کی اسناد حاصل کیں۔ تصوف کی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھی تھیں۔ دھول پور جا کر حکیم سید ببر علی رضوی سے طب کی تکمیل کی۔ مرید اور خلیفہ اپنے والد محترم کے تھے۔ حضرت سلطان العارفین اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانوں پر چلہ کشی بھی کی۔ ایک مدت کلکٹری بدایوں میں خدمتِ خلق کے لیے سر رشتہ داری بھی کی بعدہٗ علائق دنیوی ترک کر کے سلسلہ رشد وہدایت جاری کیا۔ طے الارض کے عامل تھے، متعدد حج کیے، کئی بار اسلامی ممالک کی سیاحت کی۔ حنفی مذہب کے جید عالم تھے۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ تصانیف کے نام یہ ہیں:

بوارق محمدیہ، سیف الجبار، تصحیح المسائل، المعتقد المنتقد، احقاق الحق، شرح فصوص، شرح عوارف، برکات اولیا۔ ۲۰۷ صفحات پر مشتمل ایک منظوم مولود بھی تصنیف کیا جو رفیق یاور الدولہ ریاست علی خلف الصدق نواب سرفراز الدولہ بہادر کی فرمائش پر ۱۲۹۲ھ میں مطبع سرکارِ عالی حیدرآباد دکن میں چھپا۔ اس مولود کے آخر میں مصنف کے متعدد قصائد بھی ہیں۔ کتاب مذکور کا ایک نسخہ انجمن ترقی اردو (پاکستان) کراچی کے کتب خانۂ خاص میں موجود ہے۔

ایک مرتبہ بہادر شاہ ظفر ایسے علیل ہوئے کہ زندگی کی توقع نہ رہی، جب شاہی طبیب علاج سے عاجز ہوئے تو آپ کو علاج کرنے کے لیے طلب کیا گیا۔ خداوند تعالیٰ نے [ج ۲/ص:۲۲۸] بادشاہ کو صحت بخشی۔ صلے میں بادشاہ نے آپ کو رسول مقبول ﷺ کا موئے مبارک دیا جو آج تک قادری درگاہ کے تبرکات میں موجود ہے جو ایک ہاتھی پر دہلی سے بدایوں لایا گیا۔ عرس کے موقع پر عوام کو

زیارت کرائی جاتی ہے، آپ کا وصال ۳/ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ مطابق ۸/ اگست ۱۸۷۳ء میں ہوا۔

نمونۂ کلام:

عزمِ پرواز بکوئے شۂ خوباں دارم — بُلبُلم شوق تماشائے گلستاں دارم
اے خوش امروز کہ درمکہ کنم عرض کہ عزم — بسوئے قبلۂ جاں، کعبۂ ایماں دارم
بودہ ام دستِ تہی لیک بپا آبلہ پا — ہدیہ خار رہِ منزل جاناں دارم
جام دل داشتہ برکف بدرت آمدہ ام — ساقیا آرزوئے بادۂ عرفاں دارم

☆

حسن الفاظ ہے کس حور لقا کا صدقہ — ہے یہ اندازِ سخن، کس کی ادا صدقہ
پاؤں پھسلا تو دیا اُس نے مرے ہاتھ میں ہاتھ — یدِ بیضا ہے یہاں لغزشِ پا کا صدقہ

☆

کعبے کے در پہ بیٹھ رہیں ہم سے یہ نہ ہو — ہوتا یہی تو کوچہ جاناں نہ چھوڑتے

☆

یوں بہانے بھی نہ آنے کے بنا سکتے ہو — پر جو آنے ہی پہ آجاؤ تو آ سکتے ہو

☆

یہ سامانِ طرب یارب مجھے کس ڈھب مہیا ہو — جنوں شور وفغاں، عریاں تنی، یثرب کا صحرا ہو
غبار دشتِ یثرب سے بدن مستور ہو اپنا — یہی خاکستری جامہ ہم آزادوں کا بانا ہو

☆

یہی عنایت ہے بس اللہ کی ایجادِ عالم میں — کہ دیکھے جلوہ اپنا آپ مرآت محمد میں
[ج۲/ص:۲۲۹]

کتاب لوح محفوظ ایک ملفوظ محمد ہے — ہے قرآں مختصر شرحِ کمالاتِ محمد میں
جو ظاہر اور مظہر میں ہے نسبت ہے وہی نسبت — مناجاتِ خدا میں اور مناجاتِ محمد میں

☆

چاک کس دن شبِ ہجراں کا گریباں ہوگا — وصل کی صبح کا کب ہاتھ میں داماں ہوگا (۱)

۱۔ تجلیاتِ سخن، ص:۳۹، تذکرہ عروس الاذکار، ص:۱۴۸، مردانِ خدا ص:۳۰۳

رسؔوا

مولوی فیض احمد بن حکیم حافظ غلام احمد عثمانی بن مولوی شمس الدین بن مولوی محمد علی بدایونی ساکن محلّہ مولوی ٹولہ بدایوں،۱۲۲۳ھ مطابق ۱۸۰۸ء میں بدایوں میں پیدا ہوئے۔آپ کے بزرگوں میں حضرت دانیال قطری،عراق سے لاہور اور دیوبند ہوتے ہوئے بدایوں آکر آباد ہوئے۔حاکم وقت کی طرف سے آپ کے سپرد افتا اور قضا کا عہدہ ہوا۔آپ کا خاندان اس وقت سے آج تک علم وفضل کے لیے مشہور ہے۔اسی خاندان کے ایک بزرگ مولوی محمد شفیع شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کے استادوں میں تھے۔مولوی فیض احمد رسؔوا کے والد حکیم حافظ غلام احمد [ج۱/ص:۳۲۳] نواب صاحب مرشد آباد کے طبیبِ خاص تھے۔مولانا رسؔوا کی عمر ۳؍سال تھی کہ اُن کے والد کا انتقال ہوگیا۔اُن کی والدہ نے ان کو اپنے بھائی مولوی فضلِ رسول صاحب کے سپرد کردیا۔مولانا فضلِ رسول صاحب نے اپنے بھانجے کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ فرمائی اور آپ ۱۴،۱۵؍سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے اور آپ کو درس وتدریس کی اجازت مل گئی۔ مولانا فضلِ رسول صاحب نے اپنی ملفوظاتِ معینی میں آپ کا ذکر اِن الفاظ میں کیا ''بفضلہٖ فیض احمد ہمشیرہ زادہ ونور دیدہ ولختِ جگر وقوتِ بازوئے خاکساراست، جامع کمالاتِ انسانی است، در علوم مروجہ برمعاصرین بالادست ومحبت وعقیدت صحیحہ بامحبانِ محبوب خدادارد''۔

مولانا فیض احمد اپنے جد مادری مولانا عبدالمجید صاحب سے بیعت ہوئے پھر آگرہ جاکر سلسلۂ درس وتدریس جاری کیا۔آپ طلبا سے بڑی ہمدردی کا سلوک کرتے،ذاتی طور پر ان کی خبر گیری فرماتے بلکہ حسب ضرورت ان کی مدد کرنے سے بھی گریز نہ کرتے، چنانچہ صاحبِ اکمل التاریخ مولانا ضیاءالقادری مرحوم فرماتے ہیں

> ''باوجود ثروت ووقار کے دل فقیرانہ اور مزاج شاہانہ تھا،فقرا سے محبت اور غربا سے الفت،علم کے شیدائی تھے۔شاگردوں کی تمام ضروریات کے خود متکفل ہوتے تھے۔سلسلہ درس وتدریس اقامت آگرہ میں برابر جاری رہا''۔

تعلیم سے فارغ ہوکر آپ صدر نظامت آگرہ میں ملازم ہوئے، پہلے مسل خواں، پھر پیشکاری پر

مامور ہوئے، پھر سر ولیم میور لفٹننٹ گورنر صوبۂ آگرہ واَودھ کے اُستاذ اور سرشتہ دار مقرر ہوئے۔

۱۸۵۷ء میں جنگِ آزادی کی جدوجہد میں شریک ہو گئے تھے، ملازمت ترک کر دی، آپ کی تصانیف بیشتر زمانہ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں تلف ہو گئیں۔ جن تصانیف کا پتہ چلتا ہے اُن میں تعلیم الجاہل، شرح صدرا، التعلیقات علیٰ فصوص الفارابی، تحفۂ قادری (مناقب حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ) تھیں دورانِ ملازمت ہدایت نامہ مال گذاری جلد دوم کا ترجمہ سر ولیم میور کے ہمراہ انگریزی سے اردو میں کیا۔ ولیم میور اُس زمانے میں سکریٹری صدر ریونیو بورڈ [ج/۱/ص:۳۲۴] تھے۔ ۱۰ رمئی ۱۸۵۷ء کو میرٹھ میں جنگِ آزادی کی ابتدا ہوئی تو اس کی اطلاع آگرہ پہنچی۔ آگرہ میں مجاہدین کی سرپرستی کرنے والوں میں جو لوگ بہت نمایاں تھے ان میں ڈاکٹر وزیر خاں اور مولوی فیض احمد کے نام سرِ فہرست تھے۔ یہ دونوں حضرات مجاہدین آگرہ کے ساتھ دہلی آئے، مولانا فیض احمد کو بہادر شاہ ظفؔر نے حاکم عدالت مقرر کیا، آپ مرزا خضر سلطان اور مرزا مغل کے ساتھ عدالت کیا کرتے تھے۔ اس وقت کوتوال اور تھانیدار آپ نے مقرر کیے، کچھ روز بعد جنرل بخت خاں کے دہلی پہنچنے پر شاہی ارکان مع ڈاکٹر وزیر خاں شامل شوریٰ کیے گئے اور مولوی فیض احمد کو بلند شہر اور ضلع علی گڑھ کی تحصیل زر مال گزاری کے لیے مقرر کیا گیا۔

دہلی کے جنگی معرکوں میں جنرل بخت خاں، ڈاکٹر وزیر خاں اور مولوی فیض احمد ساتھ ساتھ تھے۔ جب دہلی میں انگریزوں کا تسلط ہونے لگا تو جنرل بخت خاں اور مولوی فیض احمد مقبرۂ ہمایوں میں بہادر شاہ ظفر سے جا کر ملے اور عرض کیا کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں، لیکن نواب الٰہی بخش نے بادشاہ کو اُن کے ہمراہ جانے نہیں دیا۔

آخر مجبور ہو کر جنرل بخت خاں، مولوی فیض احمد اور ڈاکٹر وزیر خاں لکھنؤ روانہ ہو گئے۔ ان کے ہمراہ شہزادہ فیروز شاہ مع دوسو سواروں اور پانچ سو تلنگیوں کے تھے۔ لکھنؤ میں سلطان بہو صاحبہ کے مکان کے قریب مقیم ہوئے۔ پانچ ہزار روپے دعوت کے آئے۔ ۶؍مارچ ۱۸۵۸ء کو جنرل مارٹن نے مجاہدین کے خلاف مورچہ قائم کیا۔ انگریزوں کی تازہ دم فوج کو میدان میں لایا گیا۔ نواب شرف الدولہ وغیرہ مقابلے پر آئے لیکن جلد ہی بدانتظامی کے ساتھ اپنے گھر کی طرف پسپا ہو گئے۔ شہزادہ فیروز شاہ اور مولوی فیض احمد پل پر مقرر تھے، نواب ممو خان کی جلد بازی اور

گھبراہٹ اور بے موقع میدان چھوڑنے سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔حضرت محل برجیس قدر کو لے کر لکھنؤ سے نکل کھڑی ہوئیں۔ان حالات سے مجبور ہوکر شہزادہ فیروز شاہ، جنرل بخت خاں، ڈاکٹر وزیر خاں اور مولوی فیض احمد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بدایوں کی طرف روانہ ہوگئے۔قصبہ ککرالہ ضلع بدایوں میں بہت سے مجاہدین جمع ہوکر مورچہ بند ہوئے [ج۱/ص: ۳۲۵] لیکن یہاں بھی مجاہدین کو شکست ہوئی اور جنرل بخت خاں، ڈاکٹر وزیر خاں اور مولوی فیض احمد شاہجہانپور آ گئے۔شاہجہاں پور میں نانا راؤ پیشوا، مولانا احمد اللہ شاہ وغیرہ تمام منتشر مجاہدین کو یکجا کیا اور حکومت کا قیام عمل میں آیا۔وزیرِ جنگ جنرل بخت خاں مقرر ہوئے، قاضی القضاۃ مولوی سرفراز علی جونپوری، نانا راؤ پیشوا دیوان بنے، کونسل کے اراکین مولوی فیض احمد بدایونی، ڈاکٹر وزیر خاں اکبرآبادی، مولوی لیاقت علی الہ آبادی اور شہزادہ فیروز شاہ منتخب ہوئے۔سکہ شاہ صاحب (مولانا احمد اللہ شاہ) کے نام کا جاری ہوا۔

۱۵/جون ۱۸۵۸ء کو سر کالن کمپل نے بڑے زور شور سے حملہ کیا، خوب مقابلہ رہا۔لیکن راجہ بلدیو سنگھ کے بھائی نے غداری کی اور انجام کار مولوی فیض احمد انگریزوں کی گولیوں کا نشانہ بنے، جنرل بخت ایسے گئے کہ پھر کبھی معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ کہاں گئے؟ ڈاکٹر وزیر خاں حجاز چلے گئے۔

مولانا فیض احمد نے ایک صاحبزادے حکیم سراج الحق یادگار چھوڑے۔آپ عربی، فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے، آپ نے دیوان مرتب بھی کیے تھے لیکن دوران جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ضائع ہوگئے۔

آپ کی تصنیف ''ہدیہ قادریہ'' آپ کے ادبی کمالات کا نمونہ ہے۔اس میں ایک ہزار ایک سو گیارہ عربی نثر کے فقرے ہیں۔اسی طرح ایک ہزار ایک سو گیارہ عربی اشعار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت میں ہیں۔''ہدیہ قادریہ'' حضرت مولانا عبدالمقتدر بدایونی کے مقدمے اور حاشیے کے ساتھ ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۶ء میں مطبع نسیم سحر بدایوں میں طبع ہوئی۔نمونۂ کلام:

تم جسے چاہو چڑھا لو سر پر ورنہ یوں دوش پہ کاکل ٹھہرے
ہم جو چپ ہوں تو سڑی کہلائیں شیخ چپ ہوں تو توکل ٹھہرے

کوئلیں بولیں، پپیہے کوکے　　روز وشب شیشے سے قلقل ٹھہرے
[ج۱/ص:۳۲۶]

☆

شدم بدام غم و رنج مبتلا یا غوث　　ترحمے کن وزیں دام کن رہا یا غوث
بہارِ رفتۂ من درخزاں بخوش آید　　وزد در گلشن لطف تو گر صبا یا غوث
اگر نہ عرض کنم برتو دردِ دل چہ کنم　　ز آستانۂ عالی روم کجا یا غوث
خدائے را نظرِ لطف برمن غمگیں　　رسید مرتبۂ غم بانتہا یا غوث
نثار اسمِ شریف تو جان و مال وتنم　　بعشق تو ہمہ ایماں ودیں خدا یا غوث
تراز ہر دو جہاں انتخاب کردم وبس　　بجز تو ہیچ کسم نیست مدعا یا غوث
چرا بحضرت تو عرضِ مدعا نہ کنم　　تو بادشاہِ شہانی و من گدا یا غوث
برات رزق ز تو ہر کسے نمی خواہم　　زجیب خاص عنایت بکن مرا یا غوث
توئی کہ نام تو ہر لحظہ وردمن باشد　　نہار ولیل و بہر صبح وہر مسا یا غوث
دوائے دردِ دل من طبیب کے داند　　کہ ہست نام توام آیۂ شفا یا غوث
زذات پاک تو در ہر بلا مدد خواہم　　ترا بخوانم وہر دم، کنم ندا یا غوث
ترا رسد کہ رسانی ز خاک برفلکم　　کہ ہست حکم تو از ارض تا سما یا غوث
رویم راہِ حقیقت، ز تو سوال کنیم　　بہر مقام بگویم اعطنا یا غوث
زمانہ دفترِ صبر و قرار ابتر کرد　　نگاہِ لطف باحوال زار ما یا غوث
بحضرت تو ہمیں عرض می کند رسوا　　زدست فتنہ تو داری نگہ مرا یا غوث

☆

نہ طوطی شکرستاں ہوں میں نہ بلبلِ زار　　نہ شمع بزم ہوں مَیں اور نہ مرغِ آتش خوار
ہوں بال بال پریشاں وبال جاں ہے زیست　　نہیں ہوں میں کسی کافر کا طرۂ طرار
کیا بتوں کے تلون نے جی پہ عرصہ تنگ　　ثبات بات کو ان کے نہ میرے جی کو قرار
غلط ہے گر کوئی مریخ کو کہے جلاد　　کہ میرے حق میں تو زہرہ بھی ہوگئی خونخوار

ہوں غم نصیب یہاں تک کہ اب کے سال ہوا ہلالِ عید مرے حق میں مغربی تلوار
[ج ا/ص:۳۲۷]

جو بھاگوں میں جگر خستہ تو کدھر بھاگوں کہ سنگِ حادثہ کی ہر طرف سے ہے بوچھار
اُمید بہتری اب تک خیالِ باطل ہے کہ سب کا اس فلک بے مدار پر ہے مدار
ہزار معنی باریک دل میں رکھتا ہوں ہزار نالۂ موزوں کا لب پہ ہے مزمار
زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی ہے نہیں ہے میری دعا کو بھی آسماں پر بار

☆

بد دماغی ہے فقط میرے ساتھ کان کی بات مری غُل ٹھہرے

☆

محفل میں اُسکی دُور کھڑے ہیں ادب سے ہم ہم اس کے منتظر کہ اشارہ کرے کوئی
کرتا ہوں دیر اس لیے دینے میں جان کی مجھ کو پسند ہے کہ تقاضا کرے کوئی
کہتے ہیں جس نے چھوڑی خودی وہ خدا ہوا درگزرے ہم خدائی سے بندہ کرے کوئی (۱)
[ج ا/ص:۳۲۸]

☆☆☆

ا۔ تذکرۂ علمائے ہند ص:۳۸۵۔ قاموس المشاہیر ج:۲۔ تجلیات سخن ص:۲۹
۱۸۵۷ء کے مجاہد شعرا ص:۲۳۰

فقیر قادری

مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ خلف مولانا فضلِ رسول عثمانی بدایونی۔

۱۷؍رجب ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء کو پیدا ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے عظیم عالمِ دین اور اچھے واعظ تھے۔ آپ کا کلام نعت اور منقبت پر مشتمل ہے ''دواوین منقبت'' کے نام سے ایک مجموعہ کلام ۱۳۶۹ھ میں مطبع دستگیری چیلہ پورہ حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ دورانِ زیارتِ مقدسہ مختلف اوقات میں آپ نے جو منقبت کہیں وہ اس مجموعے میں شامل ہیں۔ رسالہ ''احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام'' بزبانِ عربی آپ کی تصنیف ہے۔ ۱۸۹۶ء میں جب ''ندوۃ العلما'' کی تحریک زور پر تھی، آپ نے اپنی پوری قوت سے اس تحریک کی مخالفت کی، جس کے باعث آپ کو ہندوستان میں خاصی شہرت حاصل ہوئی۔

مولوی عبدالمقتدر صاحب اُن کے صاحبزادے بھی بہت بڑے عالم ہوئے، نہایت نیک نفس بزرگ تھے، جن کا ۱۹؍محرم ۱۳۳۴ھ مطابق ۴؍دسمبر ۱۹۱۵ء کو انتقال ہوا۔

آپ کا انتقال ۱۷؍جمادی الاول ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ھ ء کو ہوا۔

آپ کا دوسرا مجموعہ کلام ''بہار بستانِ منقبت'' ہے، تیسرا دیوان ''بہارستانِ منقبت'' ہے۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ چوتھا دیوان ''گنجینۂ مظہرِ حق'' ہے۔ نمونۂ کلام:

مرحبا اے دلِ خوش بخت مدینہ آیا — شکر کر حق کا کہ پہنچا ہے کہاں آج کی رات

☆

نعمتِ حق کے خزانے پہ غریب آ پہنچے — یعنی ہم آج مدینے کے قریب آ پہنچے
شکرِ حق کیا ہو ادا، ہم سے سیہ رو بھی فقیر — تا درِ روضۂ پُرنورِ حبیب آ پہنچے

☆

ترا کیا وصف ہو مجھ سے ادا محبوبِ سبحانی — ترے تابع ہیں سارے اولیا محبوبِ سبحانی

[ج ۲/ص:۱۱۲]

☆

خدا نے معجزاتِ احمدی کا آپ کو مظہر
کیا از ابتدا تا انتہا محبوبِ سبحانی
یہ فرماتے ہیں اہلِ دل کہ فیضانِ ولایت میں
ہوا تم سا، نہ ہوگا، دوسرا محبوبِ سبحانی
یہ دیوانِ فقیؔر قادری مقبول کر لینا
تری خدمت میں جب ہو پیش یا محبوبِ سبحانی

☆

زفکر رنج و غمِ حادثات آزادست
دلے کہ از کرمِ غوثِ اعظم آبادست
کسے زعلم و کمال و کسے زمال و منال
فقیؔر از شرفِ نامِ پاکِ تو شادست
[ج۲/ص:۱۱۳]

☆☆☆

ا۔ قاموس المشاہیر حصہ دوم

منظورؔ

مولانا عبدالماجد بن مولوی عبدالقیوم، برادر بزرگ مولانا عبدالحامد بدایونی۔

آپ کی ولادت ۴؍شعبان ۱۳۰۴ھ کو محلّہ مولوی ٹولہ، بدایوں میں ہوئی، ''منظورالحق'' تاریخی نام رکھا گیا۔ ۱۴؍سال کی عمر میں سایۂ پدری سر سے اُٹھ گیا۔ تاج الفحول حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محبِّ رسول کے تربیت یافتہ تھے۔ مدرسہ قادریہ میں مولوی عبدالمجید آنولوی متوفی ۱۳۶۱ھ، حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر قادری، مولانا محبّ احمد قادری اور مولوی محمد ابراہیم بدایونی سے علوم رسمی و حقیقی کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۲۰ھ میں دستار بندی کی فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ بعد ازاں دہلی جا کر حکیم غلام رضا خاں اور حکیم عبدالرشید سے طب کی تعلیم حاصل کی اور حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر قادری مطیع رسول سے بیعت ہو کر خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ ملکی اور ملی تمام تحریکوں کے سرگرم کارکن رہے۔ بدایوں کی مایۂ ناز ہستیوں میں آپ کا شمار تھا۔ عراق و حجاز کی سیاحی کی تھی۔ مدینہ طیبہ اور بغداد شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے۔ پنڈت موتی لال نہرو، مسیح الملک اجمل خان، رئیس الاحرار مولانا [ج۲/ص:۲۵۱] محمد علی جوہرؔ، مہاتما گاندھی سے خصوصی تعلقات تھے۔ ان حضرات کے ساتھ تمام ہندوستان کا دورہ کیا تھا۔ خلافت کمیٹی اور آل انڈیا نیشنل کانگریس کے ممتاز رکن رہے تھے۔ عالم و فاضل، صاحبِ وجد و حال، اہل ذوق و شوق، متوکل، فدائے ملت حاملِ شریعت، اربابِ طریقت بزرگ تھے، نظم و نثر دونوں میں طبع آزمائی فرماتے، تقریر بے نظیر کرتے، تقریر میں وجد کا عالم ہوتا، عمامے کے بل کھل جاتے اور عبا کے دامن ہوا میں لہراتے تھے۔

مولانا عبدالماجد دریا آبادی اپنے ایک مضمون ''ہم نام نامور'' میں لکھتے ہیں:

''سیاسی اور عام مذہبی عنوانات پر بھی دل کو ہلا دیتے اور مجلس کو لٹا دیتے تھے، لیکن اصل ذوق اور فطری شوق کی چیز محفلِ میلاد تھی۔ جب رب العالمین اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرنے کو اٹھتے تو آپ میں نہ رہتے، بلبل کی طرح بولتے اور چہکتے اور شاخِ گل کی طرح جھومتے اور لچکتے، خطابت لپٹ لپٹ کر

بلائیں لیتی اور خوش بیانی مست ہو ہو کر منہ چومتی۔ایک ایک فقرہ معلوم ہوتا تھا کہ عشق و محبت کے سانچے میں ڈھلا ہوا اور ایک ایک جملہ نظر آتا تھا کہ سوز و گداز کے عطر میں لپٹا ہوا نکلتا چلا آرہا ہے،فصاحت و بلاغت کا ایک دریا تھا کہ اُبلا پڑتا ہے''۔

(مضامین عبدالماجد دریا آبادی)

ان کا یہ عالم مؤلف نے لکھنؤ میں ایک جلسۂ میلاد شریف میں دیکھا تھا۔

مؤلف نے اپنے بچپن میں مولانا کو ایک بار میلاد شریف میں لکھنؤ میں تقریر کرتے سنا تھا۔ والدِ محترم کی معیت میں محفلِ میلاد میں شریک ہوا تھا۔مولانا نے سیرت رسول اکرم ﷺ پر تقریر شروع کی۔جلسے میں کئی سو افراد شریک تھے۔

مولانا وصؔل بلگرامی تھے،مہمانوں کا استقبال کرتے اور ان میں سے کچھ لوگوں کو جو ان کے احباب یا مشاہیر ہوتے ان کو لاکر پہلی صفوں میں جگہ دلواتے،مولانا نے چند ساعت تو یہ تماشہ دیکھا،لیکن تھوڑی دیر میں وہ جلال میں آگئے اور جب وصؔل صاحب [ج ۲/ص:۲۵۲] کسی بزرگ کی پذیرائی کررہے تھے اور ان کا یہ فعل تقریر میں بار بار حائل ہوتا تھا،مولانا نے وصؔل صاحب کو ڈانٹا''وصؔل صاحب یہ محفلِ رسول ہے یہاں کسی کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جاسکتا آپ جہاں کھڑے ہیں وہیں بیٹھ جایئے اور ان صاحب کو بھی وہیں بٹھال لیجیے''۔اتفاق سے وصؔل صاحب جہاں کھڑے تھے وہیں اہلِ محفل کے جوتے پڑے تھے،وصل صاحب مولانا کی تیز آواز پر وہیں جوتوں کے پاس مع مہمان کے بیٹھ گئے اور مولانا نے تقریر جاری رکھی۔۱۳۵۰ھ میں آل انڈیا مسلم کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لکھنؤ تشریف لے گئے اور راجہ صاحب سلیم پور کے مہمان ہوئے۔وہیں اچانک طبیعت علیل ہوگئی۔دست وقے کے باعث ضعف و نقاہت ایک دم بہت بڑھ گئی اور ۳/شعبان ۱۳۵۰ھ کو مطابق ۱۴/دسمبر ۱۹۳۱ء واصل حق ہوئے۔آپ کے فرزند مولانا عبدالواحد عثمانی آپ کے ہمراہ تھے۔موٹر کے ذریعے نعش بدایوں لائی گئی۔عیدگاہ شمسی میں حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔درگاہ قادریہ کے جنوبی دالان میں پیر و مرشد کے پائیں آرام فرمارہے ہیں۔آپ کی عادت تھی کہ تقریر کے اختتام پر اپنے لیے

شہادت کی دعا مانگتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔نہلا کفنا کر جب جنازہ تیار ہوا تو چند قطرے خون کے ناک سے جاری ہوئے اور پھر جنازہ قبر میں اتارتے وقت تک تازہ خون اُچھن اُچھن کر نتھنوں سے بہتا رہا تھا۔

سیاسی میدان میں ہندوستان گیر شہرت کے مالک تھے۔۱۹۲۲ء کی تحریک خلافت کے روحِ رواں تھے۔مولانا محمد علی جوہرؔ کے رفیق بلکہ دستِ راست تھے۔حکیم اجمل خاں صاحب اور ڈاکٹر انصاری سے بھی خصوصی تعلقات تھے۔اپنے زمانے کی تمام سیاسی تحریکوں سے کسی نہ کسی اعتبار سے وابستہ رہے، مثلاً تحریکِ خلافت، جمعیۃ العلما، تبلیغ، تنظیم مسلم کانفرنس وغیرہ، مہاتما گاندھی کی تحریک کانگریس سے [ج ۲/ص:۲۵۳] بھی وابستہ رہے بلکہ اس کی مرکزی کمیٹی کے ممبر رہے۔ اپنے دور کے نہایت بے باک مقرر اور لکھنے والے تھے۔نمونۂ کلام: (سلام بحضور غوث الاعظم)

السلام اے نیر برجِ کرامت السلام السلام اے مہر تابانِ ولایت السلام
السلام اے منبع جود و سخاوت السلام السلام اے معدنِ حلم و مروت السلام

والیٔ منظورؔ، والا جاہ، مولائے جہاں
اے ولی، ابن ولی، شاہ ولایت السلام

بہاریہ کلام:

تم نے جب غیر سے کلام کیا سب نے جھک کر مجھے سلام کیا

[ج ۲/ص:۲۵۴]

☆☆☆

ا۔ مردانِ خدا ص:۳۴۱

ہادؔی بدایونی

محمد القادری خلف اکبر حضرت عاشقِ رسول مولانا عبدالقدیر قادری قدس سرہ بدایوں کے مشہور ومعروف خاندان شیوخ عثمانی کے یہاں محلّہ مولوی ٹولہ، بدایوں کو رجب ۱۳۳۱ھ کو پیدا ہوئے۔ حضرت مطیع الرسول مولانا عبدالمقتدر قادری قدس سرہٗ کے آغوش میں پرورش پائی اور ان ہی سے شرفِ بیعت حاصل ہوا۔ ہوش اور سمجھ آئی تو خود کو مدرسہ قادریہ میں پایا اور مدرسہ قادریہ میں رہ کر علم حاصل کیا۔ اردو مادری زبان ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''شعور سے پہلے ہی غیر شعوری طور پر شعر سے رشتہ ہموار ہوا''۔ ابتداءً والد بزرگوار سے کلام پر اصلاح لی۔

مدرسہ قادریہ سے ہی تدریس کا سلسلہ شروع ہو گیا، جو جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن تک پھیلا۔ شاعری خودرو پودے کی طرح پروان چڑھتی رہی۔ بعد کو مفتی اکرام احمد قادری لطفؔ بدایونی کی شاگردی اختیار کی۔ برسوں مسلسل شعر کہتے رہے اور کئی مجموعے نذرِ آتش کیے۔ ۱۳۷۹ھ سے غزل کہنا چھوڑ دی۔ رمضان میں عرس قادری میں پیش کرنے کے لیے نعت اور مناقب کہنے کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔ جنوری ۱۹۸۳ء پھر غزل کہنا شروع کی ہے۔ نمونۂ کلام ؎

وہی جن کے تصرف میں خزانہ ہے خدائی کا — کریں فاقے سے رہ کر کام خندق کی کھدائی کا

ہمیشہ سے ہے شہرہ جود و حسن مصطفائی کا — ازل سے لالہ و گل ہیں لیے کاسہ گدائی کا

جو پوچھا دشمنی کا بدلہ کیا ہوگا تو سب بولے — مکرم بھائی کے بیٹے! کرم حصہ ہے بھائی کا

شہ کونین لیکن فقر کو ہی فخر فرمائیں — غلام اُن کے ادا کرتے ہیں حق فرمانروائی کا

ہوا یہ حضرت حسان پر انعام سے ثابت — کہ جنت کی بشارت ہے صلہ مدحت سرائی کا

گنا جائے نہ کیوں ہادؔی بھکاری کج کلاہوں میں
بڑا اعزاز ہے یہ قادری کاسہ گدائی کا

[ج۲/ص:۳۵۰]

☆☆☆

شعرائے بدایوں دربارِ رسول میں

(کراچی، ۱۹۹۷ء، طبع ثانی)

ڈاکٹر شمس بدایونی

مستؔ

(شاہ) فضل رسول، ولد مولانا شاہ عبدالمجید قادری، ساکن مولوی ٹولہ بدایوں، عثمانی خاندان میں ماہ صفر ۱۲۱۳ھ/ جولائی، اگست ۱۷۹۸ء میں پیدا ہوئے (۱)۔ علما میں مولانا سیف المسلول، اہل معرفت میں ''شاہ معین الحق'' کے نام سے معروف تھے۔ اولاً مختصرات کو اپنے جد امجد مولانا عبدالحمید عثمانی (ف ۱۸۱۸ء) سے تحصیل فرمایا۔ بعد ازاں لکھنؤ پہنچے اور وہاں علم معقول و منقول کی تکمیل مولانا نورالحق فرنگی محلی (ف ۱۸۶۶ء) سے کی (۲)۔ طب کی تحصیل حکیم ببر علی خاں موہانی سے کی اور حدیث و تفسیر میں عبداللہ سراج مکی اور شیخ محمد عابد سندھی مدنی سے استفاضہ کیا۔ اپنے والد شاہ عبدالمجید قادری (ف ۱۸۴۶ء) کے سلسلہ عالیہ قادریہ و چشتیہ میں مرید و خلیفہ بنے۔ ان کی وفات کے بعد صاحب سجادہ ہوئے (۳)۔ شاہ صاحب ایک جید عالم تھے۔ ان کے علم و فضل کے ساتھ ساتھ ان کے فتاویٰ بھی قابل استناد سمجھے جاتے تھے، اس سلسلے میں ہی صاحب ''اکمل التاریخ'' نے بہادر شاہ ظفر کا ایک استفتا نقل کیا ہے جو ۱۸۵۱ء میں دہلی سے شائع ہوا (۴)۔

شاہ صاحب نے ابتدا میں کچھ دنوں کلکٹری بدایوں میں سررشتہ داری کے فرائض انجام دیے، ۱۸۶۲ء میں نواب محی الدولہ محمد یار خان سورتی کی تحریک پر حیدرآباد گئے اور سترہ روپیہ یومیہ وظیفہ کے مستحق قرار پائے (۵)۔ مرزا غالبؔ نے انہیں دنوں اپنے ایک خط بنام حکیم غلام نجف خاں (شیخو پور بدایوں) کو شاہ صاحب کے دریافت حال کے لیے لکھا تھا (۶)۔

مولوی فضل رسول صاحب حیدرآباد گئے ہیں، مولوی غلام امام شہید آگے سے
وہاں ہیں۔ محی الدولہ محمد یار خاں سورتی نے ان صورتوں کو وہاں بلایا ہے مزید

۱۔ تذکرۃ الواصلین، ص:۲۵
۲۔ تذکرہ علمائے ہند (رحمان علی اُردو ترجمہ) ص:۳۸۲
۳۔ مولانا عبدالقدیر بدایونی، ص:۱۱-۱۲
۴۔ اکمل التاریخ، ج:۲/ص:۱۵۳
۵۔ اکمل التاریخ، ج:۲/ص:۵۲
۶۔ خطوط غالب (مہر)، ج:۲/ص:۸۷، بحوالہ غالب اور عصر غالب ۱۸۷

نہیں معلوم کہ وہاں ان کو کیا پیش آیا ہے، اگر تم کو کچھ معلوم ہو تو ضرور لکھو۔[ص:۷۸]

دراصل ردوہابیہ میں غالبؔ، شاہ صاحب اور محمد یار خاں سورتی متحدالخیال تھے۔اس سلسلے کی شاہ صاحب کی متعدد کتابیں یادگار ہیں۔ان میں ''سیف الجبار'' بہت معروف ہے۔

حیدرآباد سے واپس آ کر اور علائق دنیوی کو خیرآباد کہہ کر انہوں نے مستقل سلسلۂ رشد و ہدایت جاری کیا۔کئی بار اسلامی ممالک کی سیاحت کو بھی گئے۔بلاد اسلامیہ کے مشائخ میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔مولانا فضل حق خیرآبادی (ف ۱۸۶۱ء) سے خاص مراسم اور فکری ہم آہنگی تھی (۱)۔۲؍جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ/ ۷؍اگست ۱۸۷۲ء کو واصل بحق ہوئے۔مزار درگاہ قادریہ میں مرجع خلائق ہے (۲)۔چودھری سعیدالدین سعیدؔ نے صنعتِ رعنا میں تاریخ لکھی جس کے منقوط و غیر منقوط حرف کے اعداد جمع کرنے سے علیحدہ علیحدہ سال ہجری برآمد ہوتا ہے، تاریخ (۳):

صنعت رعنا میں لکھ ہجری کی تاریخیں سعیدؔ　　　　صدرِ اکرم، بدرِ عز فضل رسول مستؔ دل

شاہ صاحب کثیر التصانیف تھے۔عربی و فارسی و اُردو تینوں زبانوں میں یہ تصانیف مطبوعہ و غیر مطبوعہ صورت میں موجود ہیں۔چند قابل ذکر تصانیف کے نام یہ ہیں: بوارق محمدیہ، تصحیح المسائل، سیف الجبار، المعتقد المنتقد، شرح فصوص الحکم وغیرہ۔ان کے تلامذہ میں یہ نام قابل ذکر ہیں: مفتی اسداللہ الٰہ آبادی، مفتی عنایت رسول چریاکوٹی، مولوی کرامت علی جونپوری وغیرہ۔

شعر و سخن میں بھی ان کے تلامذہ کثیر تھے جن کا ذکر ''اکمل التاریخ''، ج ۲ میں آ گیا ہے۔ممتاز نام میاں عبداللہ شاہ بیتابؔ بدایونی (ف ۱۸۸۰ء) کا ہے۔شاہ صاحب اپنے وقت کے اہم شعرا میں شمار کیے جاتے تھے، احمد حسین سحرؔ نے ان کی بابت لکھا ہے (۴):

عالم متبحر، طبیب حاذق و شاعر بے بدل است

۱۔ مولانا عبدالقدیر بدایونی، ص:۱۳
۲۔ تذکرہ علمائے ہند، ص:۳۸۲
۳۔ مردانِ خدا (اول) ص:۳۰۵
۴۔ تذکرہ بہارِ بےخزاں تحریر، ج:۲ شمارہ ۴، ۱۹۶۸ء

صرف نعت ومنقبت کہنا شعار تھا۔نعتیہ کلام کا ایک مجموعہ ''مولود منظوم'' ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء مطبع سرکار حیدرآباد سے شائع ہوا (۱)۔ دوسری مرتبہ یہی مجموعہ باسم ''مولود منظوم مع قصائد'' ۱۳۳۴ھ/ ۱۶-۱۹۱۵ء میں مطبع قادری بدایوں سے طبع ہوا۔طبع دوم راقم الحروف کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ یہ کلام صوفیانہ،حکمیانہ اور مبلغانہ رنگ لیے ہوئے ہے۔عام طور سے نعتیں مسلسل پائی جاتی ہیں۔مزاج میں بلا کی شیفتگی ہے۔زبان ثقیل،عربی و فارسی تراکیب ولفظیات کا استعمال بہ کثرت ہے۔[ص:۷۹]

نمونہ کلام:

تنہا خوشی سے سرخ نہ روے افق ہے آج
اوج فلک کے منہ پہ بھی پھولی شفق ہے آج

نورِ عرب محیطِ بسیط زمیں، ہوا
فارس کی نار شرم سے غرقِ عرق ہے آج

اڑتی ہیں منھ پہ اہل ہوا کے ہوائیاں
اور بے شمار کفر کے دل پر قلق ہے آج

کسریٰ کے قصر میں نہیں کچھ قصر انشقاق
قصرِ دلِ ملوکِ جہاں جملہ شق ہے آج

نخلِ عرب کو دیکھو کہ کیا سر بلند ہے
طوبیٰ کے ساق پر اسے قصب السبق ہے آج

رشک بیاض صبح ہوئی ہے سوادِ شام
میلاد برگزیدہ رب الفلق ہے آج

☆

مجنوں نہ فقط ایک اویس قرنی ہے
خوں عشقِ محمد میں عقیق یمنی ہے

رقصاں بہ زمیں آج جو حور عدنی ہے
کیا یہ شب میلاد حبیب مدنی ہے

خارِ سرِ دیوار چمن کو بھی ہوا آج
کچھ حوصلۂ دعویٰ نازک بدنی ہے

دامانِ صبا نے بھی کری لخلخہ سائی
جو روئے زمیں نافہ مشک ختنی ہے

ہے نقش جو نام اس کا مرے دل کے نگیں میں
کیا دغدغۂ وسوسۂ اہر منی ہے

☆

چاک کس دن شب ہجراں کا گریباں ہوگا
وصل کی صبح کا کب ہاتھ میں داماں ہوگا

کب بہار آئے ہم آغوش ہوں کب یار سے ہم
کب مہیا ہمیں عشرت کا یہ ساماں ہوگا

۱۔ تذکرہ شعرائے بدایوں ج۲/ص:۳۲۸

ساقی و مطرب و مئے، ابر و بہار و سبزہ — لبِ جو، سایۂ رز، طرفِ گلستاں ہوگا
کب ملے گا مجھے وہ بادہ کہ جس میں مخلوط — چند قطرے عرق چہرۂ جاناں ہوگا
کب میسر ہو مجھے سیر مقاماتِ حجاز — کب یہ لب ناقہ لیلیٰ کا حدیخواں ہوگا
شور مستانہ کرے کب یہ دلِ افسردہ — کب مرے ہاتھ میں وہ عنبر لرزاں ہوگا
کون سے سال میں، کس ماہ میں، کس دن کس شب — مسکن مستؔ مدینے کا بیاباں ہوگا

☆

خدا نے رحمۃ اللعالمین ہو جب کہ فرمایا — سمجھ لیویں اسی سے حال قابوئے محمد کا

☆

تجلی ذاتِ حق کی خاص ہے ذاتِ محمد میں — عیاں ہے فعلِ حق حرکات وسکنات محمد میں

[ص:۸۰]

ہیں اس کے دیکھنے والے خدا کے دیکھنے والے — نہیں کچھ فرق بیعت اور مناوات محمد میں
نہ چھوڑا مستؔ میں باقی اثر کچھ خود پرستی کا — نشہ یہ ہے مئے عشق موالات محمد میں

☆

یہ سامانِ طرب یارب مجھے کیسے ڈھب مہیا ہو — جنوں، شور وفغاں، عریاں تنی، یثرب کا صحرا ہو
غبارِ دشتِ یثرب سے بدن مستور ہو اپنا — یہی خاکستری جامہ ہم آزادوں کا مانا ہو

☆

زمیں کو آسماں پر دعویٰ بالا مکانی ہے — کہ اس پر وہ مکان لامکانی کا مکیں آیا
وہ ختم المرسلیں ہے بالیقیں اس کے یہ معنی ہیں — کہ سب ملک رسالت اس کی ہے زیر نگیں آیا

☆

پروانگیٔ جذب سے ہو جاتے ہیں بے پر — پروانۂ شمع رخِ زیبائے مدینہ
سودائے مدینہ کا اسے لطف ہو حاصل — جو سمجھے کہ کیا شئے ہے سویدائے مدینہ

[ص:۸۱]

☆☆☆

فقیرؔ

مولانا عبدالقادر ولد مولانا فضل رسول مستؔ ساکن مولوی ٹولہ، عثمانی خاندان میں ۱۷؍ رجب ۱۲۵۳ھ/ ۱۷؍اکتوبر ۱۸۳۷ء میں اپنے آبائی مکان میں پیدا ہوئے (۱)۔ تاریخی نام ''مظہر حق''، رکھا گیا۔ گروہِ[ص:٦۱] علما میں ''تاج الفحول'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

علوم معقول ومنقول کی تحصیل مولوی نور احمد بدایونی (ف ۱۸۸۳ء) اور مولانا فضل حق خیر آبادی (ف ۱۸٦۱ء) سے کی۔ اپنے والد ماجد سے بیعت تھے اور انہیں کے خلیفہ بھی (۲)۔ والد کی وفات کے بعد صاحب سجادہ بھی ہوئے۔ ردِ وہابیت کے سبب شہرت پائی۔ جیسا کہ نظامیؔ بدایونی نے تحریر کیا ہے(۳):

> جب ندوۃ العلما کی تحریک زور پر تھی، آپ نے پوری قوت کے ساتھ اس تحریک کی مخالفت کی، جس کی وجہ سے ہندوستان میں خاص شہرت ہوگئی۔

اپنے وقت کے باوضع بزرگ اور جید عالم تھے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی (ف ۱۹۲۱ء) نے ۱۸۹۷ء میں ان کی شان میں ایک قصیدہ باسم ''چراغِ انس'' تحریر کیا تھا جو ایک سو پانچ اشعار پر مشتمل ہے اور ان کے دیوان حدائق بخشش (سوم) میں موجود ہے۔ اس قصیدہ کا مطلع ہے:

اے امام الہدیٰ محبّ رسول ۔۔۔ دین کے مقتدیٰ محبّ رسول

۱۷؍ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ/ یکم ستمبر ۱۹۰۰ء کو بدایوں میں وفات پائی۔ درگاہ قادری میں اپنے والد کے غربی پہلو میں مدفون ہوئے۔ جلیلؔ مانک پوری نے تاریخ کہی (۴):

عبد قادر فدائے غوث وریٰ ۔۔۔ وا دریغا زخلق رخصت شد
پئے سال وفات گفت جلیلؔ ۔۔۔ کامل عصر قطب جنت شد
۱۳ ھ ۱۹

۱۔ مردانِ خدا، ص:۴۹۱، سنہ ۱۳۳۵ھ درج ہوگیا ہے اغلباً یہ سہوِ کتابت ہے۔ تذکرۃ الواصلین، ص:۲۵٦
۲۔ تذکرہ علمائے ہند، ص:۳۱۱
۳۔ قاموس المشاہیر، ج:۲/ص:٦۷
۴۔ مردانِ خدا، ص:۴۹۲

اخلاف میں مولانا عبدالمقتدر بدایونی (ف ۱۹۱۵ء) اور مولانا عبدالقدیر بدایونی (ف ۱۹۶۰ء) بالترتیب صاحب سجادہ بنے۔

کتب کثیرہ کے مصنف تھے۔عربی وفارسی اور اُردو تینوں زبانوں میں فکرسخن فرماتے تھےاور تینوں میں چھوٹے چھوٹے دیوان یادگار چھوڑے،عربی دیوان کے مطبوعہ ہونے کی شہادت نہیں ملتی۔فارسی اور اُردو میں حسب ذیل دیوان طبع ہوئے:

درشہوارعقیدت (اردو) دیوان اول منقبت مطبوعہ ۱۳۰۰ھ/۸۳-۱۸۸۲ء،

مطبع جماعت تجارت متفقہ اسلامیہ میرٹھ، باردگر صحیفہ پریس حیدرآباد (سنہ ندارد)

بہارستان عقیدت (اردو) دیوان دوم منقبت مطبوعہ ۱۳۰۳ھ/ ۸۶-۱۸۸۵ء

نسیم سحر بدایوں، باردگر صحیفہ پریس حیدرآباد (سنہ ندارد)[ص:۶۲]

بہار بستان منقبت (فارسی) دیوان سوم منقبت مطبوعہ ۱۳۰۳ھ/ ۸۶-۱۸۸۵ء، باردگر صحیفہ پریس حیدرآباد (سنہ ندارد)

گنجینۂ مظہر حق (دیوان چہارم) نعت ومنقبت، مطبوعہ ۱۳۹۱ھ/۷۲-۱۹۷۱ء، باردگر صحیفہ پریس حیدرآباد (سنہ ندارد)

مناقب کے مجموعے حیدرآباد سے مختلف اوقات میں مختلف ناموں سے شائع ہوئے۔راقم الحروف کی علم واطلاع میں جو مجموعے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

مدحت جناب سیدالافراد واکرام الاقطاب (۱) مطبع محبوب شاہی حیدرآباد ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء

دیوان منقبت سیدالافراد جناب محبوب سبحانی، وکٹوریہ پریس بدایوں، ۱۸۹۴ء

بہارستانِ منقبت، مطبع محبوب شاہی حیدرآباد ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء

دواوین منقبت، مطبع دستگیری حیدرآباد ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۴۹ء

نعتیہ شاعری میں عقیدت کے ساتھ والہانہ پن ہےاور ایک طرح کی خودسپردگی کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ایک عالم کی شاعری جیسی کچھ ہوتی ہے ویسی ہی ان کی شاعری ہے،نمونہ کلام:

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیں راقم کا مضمون تعارف روئے کتاباں مشمولہ ''مجلّہ بدایوں'' کراچی فروری ۱۹۹۵ء

مدتوں تک دل وحشی کو بہت بہلایا
دھوکے بھی اس کو دیئے اور بہت پھسلایا
جب کہ دیکھا کہ نہیں جاتی ہے اس کی وحشت
محو و مشتاق مدینہ اسے بے حد پایا
دفعتہً گھر سے چلا بے سروساماں تب میں
لطفِ حضرت مجھے پھرتا درِ حضرت لایا
یارسولِ دو جہاں تیرے کرم کے صدقے
مجھ سے بے کس کو درِ پاک تلک پہنچایا
درِ پرنور کے قابل تو نہ تھیں یہ آنکھیں
چشمِ رحمت نے تری جلوہ مگر دکھلایا
کیا ترے روضۂ انور کا کلس ہے جس نے
ماہ و مہر و در و یاقوت کو ہے شرمایا
تیری رفعت کو لکھے کیا یہ فقیرِ خستہ
شان میں تیری رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ آیا

☆

اب بحرِ مصیبت کے طلاطم کا ہے کیا غم
یہ رحمت عالم کا سفینہ نظر آیا
ملتا ہے اسی باب سے فیضانِ الٰہی
ہے قربِ خدا کا یہی زینہ نظر آیا
کیا وصف فقیر اس کا ہو جب فکر کے رخ پر
ہے فرط خجالت سے پسینہ نظر آیا

☆

کیوں نہ چاہوں ترے دربار میں حاجت اپنی
یانبی میں ہوں فقیر آپ محبّ الفقرا

☆

گرچہ بدکردار شاہا یہ فقیر زار ہے
پر خدا شاہد ہے تیرا ہے غلام بے ریا

[ص:۶۳]

صبر ممکن نہیں اب منبر دل پر میرے
غیب سے شوقِ زیارت کے خطیب آ پہنچے
ہر دعا ہوگی مجاب اب تو ہماری بیشک
جب یہاں از کرمِ ربِّ مجیب آ پہنچے

☆

گرچہ اعمال فقیر اپنے برے ہیں لیکن
شکر ہے سگ اسی درگاہ کے کہلاتے ہیں

☆

کیا ہوا آئی مدینے کی کہ صحت لائی
خوش و خرم سبھی بیمار نظر آتے ہیں

دیکھ کر در کی صفا دل نے صفائی پائی شبِ تاریک میں اسرار نظر آتے ہیں

☆

پھرتے کب تک ہند میں ہم ٹھوکریں کھاتے ہوئے
چل دیے سوئے مدینہ دل کو بہلاتے ہوئے
ماہ و خور حیراں ہوئے ہیں دیکھ گنبد کا کلس
مشرق و مغرب میں پھرتے ہیں وہ شرماتے ہوئے
اے فقیؔر امید رکھ ہر لحظہ ان کے فضل سے
دیر کیا لگتی ہے ان کو فضل فرماتے ہوئے

[ص:٦٤]

☆☆☆

منظورؔ

مولانا عبدالماجد ولد مولانا عبدالقیوم ساکن مولوی ٹولہ،عثمانی خاندان میں ۴ شعبان ۱۳۰۴ھ/ ۲۸/اپریل ۱۸۸۷ء پیدا ہوئے (۱)۔مولانا عبدالقادر بدایونی کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔رسم تسمیہ خوانی کے بعد مولانا عبدالمجید قادری آنولوی (ف ۱۹۴۲ء) اور مفتی شاہ محمد ابراہیم قادری (ف ۱۹۵۶ء) سے تعلیم حاصل کی۔درس نظامی کی تکمیل مولانا محبّ احمد قادری (ف ۱۹۲۲ء) کے ہاتھوں ہوئی۔اس درمیان شاہ عبدالقادر اور اپنے والد کے بھی زیر تعلیم رہے (۲)۔

۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں درس نظامی کی تکمیل ہوئی اسی سال مولانا ابرارالحق کیفؔ کی صاحبزادی سے عقد کیا۔تھوڑے وقفے کے بعد طب کی تحصیل کے لیے دہلی گئے۔حکیم غلام رضا خاں اور حکیم عبدالرشید خاں سے طب کی تکمیل کی۔۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں طب کی سند حاصل کی۔دہلی میں قیام کے دوران آریہ سماجیوں سے مناظرے کیے (۳)۔[ص:۱۶۱]

طالب علمی کے دور میں مولانا عبدالمقتدر قادری کے دست پر مشرف بہ بیعت ہوئے اور خلافت کے مجاز بھی قرار دیے گئے۔

اپنے دور کے بے مثال خطیب،مصنف،شاعر اور ملی رہنما تھے۔ان کی مثلث حیات کے تین زاویے رہے۔علم و ادب،تصوف،سیاست۔خطابت میں ان کا دور دور شہرہ تھا۔سیرت رسول،شہادت حسین،سیاست حاضرہ پر شعلہ بیانی کا ذکر مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے اپنے مضمون ''ہم نام نامور'' میں کیا ہے (۴)۔

ملکی و ملی اور سیاسی سرگرمیوں میں بھی بیش از بیش حصہ لیا۔مجلس خدام کعبہ (۱۹۱۳ء)،خلافت کمیٹی (۱۹۱۹ء)، جمعیۃ العلما (۱۹۱۹ء)، ترک موالات (۱۹۲۰ء)، تبلیغ (۱۹۲۲ء)، تنظیم (۱۹۲۴ء)،مسلم کانفرنس (۱۹۲۹ء)، ہر ایک تحریک میں ایک فعال کارکن،مشیر خصوصی اور مخلص

۱۔ تذکرہ طیبہ،ص:۱۱، تذکرۃ الواصلین ص:۲۶۰ (حاشیہ)

۲۔ مردان خدا،ص:۵۱۶، تذکرہ طیبہ،ص:۱۲-۱۳

۳۔ تذکرہ طیبہ،ص:۱۳

۴۔ ہم نام نامور مشمولہ ہفتہ وار سچ لکھنؤ ۲۵/دسمبر ۱۹۳۱ء

کارگزار کی طرح شریک کار رہے۔ خلافت کمیٹی اور انڈین نیشنل کانگریس کے ممبر بھی رہے(۱)۔

ان کی زندگی کا ہر لمحہ قومی زندگی کے لیے وقف تھا۔ شبانہ روز سفر میں رہتے تھے اور ملک کے طول وعرض میں مسلمانوں میں سیاسی شعور پیدا کرنے، علما کو متحد کرنے، ان کی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور سمجھانے میں قومی پلیٹ فارم پر بے شمار خطبے دیے اور تقریریں کیں۔ اس سلسلے میں بعض اسلامی ممالک کی سیاحت بھی کی۔ ۱۹۲۴ء میں مجلس خلافت نے ابن سعود اور شریف حسین تنازعہ طے کرانے کے لیے سید سلیمان ندوی (ف ۱۹۵۲ء) کی قیادت میں ایک وفد حجاز بھیجا تھا، اس وفد کے ارکان میں مولانا ماجد بھی شامل تھے(۲)۔

علم دین کے فروغ اور انسان کی روحانی و ذہنی تربیت کے لیے بھی انہوں نے غیر معمولی کوششیں کیں۔ ۱۳۱۷ھ/ ۱۹۰۰-۱۸۹۹ء میں جامع مسجد شمسی میں ان کے والد ماجد نے ندوۃ العلما کے قیام کے بعد مدرسہ شمسیہ کی بنا ڈالی۔ اس کی آبیاری مولانا ماجد کے ہی ہاتھوں ہوئی۔ انہوں نے منتخب اساتذہ جمع کیے، ہمدردانِ قوم سے زر کثیر جمع کر کے مدرسے کے لیے علیحدہ ایک دو منزلہ عمارت تعمیر کرائی۔ انگریز کلکٹر بہادر سے مدد حاصل کر کے اس مدرسے کے بلند و بالا دروازے ''کو گھنٹہ گھر'' کی صورت دی۔ ایک بورڈنگ ہاؤس تعمیر کرایا اور مسجد سے مدرسہ اس جدید عمارت میں منتقل کر دیا(۳)۔

اس مدرسے میں تعلیم کے معیار کو بلند کیا، درس نظامی کی تکمیل کے ساتھ ساتھ مولوی، عالم، فاضل، منشی وغیرہ کے امتحانات دلانے کا سلسلہ بھی جاری کیا۔[ص:۱۶۲]

مدرسہ میں ایک تعلیمی ماحول بنانے کے لیے لائبریری اور ایک ماہنامہ شمس العلوم (اجراء ستمبر ۱۹۱۴ء) جاری کیا۔ یہ ماہنامہ مطبع قادری بدایوں سے شائع ہوتا تھا اور دینی و علمی موضوعات پر معیاری مضامین پر بحث پیش کرتا تھا۔ ۱۹۳۱ء میں یہ رسالہ مولانا کی وفات کے ساتھ مرحوم ہوگیا۔

شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ تلمذ کے متعلق تحقیق نہ ہوسکا۔ ایک زمانے میں درگاہ قادریہ میں عرس قادری کے تحت مناقب خوانی کی مستقل ایک مجلس آراستہ کرتے تھے اور نعت و مناقب کا زوردار اہتمام کرتے، خود بھی ان مجالس میں کلام پیش کرتے۔

۱۔ مولانا محمد علی جوہر اور عبدالماجد بدایونی مشمولہ برگ گل کراچی ''جوہر نمبر'' ۱۹۸۰ء

۲۔ علامہ سید سلیمان ندوی، ص:۸۰ ۳۔ تذکرہ طیبہ، ص:۲۰

متعدد رسائل یادگار چھوڑے۔مطبوعہ رسائل کے نام یہ ہیں(۱): در بارِ علم، کشف الحقیقت مالا بار، سمرنا کی خونی داستان، عورت اور قرآن، خلاصۃ العقائد، خلاصۃ المنطق، خلافت الٰہیہ، خلافت بنواُمیہ، فلاح دارین، الاظہار، المکتوب، فصل الخطاب، درس خلافت، جذبات الصداقت، اعلانِ حق، خطبات عربیہ جمعہ وعیدین، التہدید، القول السدید☆۔

مسئلہ اذان خطبہ ثانیہ پر مولانا احمد رضا خاں بریلوی (ف ۱۹۲۱ء) اور اعتقادیات میں مولوی ابوالقاسم بنارسی کے چند رسائل کے رد بھی لکھے(۲)۔ کچھ عرصے تک مولانا سعید احمد دہلوی (ناظم جمعیۃ العلما) سے بھی تحریری وتقریری کشمکش جاری رہی(۳)۔

اتنی کثیر الجہت علمی وادبی اور ملی خدمات انجام دے کر ۳؍شعبان ۱۳۵۰ھ/۱۴؍دسمبر ۱۹۳۱ء کو واصل بحق ہوئے۔ مزار درگاہ قادریہ کے جنوبی دالان میں پختہ واقع ہے(۴)۔

بدایوں کے متعدد شعرا نے مرثیوں، قصیدوں اور قطعات کی صورت میں ان کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ ان میں ضیاء القادری، تولاؔ حسین تولاؔ اور ارشدؔ بدایونی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ یہ تمام منظومات کتابی صورت میں طبع ہو چکی ہیں۔ ضیاء القادری نے متعدد تاریخی قطعات کہے، ایک قطعہ حسب ذیل ہے(۵):

شہید ملت خیرالوریٰ ہوئے منظوؔر — حضور حق ہوئی منظور ان کی سعیِ بلیغ
سنِ شہادت مرحوم اے ضیاؔ کہیے — ہَز بَرِ بیشہ تنظیم، فاتح تبلیغ
۱۹۳۱ء — ۱۹۳۱ء

نمونۂ کلام میں ایک قطعہ نعتیہ دستیاب ہو سکا(۶)☆☆:

۱۔ تذکرہ طیبہ، ص:۲۰
۲۔ تذکرہ طیبہ، ص:۱۹
۳۔ سچ لکھنؤ ۲۲؍نومبر ۱۹۲۹ء
۴۔ تذکرہ طیبہ، ص:۳۳، مردانِ خدا، ص:۵۱۷
۵۔ تذکرہ طیبہ، ص:۶۷
۶۔ مدیر مدینہ قاضی بدرالحسن کی فرمائش پر یہ قطعہ نعتیہ لکھا گیا اور انھیں کے ادارہ سے شائع شدہ ایک کتاب میں (جس میں نثر ونظم میں نذرانہ عقیدت رسالت مآب ہے میں شامل ہوا۔ یہ کتاب ناقص الاول وآخر میرے کتبخانہ میں موجود ہے۔

☆ مولانا عبدالماجد بدایونی کا ایک رسالہ ''فتویٰ جوازِ عرس'' اور رسالہ ''القول السدید'' ایک ساتھ جدید تخریج وتحقیق (از مولانا دلشاد احمد قادری استاذ مدرسہ قادریہ بدایوں) کے ساتھ ''عرس کی شرعی حیثیت'' کے نام سے تاج الفحول اکیڈمی نے ۲۰۰۸ء/۱۴۲۹ھ میں شایع کیا ہے۔ (عبدالعلیم)

☆☆ مولانا عبدالماجد بدایونی کی بعض نعت ومناقب استاذ محترم مولانا اسید الحق قادری بدایونی نے ''تذکرۂ ماجد'' (تاج الفحول اکیڈمی بدایوں ۲۰۰۸ء/۱۴۲۹ء) میں درج کی ہیں۔ (عبدالعلیم)

وہ کون فخر رسل فخر انبیائے کل
وہ کون! سرورِ کونین، احمدِ مختار

امامِ ہر دو جہاں زیب و زینت دارین
بہارِ کون و مکان نکہت گل و گلزار

وہ جس کی ذات حدوث وقدم کی برزخ ہے
وہ جس سے ممکن وواجب میں ربط کا اظہار

وہ وجہِ عزت تخلیق و حاصلِ خلقت
وہ اصل خلق، خلائق کا سرور و سردار

وہ جس کے دم سے ہدایت کی روشنی پھیلی
جہاں سے دور ضلالت کے ہو گئے آثار

وہ جس کی دعوت وتبلیغ کا اثر یہ ہوا
سکھائی خلق کو تہذیب وخلق کے اطوار

صلاح نیک سے مہر وکرم سے لے کر کام
زمانے بھر کے بدوں کو بنایا نیکو کار

اوراس نے روح مساوات وحریت پھونکی
غلام اس کی اعانت سے ہو گئے احرار

وہ جس نے میٹ کے بدعات جاہلیت کے
بتائے نیک عمل، نیک کام، نیک اطوار

وہ جس نے قیصر وکسریٰ کے ملک چھین لیے
دکھا کے معجزہ صدق و عدل کے ہتھیار

سبق سیاست ملکی کا یہ عمل سے دیا
کہ پہلے رام کیا دشمنوں کو کر کے پیار

جوقتل کرنے کو آئے شہید بن کے گئے
جوسر اٹھا کے چلے، ہو گئے وہ خدمت گار

نیام قہر سے تیغ جلال بھی نکلی
مگر صلاح جب اس کے بغیر تھی دشوار

خدا کی عزت وعظمت کی راہ ومیداں میں
نہ ہو سکے کبھی حائل جبل و دشت و بحار

خدائے پاک کی توحید کی اشاعت سے
اسے نہ روک سکے دہر کے قوائے کبار

غلام اس کے ہوئے شاہ، شاہ اس کے غلام
وہ بوریئے پہ رہا تخت بخش، عرش وقار

وہ بیکسوں کا سہارا وہ بے بسوں کی اُمید
یتیم و بیوۂ مظلوم کا وہ جانبدار

وہ جانِ رحمت و شانِ کرم، کرم کی بوند
وہ اپنی امت بے کس کا مونس وغم خوار

وہ رونے والا گنہگاروں کے لیے شب بھر
وہ جس کی بخشش امت دعا تھی لیل ونہار

وہ عفو وحلم و کرم جس کا عام شیوہ تھا
اسی کا ایک گنہگار میں بھی ہوں بیمار

شفائے روح وجسد کا خدا سے طالب ہوں
بعزِ وجہِ محمد والہ الاطہار[ص:۱۶۴]

☆☆☆

قدیر-قدیر

محمد عبدالقدیر، ولد مولانا عبدالقادر، ساکن مولوی ٹولہ، عثمانی خاندان میں ۱۱رشوال ۱۳۱۱ھ/ ۱۷راپریل ۱۸۹۴ء کو بمقام بدایوں پیدا ہوئے۔ اپنے بڑے بھائی مولانا عبدالمقتدر بدایونی (ف ۱۹۱۵ء) کے زیرِ نگرانی تعلیم حاصل کی۔ مولانا محبّ احمد قادری، حکیم برکات احمد ٹونکی، مولانا عبدالعزیز رامپوری اور [ص:۱۵۲] بعض دوسرے علما سے تحصیل علم کیا (۱)۔

مولانا عبدالمقتدر بدایونی کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۲ء میں اجازت خلافت ملی اور ۱۹۱۵ء میں بھائی کی وفات کے بعد صاحبِ سجادہ ہوئے (۲)۔

ریاست حیدرآباد دکن میں عرصے تک مفتی کے عہدے پر فائز رہے۔ یہ سلسلہ کب سے قائم ہوا اس سلسلے میں مختلف سنہ مذکور ہوئے ہیں۔ ضیا علی خاں نے ۱۳۴۸ھ/ ۱۹۲۹ء اور پروفیسر مسعود احمد نے ۱۹۳۵ء تحریر کیا ہے (۳)۔ روزنامچہ گلبرگہ از سری کشن پرشاد (بدایوں ۱۹۲۳ء) میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ یہ روزنامچہ ۱۹۲۱ء کا مرقومہ ہے اس لیے صحیح سنہ ۱۹۲۱ء یا اس سے قبل کا ہونا چاہیے۔ ریاست حیدرآباد کے سقوط (۱۹۴۹ء) کے بعد اپنے وطن آ گئے۔

پروفیسر محمد مسعود احمد (کراچی) نے اس دور کی ہندوستانی سیاست میں ان کی شمولیت کو آشکارا کیا ہے۔ انہوں نے تصور پاکستان پیش کرنے کا سہرا علامہ اقبال کے سر سے اتار کر مولانا کے سر پر باندھ دیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ۱۹۲۵ء میں پاکستان کا جو مفصل خاکہ ایک رسالے کی صورت میں بنام ''ہندو مسلم اتحاد پر کھلا خط مہاتما گاندھی کے نام'' (مطبوعہ مسلم یونیورسٹی پریس علیگڑھ) شائع ہوا تھا اس میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ اسٹیٹ کی تجویز شامل تھی۔ اس کے مصنف قاضی عزیز الدین احمد بلگرامی کے بھائی عبدالقدیر نہیں بلکہ مولانا عبدالقدیر بدایونی تھے (۴)۔

یہ مسئلہ متنازعہ فیہ اور تحقیق طلب ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ مسئلہ برار، خلافت تحریک، جمعیۃ

۱۔ مردانِ خدا، ص:۵۳۱، ۵۳۲

۲۔ مردانِ خدا، ص:۵۳۱، ۵۳۲

۳۔ مردانِ خدا، ص:۵۳۲/ مولانا عبدالقدیر بدایونی ص:۲۱

۴۔ تقسیم ہند کی پہلی مفصل تجویز اور اس کا مصنف، ماہنامہ اظہار کراچی ۱۹۸۰ء

العلما ہند، مسئلہ فلسطین سے متعلق وہ سرگرم عمل رہے اور متعدد سیاسی کانفرنسوں میں خطبات صدارت پیش کیے۔ پروفیسر مسعود احمد نے ان کے چند خطبات کے اقتباسات نقل کیے ہیں(۱)☆۔

۳؍شوال ۱۳۷۹ھ/ ۳۱؍مارچ ۱۹۶۰ء کو بدایوں میں وصال فرمایا۔ درگاہ قادریہ میں اپنے برادر بزرگ کے پہلو میں آرام فرما ہیں (۲)۔ ان کی وفات پر مناقب وقطعات کا ایک مجموعہ ''نذرانۂ عقیدت'' کے نام سے ۱۹۶۰ء میں کراچی سے شائع ہوا۔ جاؔم نوائی کا یہ تاریخی قطعہ پسند کیا گیا(۳):

جمالِ حضرت عبدالقدیر کے صدقے — منور اور ہوا جاؔم آج باغ بہشت
لکھو یہ ہجری وہم عیسوی سنین وفات — پسند خاطر جنت، چراغ بزم بہشت
۱۳۷۹ھ — ۱۹۶۰ء[ص:۱۵۳]

اپنے وقت کے شیخ طریقت تھے۔ بدایوں والوں کے لیے وہ ایک ہادی اور روحانی رہنما کی حیثیت رکھتے تھے۔ ''تذکارِ محبوب'' کے نام سے ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء میں مولوی عبدالرحیم بدایونی نے ان کے حالات قلم بند کیے تھے۔ یہ کتاب اب نایاب ہے۔☆☆

اپنے اسلاف کی طرح شاعری سے انہیں بھی شغف تھا۔ بہت رواں اور جذب واثر میں ڈوبے ہوئے شعر کہتے تھے۔

تحریک آزادی ہند خصوصاً ترک موالات کے زمانے میں جب وہ بغداد کے لیے عازم سفر ہوئے تو انہوں نے ایک مثنوی باسم ''مثنوی غوثیہ'' لکھی جو اس دور کے شدائد قوم وذات کا عرض و اظہار بن گئی۔ یہ مثنوی ۹۴؍اشعار پر مشتمل ہے اور مولانا عبدالقادر فقیؔر بدایونی کے دیوان سوم ''گنجینۂ مظہر حق'' میں شامل ہے۔☆☆☆ نمونہ کلام:

نورِ حق آ گیا آئینہ وحدت بن کر — چمکی تقدیرِ جہاں عالم کثرت بن کر

۱۔ مولانا عبدالقدیر بدایونی ص:۲۹ تا ۳۵
۲۔ مردانِ خدا، ص:۵۳۴
۳۔ تاریخ گویان بدایوں، ص:۶۱

☆ حضرت کے خطبات ''خطبات صدارت'' کے نام سے استاذ محترم مولانا اسید الحق قادری نے ترتیب دیے ہیں، جو تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے ۲۰۰۸ء/ ۱۴۲۹ھ میں شایع کیے ہیں۔(عبدالعلیم)

☆☆ تذکار محبوب تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے نئی آب وتاب کے ساتھ ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء میں شایع کردی ہے۔(عبدالعلیم)

☆☆☆ یہ مثنوی استاذ محترم مولانا اسید الحق قادری کے تفصیلی مقدمے کے ساتھ ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء میں تاج الفحول اکیڈمی نے شایع کردی ہے۔(عبدالعلیم)

سب رسولوں کی رسالت کی سند دی تم نے / سب کے محضر میں رہے مہر نبوت بن کر
اپنی نظروں سے گرا آپ، تو عزت یہ ملی / پائی آغوش کرم اشک ندامت بن کر
عید میلاد میں اے قدّر ملے گی عیدی / عرش سے آئے گی پروانۂ عزت بن کر

☆

وصل اک حقیقت تھی ہجر اک فسانہ تھا / ہم تھے جب مدینے میں وہ بھی کیا زمانہ تھا
یاد ہے تو بس اتنا ہم تھے اور سجدے تھے / آگے بیخودی جانے کس کا آستانہ تھا

مثنوی غوثیہ سے چند اشعار بطور تبرک نقل کیے جاتے ہیں اگر چہ یہاں اس کا محل نہیں ہے لیکن مولانا عبدالقدیر کا کلام بالعموم اور نعتیہ کلام بالخصوص عام طور پر دستیاب نہیں ہے، لہٰذا یہ ضروری معلوم ہوا کہ ان کے کلام کو، وہ نعتیہ ہو یا نعتیہ نہ ہو، پیش کر دیا جائے تا کہ وہ اوراق تاریخ میں محفوظ ہو کر ان کے نام اور کلام کو زندہ رکھے:

سخت طوفانِ پریشانی ہے / سر سے اونچا مرے اب پانی ہے
اک گرفتارِ بلا کون کہ میں / بیکس و بے سروپا کون کہ میں
ایک پامالِ جفا کون کہ میں / مثل نقشِ کفِ پا کون کہ میں
ہمہ تن صورتِ بد اعمالی / ایک تصویر پریشاں حالی[ص:۱۵۴]
ہدفِ تیرِ ملامت کہیے / تودۂ ناوکِ آفت کہیے
ذرۂ گردِ رہِ ناکامی / سعی لاحاصل و بد انجامی
شکنِ دلقِ فقیری کہیے / گردِ دامانِ غریبی کہیے
پیکر بے سر و سامانی ہوں / ایک آئینہ حیرانی ہوں
ایک میرا ہی نہیں ہے یہ حال / ہر مسلماں کے یہی ہیں احوال
کفر کعبے کا نگہبان ہوا / موت کا اپنی یہ سامان ہوا
[ص:۱۵۵]

☆☆☆

حامدؔ

مولانا عبدالحامد ولد حکیم عبدالقیوم قادری ساکن مولوی ٹولہ، عثمانی خاندان میں ۱۴ر جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ/ ۷ر دسمبر ۱۹۰۰ء کو آبائی مکان (بمقام بدایوں) میں پیدا ہوئے (۱)۔ درس نظامی کی تکمیل اپنے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونی کے زیرِ نگرانی مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں اور مدرسہ شمس العلوم بدایوں سے [ص:۱۰۸] کی۔ مؤخرالذکر مدرسے کے بعد میں مہتمم بھی بنے۔ مولانا عبدالمقتدر اور مولانا عبدالقدیر سے بیعت وخلافت حاصل تھی۔

مولانا عبدالماجد کے ہمراہ سیاسی جلسوں میں شرکت شروع کی۔ رفتہ رفتہ مسلم لیگ کے ہمنوا بن گئے اور لیگ ہی کے پلیٹ فارم سے ہندوستان کی مسلم سیاست میں ایک پر جوش مقرر اور مبلغ کی صورت میں نمایاں ہوئے اور ''مجاہد ملت'' کے لقب سے یاد کیے گئے۔

ان کی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۱۸ء سے ہوا، جب وہ پہلی مرتبہ مسلم لیگ کے اجلاس دہلی میں شریک ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں جب خلافت تحریک کو کل ہندوستان میں منظّم طریقے پر تشکیل دینے کا پروگرام مرتب ہوا تو مولانا نے بھی اپنے بھائی کی طرح ملک کے دور دراز حصوں کا دورہ کیا اور ضلعی، صوبائی اور مرکزی کمیٹیاں قائم کرانے میں بقدر استطاعت حصہ لیا۔

۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ کونسل کے ممبر نامزد ہوئے۔ ۴۶-۱۹۴۵ء کے انتخاب میں مسلم لیگ کی حمایت اور کانگریس کی مخالفت میں ان کی تقریریں بڑی مؤثر ثابت ہوئیں۔ خاص طور پر صوبہ سرحد میں ان کی تقاریر نے ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اس طرح مسلم لیگ اپنے اثرات قائم کرنے میں کامیاب ہوئی۔ اس کامیابی سے خوش ہو کر محمد علی جناح نے انہیں ''فاتح سرحد'' کا خطاب دیا (۲)۔

۱۹۴۷ء کے اواخر میں وہ کراچی گئے اور وہاں پاکستان کے دستور سازی کے سلسلے میں دوسرے علما کے ساتھ ساتھ وہ بھی فعال رہے۔ جب حکومت پاکستان نے اسلامی مشاورتی کونسل بورڈ قائم کیا تو ان کو بھی اس کا ممبر نامزد کیا۔

۱۹۵۳ء میں ختم نبوت تحریک کو خلاف شرع اور خلاف قانون قرار دیے جانے پر انہیں قید و

۱۔ تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے۔ راقم نے ان کے تاریخی نام ''محمد ذوالفقار حق'' کو صحیح مانا ہے۔

۲۔ مجاہد آزادی مولانا عبدالحامد، مشمولہ مجلّہ بدایوں کراچی، اگست ۱۹۹۳ء

بند کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں۔

وہ صرف سیاسی آدمی نہ تھے بلکہ مبلغ اسلام بھی تھے۔ چنانچہ انہوں نے قیام پاکستان کے بعد جمعیۃ علمائے پاکستان کی بنا ڈالی اور ایک جامعہ تعلیمات اسلامیہ (کراچی) قائم کیا، جواب صرف بدایونی کالج بن کر رہ گیا ہے۔ ۲۰؍جولائی ۱۹۷۰ء کو کراچی میں واصل بحق ہوئے۔ مزار بدایونی کالج کے احاطہ میں واقع ہے(۱)۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی حیات ہیں۔

وہ ایک اچھے قلمکار بھی تھے۔ ۱۹۳۵ء میں نواب الٰہی بخش خاں معروفؔ دہلوی (ف ۱۸۲۷ء) کا[ص:۱۰۹] دیوان (دیوان معروف) انہیں کی کوششوں سے نظامی پریس بدایوں سے طبع ہوا۔ اس دیوان کے نسخے کی صحت خود انہوں نے کی اور اس پر ایک مقدمہ بھی لکھا جو معروفؔ کے خاندانی حالات اور مرزا نصر اللہ خاں صدر محاسب حکومت حیدر آباد کی مدح وستائش پر مشتمل ہے۔

صاحب تذکرہ ''اکابر اہل سنت پاکستان'' (مطبوعہ کانپور بار اول سنہ ندارد) نے ان کی چودہ تصانیف کے نام درج کیے ہیں لیکن ان کے مطبوعہ یا غیر مطبوعہ ہونے کی صراحت نہیں☆۔

نعت کے خوش فکر شاعر تھے۔ بہت کچھ کہا مگر سیاسی مصروفیات کے سبب اس کی اشاعت پر توجہ نہ دے سکے☆☆۔ شہید حسین نے ان کا حسب ذیل کلام نقل کیا ہے:

السلام اے سبز گنبد والے آقا السلام — السلام اے امت بیکس کے مولا السلام
السلام اے عرشِ حق پر جانے والے السلام — السلام اے جَو کی روٹی کھانے والے السلام
السلام اے حامد و محمود، احمد السلام — السلام اے مصطفیٰ فخرِ اب و جد السلام
السلام اے دو جہاں کے تاج والے السلام — السلام اے بیکسوں کی لاج والے السلام
السلام اے سیدالکونین سلطانِ حجاز — السلام اے دستگیر عاصیاں بیکس نواز
السلام اے آنکہ دربان درش روح الامیں — السلام اے آنکہ محتاجش سلاطینِ زمیں

۱۔ مجاہد آزادی مولانا عبدالحامد، مشمولہ مجلّہ بدایوں کراچی، اگست ۱۹۹۳ء

☆ مولانا عبدالحامد بدایونی کی تقریباً تمام تصانیف مطبوعہ ہیں۔ تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے مولانا کی تین کتابیں شایع کی ہیں۔ (۱) تصحیح العقائد (عقائد اہل سنت) تخریج وتحقیق مولانا دلشاد احمد قادری ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء۔ (۲) دعوت عمل: ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء۔ (اس کتاب کا انگلش، ہندی، گجراتی اور مراٹھی ایڈیشن بھی تاج الفحول اکیڈمی شایع کر چکی ہے) (۳) فلسفہ عبادات اسلامی: ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء۔ (عبدالعلیم)

☆☆ مولانا عبدالحامد بدایونی کا نعتیہ ومنقبتیہ کلام ان کے پوتے نے کراچی سے ''جذبات حامد'' کے نام سے دو حصوں میں شایع کیا ہے۔ (عبدالعلیم)

السلام اے صاحبِ معراج سلطانِ رسل / السلام اے گلشن آرائے بہارِ جز و کل
السلام اے بحرِ رحمت صاحبِ خلق عظیم / السلام اے سر بسر تفسیرِ قرآن کریم
السلام اے رحمت باری شفیع المذنبین / السلام اے فیض جاری رحمۃ اللعالمین
السلام اے اشرف و اکرم ز جملہ ماسوا / السلام اے افضلِ مخلوق حق بعد از خدا

☆

السلام اے خلق کے فریاد رس حاجت روا / السلام اے کارساز و یا محمد مصطفیٰ
یا رسول اللہ لیجے ہم غلاموں کا سلام / دست بستہ حاضرِ دربار ہیں بیکس غلام
پڑ گئی ہے جس کی جانب آپ کی چشم کرم / لطفِ حق اس کی طرف ہے اپنی آنکھوں کی قسم
جو طلب جس نے کیا سرکارِ والا جاہ سے / مرحبا شان کرم پایا وہی اللہ سے
آپ ہی کی سمت پھیلاتے ہیں سب دستِ طلب / اپنی منہ مانگی مرادیں آپ سے پاتے ہیں سب
حالتِ امت سے ہو چشم کرم بہرِ خدا / مبتلائے رنج و غم ہیں آپ کے در کے گدا
وہ پیارا آپ کا اسلام جس کو پیار سے / پرورش فرمایا آغوشِ کرم میں آپ نے

[ص:۱۱۰]

اپنے شہزادوں کو تم نے جس پہ قرباں کر دیا / جس کی حرمت پر شہیدانِ وفا نے سر دیا
جس کی خاطر بدر میں اے صدرِ بدر کائنات / خلد سے اللہ نے بھیجی فرشتوں کی بارات
کیا ستم ہے کیا قیامت آج اس اسلام پر / کر رہے ہیں جور بے حد دشمنانِ کینہ ور
کر رہے ہیں کوششیں اعدائے دیں یہ صبح و شام / دین برحق کا رہے باقی نہ اب دنیا میں نام
ہو ہلالی پرچم اسلام بے نام و نشاں / حکمرانِ خلق ہوں باطل پرستانِ جہان

☆

یا رسول اللہ گو مجرم ہیں شیدائی ضرور / نام لیوا تو مگر ہیں آپ کے ہی سب حضور
چشم رحمت سے گنہگاروں کی حالت دیکھیے / سبز گنبد سے ذرا اب سوئے امت دیکھیے
رحمۃ اللعالمین للہ چشم لطف ہو / مسلم بیکس کی کچھ تو گریہ و زاری سنو
یا رسول اللہ صدقہ حضرتِ حسنین کا / واسطہ صدیق کا فاروق و ذوالنورین کا

[ص:۱۱۱]

ہادؔی

محمد عبدالہادی عرف محمد میاں ولد مولانا عبدالقدیر، ساکن مولوی ٹولہ، شیوخ عثمانی کے یہاں رجب ۱۳۳۱ھ/ جون ۱۹۱۳ء کو پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا عبدالمقتدر کے زیرِ نگرانی تعلیم حاصل کی۔ والد ماجد کے علاوہ مفتی حبیب الرحمٰن اور مفتی عزیز احمد سے درسیات کی تکمیل کی۔ الٰہ آباد بورڈ سے فاضلِ دینیات اور فاضلِ ادب کے امتحانات پاس کیے۔

والد کے ہمراہ حیدرآباد پہنچے اور جامعہ عثمانیہ سے تعلیمی سلسلہ استوار کیا۔ ۱۹۴۰ء کے آس پاس حیدرآباد میں درس و تدریس کے پیشہ سے وابستہ ہو گئے۔ مختلف کالجوں میں تعلیمی خدمات انجام دے کر ۱۹۷۸ء میں نظام کالج حیدرآباد سے پنشن لی۔ کچھ عرصے بعد بدایوں آ گئے اور یہیں پیغام اجل آ پہنچا۔ ۲۲ر جون ۱۹۹۴ء کو وصال فرمایا۔ تدفین درگاہ قادریہ میں ہوئی۔

۱۹۳۰ء میں وہ ازدواجی زندگی سے منسلک ہوئے۔ ۵ر لڑکے اور ۴ر لڑکیاں یادگار ہیں۔

اپنے والد کے ہاتھ پر بیعت تھے۔ شاعری میں گاہے گاہے انہیں سے اصلاح لی۔ کچھ دن لطفؔ بدایونی کو بھی کلام دکھایا۔ انتہائی وارستہ مزاج انسان تھے۔ ہمہ وقت سرشاری کی کیفیت طاری رہتی۔ دیوان مرتب نہیں کیا☆۔ کلام بیشتر نعت و مناقب تک محدود ہے۔

نمونۂ کلام:

ارضِ بطحا میں وہ آفتاب آ گیا ساری دنیا میں اک انقلاب آ گیا
واقف سرّ مکنون، امّی لقب ساتھ میں لے کے ام الکتاب آ گیا
اس گنہگار کے جرم تھے بے شمار صاحب رحمت بے حساب آ گیا
گھر سے نکلا تو پتھر نے چومے قدم سایہ کرنے کو سر پر سحاب آ گیا

☆ مولانا ہادی القادری کی نعت و مناقب کے دو مجموعے ''نغمۂ قدسی اساس'' اور ''خرابات'' موصوف کے بھتیجے جناب فرید اقبال قادری نے کراچی سے بالترتیب ۱۴۲۱ھ اور ۱۴۲۲ھ میں شایع کیے ہیں، ایک بہاریہ مجموعہ ''خمیازۂ حیات'' (جو مولانا نے خود ترتیب دیا تھا) تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے ۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ میں شایع کیا۔ اردو، فارسی اور عربی کی کچھ متفرق نعت و مناقب اور غزلیات و قصائد استاذ محترم مولانا اسید الحق قادری نے ''باقیات ہادی'' کے نام سے مرتب کیے ہیں، جو تاج الفحول اکیڈمی بدایوں نے ۲۰۰۹ء/ ۱۴۳۰ھ شایع کیے۔ (عبدالعلیم)

خوب ہجرت کی شب ایک ہی برج میں آفتاب آ گیا ماہتاب آ گیا
آ گیا ان کے دریائے رحمت میں جوش گریہ کیا، کام روز حساب آ گیا
آنسوؤں کی کرامت کہ میں روزِ حشر لے کے ہاتھوں میں سادہ کتاب آ گیا
جب مصیبت میں ہادیؔ پکارا انہیں مژدہِ نصرت و فتح باب آ گیا

☆

مے بھی ہے جام بھی ہے جشن طرب ہے ساقی میں رہوں تشنہ دہن یہ تو غضب ہے ساقی
کتنے مجھ جیسے مے آشام پڑے ملتے ہیں تیرا فیضانِ کرم رحمت رب ہے ساقی
رند کے لب پہ ہنسی، دل میں خوشی آنکھ میں نور مائل لطف و کرم تو ہے تو سب ہے ساقی
[ص:۱۷۳]
جب بھی، جتنی بھی، جہاں چاہوں کسی طرح ملے کیف وکم، این ومتیٰ عشق میں کب ہے ساقی

☆

تیری بخشش کی سخی دھوم بڑی ہے داتا دیکھ دروازے پہ مخلوق کھڑی ہے داتا

☆

بیمار اس امید پہ بے ہوش رہا اور دیتے رہیں اے کاش وہ دامن کی ہوا اور
داتا کے تصرف میں ہے رحمت کا خزانہ دیتے ہوئے کہتا ہے بتا چاہیے کیا اور
تجھ سے ہی ترا ہادیؔ مضطر ہے سوالی جا بھی کہیں سکتا ہے بھلا تیرا گدا اور
[ص:۱۷۴]

☆☆☆

سالم

(حضرت) عبدالحمید محمد سالم عرفیت سالم میاں ولد مولانا عبدالقدیر ساکن مولوی ٹولہ، عثمانی خاندان میں ۲۶ر شعبان ۱۳۵۸ھ/ ۱۱ر نومبر ۱۹۳۹ء کو بمقام حیدرآباد پیدا ہوئے۔ ان دنوں ان کے والد ماجد والی دکن کے یہاں ''مفتی اعظم'' کے عہدۂ جلیلہ پر فائز تھے۔

رسم تسمیہ خوانی کے بعد قرآن حفظ کرنا شروع کیا جس کی تکمیل ۱۹۴۶ء میں ہوئی۔ حفظ قرآن سے فارغ ہو کر عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ درسیات کی جملہ تعلیم اپنے والد ماجد، مدرسہ قادریہ کے استاذ مولانا محمد اقبال حسن قادری (ف ۱۹۸۸ء) اور مفتی محمد ابراہیم سمستی پوری (ف ۱۹۸۷ء) سے کی۔ والد کی وفات کے بعد ۱۹۶۰ء میں بیعت وخلافت کے مجاز ہوئے۔

۱۹۶۱ء میں پہلی اور ۱۹۷۲ء میں دوسری شادی کی، دونوں سے اولادیں بقید حیات ہیں۔

شاعری کا ذوق بچپن سے ہے، صرف نعت ومنقبت کہتے ہیں، تلمذ کسی سے نہیں۔ ایک پاکٹ سائز مجموعہ ''نوائے سروش'' (بدایوں سنہ ندارد) شائع ہو چکا ہے☆، جس میں تقریباً ۱۵ر نعتیں اور ۱۲ر مناقب ان کی اپنی شامل ہیں۔ نثر میں ایک کتاب ''محبت، برکت اور زیارت'' (پونہ ۱۹۹۶ء) ترتیب دی ہے جو نظر سے نہیں گزری۔

سادہ مزاج، خوش اخلاق، کشادہ دل بزرگ ہیں۔ اپنے اکابر کا عرس بڑے اہتمام سے مناتے ہیں اور ایک نعتیہ مشاعرہ بھی آراستہ کرتے ہیں۔ اہل بدایوں کے دلوں میں ان کا بڑا احترام ہے، جس کے وہ جائز مستحق ہیں۔ نمونۂ کلام

جو بیٹھا ہوں لکھنے مَیں نعت رسول — تو اشعار کا ہو رہا ہے نزول
جو اک حرف بھی ان کو آئے پسند — تو سمجھو، ہوئی ساری محنت وصول

☆ نوائے سروش ۱۹۹۱ء میں تاج الفحول اکیڈمی نے شایع کیا، ایک مجموعہ نعت ومناقب ''معراج تخیل'' کے نام سے تاج الفحول اکیڈمی نے ۱۹۹۸ء میں شایع کیا۔ ایک مجموعۂ نعت ''مدینے میں'' تاج الفحول اکیڈمی نے ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء میں شایع کیا، اس میں صرف وہ نعتیں ہیں جو آپ نے مدینہ منورہ کے دوران قیام نظم فرمائیں ہیں۔ (عبدالعلیم)

ملک پیش کرتے ہیں صبح ومسا
سلاموں کے گجرے درودوں کے پھول
نہ تھا کوئی ان سا نہ ہوگا کہیں
یہی کہتے ہیں سارے اہلِ عقول
ہیں شمس و قمر عکس روئے نبی
ہے یہ کہکشاں ان کے قدموں کی دھول
محبت نہ کیوں ہو نبی سے مجھے
کہ ہیں میرے آقا محبّ رسول
کہاں ان سا آقا رؤف الرحیم
کہاں مجھ سا بندہ ظلوم و جہول
[ص:۱۲۴]

☆

مئے حبِّ نبی سے جس کا دل سرشار ہوتا ہے
ہمیشہ موردِ لطف شہ ابرار ہوتا ہے
ہزاروں مشکلیں ہوں سخت کیسے ہی مراحل ہوں
زباں پران کا نام آتے ہی بیڑا پار ہوتا ہے
بلایا ہے مرے آقا نے پھر مجھ کو مدینے میں
عطا سرکار سے کیا دیکھیے اِس بار ہوتا ہے
کرم جس پر بھی ہو جائے مرے سرکار کا سا لم
اسے دونوں جہاں میں اور کیا درکار ہوتا ہے

☆

تاج اور تخت نہیں چاہیے حاشا مجھ کو
دے مدینے کی گدائی مرے مولیٰ مجھ کو
ہر گھڑی پاس میں سامان سفر رکھتا ہوں
جانیں کس وقت بلالیں مرے آقا مجھ کو

☆

نبی کے چاہنے والے خدا کی بات کرتے ہیں
خدا والے محمد مصطفیٰ کی بات کرتے ہیں
تکلم کی، تبسم کی، عطا کی، غم گساری کی
مزے لے لیکے ہم ہر ہر ادا کی بات کرتے ہیں
[ص:۱۲۵]

☆☆☆

بدایوں کے مہر و ماہ

(بدایوں ۱۹۹۴ء، طبع اول)

چودھری صغیر حسن صدیقی

پیرطریقت عبدالحمید سالم القادری

(زیب سجادہ آستانۂ عالیہ قادریہ بدایوں)

بدایوں جس کو مدینۃ الاولیا بھی کہتے ہیں، اس میں ہر سلسلے کے بزرگ رہے ہیں۔ جس میں قادری بھی ہیں چشتیہ بھی، سہروردیہ اور نقشبندیہ بھی۔ مگر جو فضیلت قادریہ سلسلے کے خاندان عثمانی کو نصیب ہوئی اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اسی خاندان کے ایک جانشین حضرت عبدالحمید سالم القادری ہیں، جن کی ولادت حیدرآباد ۲۶ رشعبان المعظم ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۱ رنومبر ۱۹۳۹ء کو ہندستان میں ہوئی۔ اگرچہ میاں آزاد خیال بالکل نہیں ہیں بلکہ پکے مقلد ہیں۔

بزرگوں کی اس خاندان کے لیے ایسی دعا ہے جو مقبولِ بارگاہ بھی ہے کہ کئی سو برسوں کے بعد بھی اس کی فضیلت اور برتری برقرار ہے جو علمیت، ریاضت، روحانیت کے ساتھ ساتھ ذہانت خوش طبعی اور صبر و تحمل اس خاندان کا طرۂ امتیاز ہے اور جس پر ذکر اللہ حبِ رسول اور اس شعر کا ؎

فقیرِ قادری کو روز و شب آٹھوں پہر ہر دم
وظیفہ ورد ہے یا غوث یا محبوبِ سبحانی

کا پورے طور سے اطلاق ہوتا ہے۔ میاں کا قد موزوں، رنگ گندمی سے کھلتا ہوا، سینہ کشادہ، پیشانی چوڑی، مشرع، پارسائی [ص:۲۲۳] کا عمامہ سر پر، آنکھوں میں حیا اور ذہانت، چھوٹے چھوٹے قدموں سے چلنے کے عادی، نظریں حیا و شرم کے بوجھ سے جھکی جھکی، چہرہ جاذبِ نظر اور معصومیت لیے ہوئے، جن کے دیدار سے ایک فرحت نصیب ہوتی ہے کیوں کہ ان کو دیکھ کر خدا یاد آتا ہے اور بے ساختہ زبان پر سبحان اللہ آجاتا ہے۔ باتیں ایسی کہ گھنٹوں سننے کو جی چاہے، نماز پانچ وقت باجماعت ادا کرنے کے عادی مگر ان کی نماز نماز ہے اور نماز کی ادائیگی جوانوں جیسی مگر خشوع و خضوع بزرگوں جیسا۔ علم کے ساتھ عمل سے مالا مال کیوں کہ:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

اور سب سے زیادہ سنیت کے علمبردار اور وہابیت سے انکار، اسلامی جماعت کے طرفدار جماعتِ

اسلامی سے فرار اور محبت رسول میں سرشار خود فرماتے ہیں:

دن ہو تو مَیں کھو جاؤں گلیوں میں مدینے کی اور شب کو سناؤں میں قرآن مدینے میں

با اخلاق با اصول متواضع، ایسے مہذب کہ جن کی گود میں ایک دینی تہذیب خود پرورش پا رہی ہے ''کم گفتن کم خفتن کم خوردن'' کے سچے عامل، قاضئ شہر، ہزاروں کے پیر، مسلمانوں کے رہنما، ہاں شدّت پسند نہیں اعتدال پسند۔ مولوی محلّہ کے رہنے والے ہی نہیں بلکہ مکمل اور مستند مولوی، پرانی وضع قطع کے نہیں بلکہ کچھ کچھ جدید بھی۔ ایک اعلیٰ ادبی ذوق کے مالک، خود بھی اچھے نعتیہ شاعر، کئی کتابوں کے مصنف، دوسرے مولویوں کی طرح مرغا کھانے کے کم عادی مگر کھلانے کے بہت شوقین، ہر ایک کی سننے والے، غریبوں کے ہمدرد، بدایوں شہر کی آبرو، ہم سب کے لیے ایک مسرت[ص:۲۲۴] فضلِ رسول ﷺ سے فضلِ رسول علیہ الرحمۃ کے پرپوتے، خدائے قادر کی قدرت سے عبدالقادر کے پوتے، عبدالقدیر کی تقدیر سے ان کے فرزند اصغر و جانشین۔ مَیں تو جب کبھی سالم میاں قبلہ کو دیکھتا ہوں تو غالبؔ کا یہ شعر بے ساختہ زبان پر آجاتا ہے ۔

ان کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق

وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

ہزاروں ان کے خدمت گار اور یہ قوم کے سچے خادم بلکہ مخدوم، اگر چہ زندگی خود ایک سفر ہے مگر ہمارے سالم میاں نے سفر کو زندگی دی ہے۔ اسی لیے ہم میاں کو ایک اچھا سیاح بھی کہہ سکتے ہیں مگر ان کی یہ سیاحت کسی اور وجہ سے نہیں بلکہ خالص دین کے لیے، جس کو ہم دینی و روحانی سیاحت کا بھی نام دے سکتے ہیں۔ آپ نے کئی حج کیے ہیں اور سلسلہ جاری ہے۔ بغداد شریف کی حاضری تو آپ کا معمول ہے۔ دوسرے اور مزارات پر بھی آپ اکثر و بیشتر حاضری دیتے رہتے ہیں۔ جس کی مثال یوں دے سکتا ہوں کہ مَیں ایک بار اپنے والد بزرگوار مرحوم کے ساتھ بلرام شریف کی زیارت کے لیے گیا تھا۔ پیرطریقت کسی دوسرے سفر پر جا رہے تھے اور بلرام شریف آیا تو آپ نے وہاں رک کر زیارت کا شرف حاصل کیا۔ مَیں وہیں مقیم تھا، واپسی پر بھی میاں نے یہی عمل کیا۔

دینی و روحانی خدمت آپ کا شعار ہے۔ مسکرا کر بات کرنا آپ کی عادت میں شامل ہے۔

اپنے ادبی ذوق کو آپ بڑے بڑے نعتیہ مشاعرے منعقد کرا کر پورے کرتے رہتے ہیں تا کہ دوسروں میں بھی ایسا جذبہ پیدا ہو سکے۔ برسہا برس سے آپ کے یہاں عربی کا ایک مدرسہ برابر چل رہا ہے جو ایک ملی ضرورت کو پورا کر رہا ہے اور [ص: ۲۲۵] مدرسہ شمس العلوم کے آپ صدر بھی ہیں۔ آپ کے یہاں گیارھویں شریف کی نیاز بڑے تزک و احتشام سے ہوتی ہے، جلوس محمدی آپ کی قیادت میں بڑی شان و شوکت سے نکالا جاتا ہے۔ جامع مسجد شمسی نے آپ کی صدارت میں ایک نئی روشنی حاصل کی ہے، درگاہ قادریہ کے آپ سجادہ نشین ہیں، اگرچہ میاں فقیر منش ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے میاں کو دینی و دنیاوی دونوں قسم کی دولتوں سے خوب نوازا ہے۔ ہم سب کی اور مجھ خاکسار کی اللہ پاک سے دعا ہے:

تا ابد قائم یونہی تیرا میخانہ رہے

میں ہوں اے میرے غوث الوریٰ آپ کا — آپ کا ہاں فقط آپ کا آپ کا

ہے مرے پاس کچھ بھی نہیں — کیسے کہہ دوں مرے پاس سب کچھ دیا آپ کا

[ص: ۲۲۶]

☆☆☆

علماء العرب
في شبه القارّة الهندية

(المكتبة الوطنية بغداد ،العراق ١٩٨٦ء)

يونس الشيخ ابراهيم السامرائی

الشيخ عبدالمجيد البدايونی

(عربي من ذرية عثمان بن عفان)

الشيخ الفاضل عبدالمجيد بن عبدالحميد بن محمد سعيد بن محمد شريف بن محمد شفيع العثمانی الأموي البدايوني. أحد مشايخ الصوفية.

ولد لليلة بقيت من رمضان سنة سبع و سبعين ومائة وألف، وتربى فی كنف الشيخ محمد علي البدايوني وقرأ عليه مبادیء العلوم ثم سافر الی بلاد (أوده) و درس على الشيخ ذي الفقار علي الديوي ثم ذهب الی (مارهره) وأخذ الطريقة عن السيد آل احمد المارهروی ولازمه مدة طويلة، وذهب الی الحجاز وأدى فريضة الحج وله ثمانون سنة.

ومن مؤلفاته (مواهب المنان شرح جواهر الرحمن) في التصوف وله رسالة في الرد على الروافض، ورسالة في الرد على الوهابية.

مات لسبع عشرة خلون من محرم سنة ثلاث وستين ومائتين وألف كما في كتاب (تذكرة العلماء) للناروي. [ص:٦٣٥]

☆☆☆

المصدر

١. تذكرة العلماء ص ١٠٩، تاليف مهدي بن نجف علي الفيض آبادی الناروي.

٢. نزهة الخواطر ج ٧/ص ٣١٨.

الشيخ فضل رسول البدايونى

(عربي من ذرية عثمان بن عفان)

الشيـخ العـالم الفقيه فضل رسول بن عبدالمجيد بن عبدالحميد العثمانى الاموي البدايوني أحد فقهاء الحنفية.

ولد في شهر صفر سنة ثلاث عشرة ومائتين وألف، وقرأ العلم على جده ثم سـافـر الـى لكهنؤودرس على الشيخ نور بن أنوار الأنصاري اللكهنوي ثم تعلم الطب على الحكيم ببر علي الموهاني ببلدة (دهولپور) وأقام بها زمانا، ثم طلبه والـده إلـى (بـدايـون) وأقـام بهـا مـدة من الزمن ثم سافر الى (بنارس) واشتغل بـمـداوة الناس مدة طويلة، ثم رجع الى بلدته وأخذ الطريقة عن أبيه وسافر الى الـحـجـاز وأدى فـريضة الحج وأخذ عن الشيخ عبدالله سراج المكي والشيخ عـابـد السـندي المدني ورجع الى الهند واقام بها مدة وعاد الى الحجاز وأدى فـريـضة الـحـج مـرـة ثـانية وزار (بـغداد) وأخذ الطريقة عن السيد علي نقيب الأشراف بها، ثم عاد الى الهند وحصل له القبول بحيدرآباد، وكان يتردد إليها ويجالس الأمراء، وكان فقيها جدليا شديد التعصب لارائه.

مـن مؤلفاته (المعتقد المنتقد) و (البوارق المحمدية) و (تصحيح المسائل) و (سيف الـجبـار) و (فـوز الـمـؤمنين) و (تلخيص الحق) و (إحقاق الحق) وله كتب و شروح و تعليقات أخرى. [ص:٢٦٢]

تـوفـى لثـلاث خـلون من جمادي الآخرة سنة تسع و ثمانين ومائتين والف ولـه مـن الـعـمـر سبع وسبعون سـنة كـمـا فـى كتـاب. (تـذكـرة علمـاء الهند)[ص:٢٦٣]

☆☆☆

المصدر

١. تذكرة علماء الهند ص ١٣٦.　　٢. نزهة الخواطر ج ٧/ص ٣٨٦.

الشيخ فيض أحمد البدايونى

(عربي من ذرية عثمان بن عفان)

الشيـخ الفاضل فيض أحمد بن غلام أحمد بن شمس الدين بن محمد علي العـثـمـانـي الأمـوي البـدايوني – أحد الفضلاء المشهورين في عصره ولد سنة ثـلاث وعشـريـن ومـائتيـن والف بـمدينة (بدايون) وقرأ العلم على خاله فضل رسول بن عبدالمجيد البدايونى، فولي الإنشاء ببلدة (إله آباد)

ومـن مؤلفاته حاشية على (شرح هداية الحكمة) للشيرازي، وحاشية على (فصوص الفارابي) وثلاثة دوادين في الشعر العربي والفارسي والهندي.

أما ديوانه بالعربية فكله في مديح السيد عبدالقادر الجيلانى رضى اللّٰه عنه توفي سنة أربع وسبعين ومائتين وألف. [ص:٦٦٥]

☆☆☆

المصدر

١. وفيات الأعلام ص ١٢٦، تاليف الشيخ خوب اللّٰه

٢. نزهة الخواطر ج ٧/ص ٣٨٩–٣٩١.

الشيخ محيى الدين البدايونى

(عربي من ذرية عثمان بن عفان)

الشيخ الفاضل محيى الدين بن فضل رسول العثماني الأموى البدايونى– أحد فقهاء الحنفية.

ولد بمدينة (بدايون) سنة ثلاث وأربعين ومائتين وألف وقرأ الكتب المتعارفة على والده وأخذ عنه الطريقة وصنف وأفتى ودرس، ومن مؤلفاته حاشية على (مير زاهد رسالة) وحاشية على (كليات القانون) و (شمس الايمان) ورسالة في الرد على الوهابية.

مات لست خلون من ذي القعدة سنة سبعين ومائتين وألف بسهارنپور كما في كتاب (تذكرة علماء الهند). [ص:٢٨٨]

☆☆☆

المصدر

١. تذكرة علماء هند ص ١٦٢.

٢. نزهة الخواطر ج ٧/ص ٤٨١.

الشيخ عبدالقادر البدايوني

(عربي من بني امية)

العالم الفقيه الشيخ عبدالقادر بن فضل رسول العثمانى الحنفى الماتريدي البـدايـونـى أحـد العلماء المشهورين في بلاد الهند – من ذرية عثمان بن عفان الأموى رضى اللّٰه عنه.

ولد ببلدة بدايون سنة ١٢٥٣ﻫ ونشأ بها، وقرأ العلم على الشيخ نور أحمد البـدايـونـى، والـعـلامة فـضـل حق بن إمام الخير آبادى وأدى فريضة الحج ثم درس في مكة الحديث على الشيخ جمال عمر المكي ثم رجع الى الهند.

وكـان عـلـى جـانـب مـن الـعـلـم والمعرفة وقد الف عدة كتب منها سيف الاسلام المسلول على المناع لعمل المولد والقيام، وأحسن الكلام في تحقيق عـقـائـد الاسـلام، وحقيقة الشفاعة على أهل السنة والجماعة وشفاعة السائل بتحقيق المسائل وغيرها.

مات سنة ١٣١٩ﻫ ببلدة بدايون[ص:٢٩٨]

☆☆☆

المصدر

١. سير المتأخرين ص ٩٧.

٢. نزهة الخواطر ج ٨/ص ٢٧٦.

مطبوعات تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

۱	**احقاق حق**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۲	**عقیدۂ شفاعت** (اردو، ہندی، گجراتی)	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۳	**اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۴	**اکمال فی بحث شد الرحال**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۵	**فصل الخطاب**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۶	**حرز معظم**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۷	**مولود منظوم مع انتخاب نعت ومناقب**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۸	**شوارق صمدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ**	سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی
۹	**شمس الایمان**	مولانا محی الدین قادری بدایونی
۱۰	**تحقیق التراویح**	نور العارفین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی
۱۱	**الکلام السدید**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۲	**رد روافض**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۳	**سنت مصافحہ**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۴	**احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام**	تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی
۱۵	**تبعید الشیاطین**	حافظ بخاری مولانا شاہ عبدالصمد سہسوانی
۱۶	**مردے سنتے ہیں؟**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۱۷	**مضامین شہید**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۱۸	**ملت اسلامیہ کا ماضی حال مستقبل**	مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی
۱۹	**عرس کی شرعی حیثیت**	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۲۰	**فلاح دارین** (اردو، ہندی)	مولانا عبدالماجد قادری بدایونی
۲۱	**نگارشات محب احمد**	علامہ محبّ احمد قادری بدایونی
۲۲	**عظمت غوث اعظم**	علامہ محبّ احمد قادری بدایونی
۲۳	**شارحة الصدور**	مفتی حبیب الرحمٰن قادری بدایونی
۲۴	**الدرر السنية** ترجمہ از :	مفتی حبیب الرحمٰن قادری بدایونی
۲۵	**احکام قبور**	مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی

۲۶	**ریاض القرأت**	مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی
۲۷	**خطبات صدارت**	عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
۲۸	**مثنوی غوثیه**	عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی
۲۹	**عقائد اهل سنت**(اردو، ہندی)	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۳۰	**دعوت عمل**(اردو،انگلش، ہندی، مراٹھی، گجراتی)	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۳۱	**فلسفه عبادات اسلامی**	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی
۳۲	**مختصر سیرت خیرالبشر**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۳	**احوال ومقامات**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۴	**خمیازۂ حیات**(مجموعۂ کلام)	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۵	**باقیات هادی**	مولانا محمد عبدالہادی القادری بدایونی
۳۶	**مدینے میں** (مجموعۂ کلام)	حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری بدایونی
۳۷	**احادیث قدسیه**(اردو،انگلش، گجراتی)	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۳۸	**تذکرۂ ماجد**	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۳۹	**خامه تلاشی**(تنقیدی مضامین)	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۴۰	**تحقیق وتفهیم**(تحقیقی مضامین)	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۴۱	**عربی محاورات** مع ترجمہ وتعبیرات	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۴۲	**اسلام :ایک تعارف** (ہندی،انگلش، مراٹھی)	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۴۳	خیرآبادی سلسلہ علم وفضل کے احوال وآثار **خیرآبادیات**	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۴۴	**قرآن کریم کی سائنسی تفسیر**	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۴۵	**مفتی لطف بدایونی:** شخصیت اور شاعری	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۴۶	**حدیث افتراق امت** تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں	مولانا اسیدالحق قادری بدایونی
۴۷	**طوالع الانوار** (تذکرۂ فضل رسول)	مولانا انوارالحق عثمانی بدایونی
۴۸	**اسلام میں محبت الٰهی کا تصور**	مولانا دلشاد احمد قادری
۴۹	**تذکرۂ خانوادۂ قادریه**	مولانا عبدالعلیم قادری مجیدی
۵۰	**اعتراف واعتبار**	محمد تنویر خان قادری بدایونی
۵۱	**خواجه غلام نظام الدین قادری**	محمد تنویر خان قادری بدایونی